SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, June 12, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومن اظلم ممّن افترٰی علی اللہ الکذب و ھو یدعٰی الی الاسلام واللہ لایھدی القوم الظّٰلمین O یریدون لیطفؤا نوراللہ بافواھھم واللہ متمّ نورہٖ ولوکرہ الکٰفرون O ھوالذّی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحقّ لیظھرہ علی الدّین کلّہٖ ولوکرہ المشرکون O

ترجمہ: اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ (افترا) باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے گو کافر برا مانیں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے اور تمام مذاہب پر غالب کر دے گو مشرکین برا مانیں۔

سورۃ الصّف (۷-۹)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, June 12, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ الکذب و ہو یدعیٰ الی الاسلام واللہ لایہدی القوم الظٰلمین ○ یریدون لیطفؤا نوراللہ بافواہھم واللہ متم نورہٖ ولوکرہ الکٰفرون○ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہٖ ولوکرہ المشرکون○

ترجمہ: اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ (افترا) باندھے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے گو کافر برا مانیں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے اور تمام مذاہب پر غالب کر دے گو مشرکین برا مانیں۔

سورۃ الصف(۷۔۹)

جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علی آل محمد۔

سینیٹر میاں رضا ربانی(قائد حزب اختلاف)، جناب والا! ---

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ پہلے leave applications لے لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ میری صبح آپ سے ٹیلیفون پر بھی بات ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ all is not well in the Press Gallery, sir. Normally آپ تو بہت considerate ہیں اور سینیٹ نے کبھی ایسا نہیں کیا لیکن شاید ایسا ہوا ہے کہ پرانے passes cancel کرکے daily basis پر نئے passes issue ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ سے شاید کچھ تھوڑا سا خلفشار ہے تو میں آپ سے یہ request کروں گا کہ اگر مشاہد صاحب کو request کرلیں کہ وہ اوپر جا کر بات کرکے دیکھ لیں کہ اگر کوئی problem ہے تو اسے amicably resolve کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ اگر پورے سیشن کے passes انہیں issue ہو جائیں تو اس سے سینیٹ سیکرٹریٹ کو بھی آسانی رہے گی اور journalists کو بھی آسانی رہے گی بہ نسبت اس کے کہ day to day basis پر ان کے passes issue ہوں۔ ہم تو ویسے بھی contract labour کے خلاف ہیں' اس لیے I would request you کہ مشاہد صاحب کے good offices کو استعمال کیا جائے۔

جناب چیئرمین، مشاہد صاحب۔

Senator Mushahid Hussain Sayed: Thank you very much sir. First of all, I will endorse what Mian Raza Rabbani has said.

میرا خیال ہے کہ اگر ہمارا tenure چھ سال کا ہے تو journalists کا کم سے کم tenure پورے سیشن کا ہونا چاہئیے اور daily passes issue کرنا غلط ہے۔

جناب والا! ویسے بھی اگر کوئی نالائقی ادھر نیشنل اسمبلی میں ہو تو آپ کے ہاں تو issues different ہیں and as Chairman of the Senate, you are media friendly.

You have not any problem and the media is a ally of the Parliamentarians.

تو They struggle for the rule of law and building a better Pakistan. میرے خیال میں اگر کوئی bureaucratic مسئلہ ہوگا تو we can resolve it. رضا صاحب! آپ بھی میرے ساتھ چلیں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ آپ دیکھ لیں لیکن جہاں تک میرا علم ہے day to day basis پر صرف وہ passes ہیں جن کا پہلے list پر نام نہیں تھا۔ اس کے علاوہ تو ہم اگر کوئی Photographer ہے تو اسے بھی pass issue کر رہے ہیں۔ ہمیں تو پورا احترام ہے۔ یہ سب ہمارے ساتھی ہیں۔ آپ دیکھ لیں تاہم اگر کوئی problem ہے تو we want to resolve it.

سینیٹر مشاہد حسین سید : جناب والا! ان میں کوئی terrorist نہیں ہے، کسی کا القاعدہ سے تعلق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ آپ دیکھ لیں اگر کوئی problem ہے تو we can resolve it.

(مداخلت)

Leave of Absence

جناب چیئرمین، میں پہلے leave applications پڑھ لوں۔

جناب رحمت اللہ کاکڑ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 12 تا 22 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب وقار احمد خان نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد سرور خان کاکڑ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9 جون کو

اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، محترمہ گلشن سعید صاحبہ نے ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ 9 تا 14 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

And we wish her for quick and lasting recovery.

جناب چیئرمین، محترمہ رتنا دیوی صاحبہ ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 17 ,15 ,14 and 18 May کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، بھنڈر صاحب! اگر آپ recommendations move کر لیں۔

سینیٹر احمد علی: جناب والا! پہلے check کروا لیں کہ recommendations پوری ہیں۔ کیونکہ میری recommendation نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، بہرحال کوئی نہیں ہے تو یہ بعد میں آ جائے گی۔ اگر ہاؤس کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو وہ بھی آ جائے گی لیکن اس پر کام تو شروع ہو جائے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! اس دن بھی میں نے کہا تھا کہ یہ ایک technical procedure ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ایک ایک کرکے recommendations آتی رہیں تو یہ مشکل ہو جائے گا کیونکہ آپ دیکھیں گے کہ ہمیں رات دیر تک بیٹھنا پڑتا ہے۔ procedure ایسا ہے کہ ہم ایک ایک amendment take up کرتے ہیں۔ جہاں اسحاق ڈار صاحب ہوں، جہاں پروفیسر خورشید صاحب ہوں، وہاں ایک ایک amendment پر time لگتا ہے۔ اگر آپ اسے unlimited کر دیں گے تو ---

جناب چیئرمین، نہیں unlimited نہیں کریں گے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! یہ جتنی amendments ہیں، یہ کمیٹی

نے ایک ایک کرکے discuss کرنی ہیں اور recommendations آپ کو دینی ہیں۔ میں اس بات کے حق میں نہیں ہوں کہ جو amendments پہلے نہیں آئی ہیں' وہ اب آ جائیں۔

جناب چیئرمین، اگر ہم بھیجیں گے تو پھر بھی اگر آپ کر سکیں گے تو کر لیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! ان کے پاس ایک دن پورا ہے۔ اس میں جو باتیں رہ جائیں گی' وہ بے شک کر لیں۔ لیکن ہم ایک discipline اور ایک طریقہ کار کے تحت چلیں۔ اب جو amendments آئی ہیں' اس وقت یہ consider ہوں گی۔

جناب چیئرمین، بالکل صحیح ہے۔

سینیٹر ہارون خان : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ کمیٹی نے پچھلے سال تقریباً بارہ بارہ گھنٹے ایک دن میں لگا کر بڑی اچھی solid recommendations بھیجی تھیں اور میرا نہیں خیال ہے کہ ان recommendations کا کوئی ایسا effect نہیں ہوا تھا اور سوائے comma and full stop کے، کوئی ایسی خاطر خواہ recommendation approve نہیں ہوئی تھی۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ Executive کے پاس یہ پہلی کمیٹی ہے کہ جہاں parliamentarians involve ہوتے ہیں اور details سے recommendations and Budget دیکھتے ہیں۔ اگر تو یہ formality ہے تو پھر ہم جلدی جلدی اسے کر دیں گے۔ ہمیں کوئی یہ confidence دیتے ہیں کہ جو ہمارا time لگے گا' اس کا کوئی فائدہ بھی عوام کو ہوگا' اس پارلیمنٹ کو کوئی فائدہ ہوگا تو پھر زیادہ consciously اور اپنے ہاتھ سے یہ ساری recommendations تیار کریں گے۔

جناب چیئرمین، انشاء اللہ ضرور consider ہوں گی اور ضرور فائدہ ہوگا۔ یہ ایک قومی خدمت ہے اور جو comma and full stop کی آپ کی بات ہے' اس کی بھی آگے بڑی اہم implication ہے کہ ایک ambiguity ختم ہوتی ہے۔ اس طرح آپ کی ہر طرح کی contribution recognize ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے اپنے عزیز

بھائی، ہارون صاحب کی بات کی تائید کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کوئی blowing your own trumpet نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کمیٹی نے کم از کم پچھلے تین سالوں سے بڑی محنت سے مثبت اور بڑی قیمتی تجاویز پیش کی ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ substantive تجاویز میں سے ایک بھی اسمبلی نے منظور کرنے کی زحمت نہیں کی۔ یہ بات آپ کے سامنے رہے کہ جو تجاویز اسمبلی میں گئی ہیں، اس میں صرف اپوزیشن کی تجاویز نہیں تھیں بلکہ یہ مشترکہ تجاویز تھیں۔ اس میں حکومتی پارٹی کے اراکین بھی اسی طرح شریک تھے جس طرح سے کہ اپوزیشن کے تھے اور یہ بات ہم نے آپس میں طے بھی کی تھی کہ اس ایوان نے کم از کم ایک سال اپنی تجاویز میں یہ بات بھی شامل کی تھی کہ سینیٹ کے وہ اراکین جو کیبنٹ میں ہیں اور اس بناء پر اسمبلی میں شریک ہوتے ہیں، ان کی ذمہ داری ہے کہ سینیٹ کی recommendations کو take up کریں، ان کے بارے میں دلائل دیں لیکن آدھا گھنٹہ بھی ان پر discussion نہیں ہوتی ہے۔ بلا شبہ ہم قوم کی خاطر محنت کر رہے ہیں، ملک کی خاطر کر رہے ہیں لیکن قومی اسمبلی کو اور خاص طور پر حکمران پارٹی کو بطور majority party کے یہ بات سامنے رکھنی چاہیئے کہ سینیٹ کی recommendations کو قرار واقعی اہمیت دی جائے اور merit کی بنیاد پر جو چیز صحیح ہو، اسے قبول کیا جائے اور انا کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، جناب چیئرمین! ہمارے معزز رکن اور جو ہمارے سینئر بزرگ بھی ہیں، انہوں نے recommendations کے حوالے سے ایک خاص observation دی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ گذشتہ سال کے حوالے سے ان کی بات مجھے درست نظر نہیں آئی ۔ اس سے پہلے سال میں ایک صورت حال پیدا ہو گئی تھی کہ اپوزیشن نے شروع سے ہی بجٹ کا بائیکاٹ کر دیا تو مختلف stages میں جو واک آؤٹ کیا ہوا تھا، تو جس دن وہ cut motions وغیرہ آئی تھیں، recommendations from this august House, these are to be accommodated in the Finance Bill. یہ مرحلہ پہلے گزر گیا اور Finance Bill پاس ہو گیا۔ اس طریقہ کار سے وہ تمام کی تمام جو recommendations

تھیں، جو اس معزز ایوان سے دی گئی ہیں ، وہ accommodate نہیں ہو سکی تھیں لیکن last year کے بارے میں ، میں یہ کہنا بالکل چاہوں گا کہ 16 major substantive recommendations جو آپ لوگوں نے دی تھیں ، ان میں سے دس substantive recommendations accommodate ہوئیں اور قومی اسمبلی نے انہیں honour کیا اور اس طریقے سے وہ incorporate ہوئیں اور وہ operational ہوئیں۔ اس وجہ سے میں یہ کہنا چاہوں گا پروفیسر صاحب سے معذرت کے ساتھ کہ دوبارہ اس کا مطالعہ کر لیں اور check کرلیں ۔ لیکن اس وقت آپ کی سوچ کے مطابق تو پوزیشن یہ ہے کہ

none was put in the Finance Bill. Sir, ten major substantive recommendations were accommodated.

جناب چیئرمین ، پروفیسر صاحب کا point ہے کہ numbers and substance کے حساب سے اور زیادہ accommodate ہونی چاہیے تھیں۔ اسحاق ڈار صاحب ۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! شکریہ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ بھنڈر صاحب نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ اگر آپ یہ process unlimited رکھیں گے تو ہمارے لیے کام کرنا مشکل ہو گا لیکن میں ان سے گزارش کروں گا کہ تھوڑی سے leniency کرلیں کہ کم از کم آج کچھ time رکھ لیں کیونکہ کئی معزز ممبر ادھر نہیں تھے یا travel کر رہے تھے۔ اس لیے ایک بجے تک time رکھ لیں یا کوئی time limit رکھ لیں کہ اس وقت تک جو recommendations آئیں، وہ آپ لے لیں۔لیکن میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں ---

پروفیسر خورشید احمد ، لیکن یہ precedent نہیں بنے گا but as an exception. تو آپ کے پاس leave of the House ہونی چاہئیے کیونکہ اگر کسی وجہ سے miss ہو گیا۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار ، تو وہ leave of the House آپ کے پاس ہونی چاہیے۔ کیونکہ کسی وجہ سے اگر miss ہوگیا تو میرا خیال ہے ابھی ہم نے کام شروع بھی نہیں کیا اور وہ اگر add ہوجائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسری یہ گزارش کروں گا کہ with all due respect ہمارے پارلیمانی وزیر جو بڑے

thorough اور بڑے legal mind کے ہیں۔

How is it possible that the Finance Bill was passed without getting the recommendations of the Senate? It is not possible. I challenge what he said. It is wrong. The recommendations were sent in time, what he is alleging that if the Senate failed to send the recommendations to the National Assembly within the time frame period which is allowed by the Constitutional amendment. Sir, this is not the case.

بات یہ ہے کہ ان کا mood ایسا تھا اور میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ Committee works bipartisan. وہاں Opposition اور حکومت کی کوئی ایسی بات نہیں ہوتی، وہاں ہم pure practical point of view سے، pragmatic point of view سے کام کرتے ہیں، چیئرمین صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، دوسرے ممبران ہیں، آٹھ ممبر حکومت کے ہیں اور چار Opposition کے ہیں، CBR and Finance کی representation ہے، جناب! ایک کوشش ہوتی ہے کہ minimum give and take کرکے وہ کیا جائے جو کہ Finance Ministry مانتی ہے یعنی it is usually across the board, not only the parliamentarians but the Government is also on board in the Finance Committee itself. وہ چیز یہاں آتی ہے پھر جناب! regardless of the divide of the House. The House has unanimously recommended. یہ نہیں کہ وہ Opposition کی ہیں۔ جناب! ہمیں پتا ہے کہ Opposition کی fate کیا ہے۔ وہ تو minority recommendations ہوتی ہیں،

which are in lieu of cut motions in the National Assembly. Here are the minority recommendations which are totally turned down.

لہذا جناب! میں یہ گزارش کروں گا کہ پروفیسر صاحب نے ایک اچھی بات کی ہے کہ please Government should have a larger heart. Open mind کا اظہار کریں۔ اس میں کئی revenue oriented اور اچھی suggestions ہوتی ہیں جس سے حکومت revenue

اکٹھا کر سکتی ہے اور اس کے ساتھ suggestions یہ ہوتی ہیں کہ اس کو آپ divert کریں towards more development expenditure جو ان کے interest میں ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو انہوں نے پچھلے سال کا ذکر فرمایا ہے کہ جی Finance Bill pass ہو چکا تھا وہ impression میرے خیال میں درست نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا۔ یہ ہمارے ساتھی ہیں - He is well versed in Budget. He has been a Finance Minister. وہ stage گزر گئی تھی۔ We had to reject all. اس کے لیے ہم نے افسوس بھی کیا تھا لیکن اب میں یقین سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ

whatsoever substantive recommendations are required for the people of Pakistan, they must be accommodated and *Insha Allah* they will be accommodated in the Finance Bill

اور اس میں ہماری یہ کوشش ہوگی کہ مل جل کر سینیٹ اور قومی اسمبلی اگر Finance Bill میں radical changes لاتے ہیں اور اس میں وہ recommendations incorporate ہوتی ہیں تو اس میں قوم کا بھلا بھی ہے اور دونوں ایوانوں کے لیے بھی یہ بہتر بات ہے۔ We will try that maximum جو ضرورت ہے قوم کی اور یہاں سے جو اچھی recommendations جاتی ہیں وہ وہاں پر accommodate ہوں۔ میں وہاں پر ہوں اور انشاء اللہ I will also make a request کہ آپ اس کو ضرور accommodate کریں تاکہ لوگوں کے بھلے کی بات ہو۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! ہماری recommendations کا جہاں تک تعلق ہے، ہم پہلے کمیٹی میں recommendations پر غور کرتے ہیں اور کمیٹی میں ہماری تین قسم کی recommendations ہوتی ہیں۔ ایک ہوتی ہے legislative جو Bill میں ہوتی ہے۔ ایک ہماری general recommendation ہوتی ہے کہ حکومت یہ کرے، یہ کرے، یہ کرے اور ان میں سے کچھ ہوتی ہیں unanimous اور کچھ controversial ہوتی ہیں جو Opposition کہتی ہے کہ ہم on the floor of the House ان کو debate کریں گے۔ یہ

تین قسم کی categories ہوتی ہیں۔ جہاں تک تعلق ہے جناب! legislative کا' legislative کو thoroughly وہاں discuss کرکے ہم یہاں لاتے ہیں اور وہ unanimous recommendations چلی جاتی ہیں۔ پچھلی دفعہ' جن کو جناب! وہ full stop, comma یا بجے والی کہتے ہیں' وہ full stop, comma یا بجے والی تو نہیں ہوتی' ہر amendment کے پیچھے ایک principle ہوتا ہے اور وہ جو amendments ہیں' پچھلی دفعہ 17 amendments منظور کی تھیں نیشنل اسمبلی میں لیکن ایک تجویز جناب! قابل غور ہے کہ جس طرح پروفیسر صاحب نے اور ڈار صاحب نے فرمایا کہ ہمیں یہ گلہ ہے کہ ہماری recommendations پر پوری طرح نیشنل اسمبلی غور نہیں کرتی۔ ہماری recommendations کو جو محکمے نے یا منسٹری نے مانی ہوئی ہیں اور جو legislative ہیں وہ تو approve کر دیتے ہیں باقی جو recommendations ہیں ان پر غور نہیں ہوتا۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ نیشنل اسمبلی کم از کم ایک دن پورا دے کیونکہ ہم اگر سات دن محنت کرکے بھیجتے ہیں تو وہ کم از کم ایک دن تو اس پر غور کے لیے رکھیں اور اپنی ان amendments کو بیشک تین parts میں کرلیں۔ Legislative کو لے لیں' دوسری کو لے لیں لیکن کم از کم ایک ہاؤس نے' Upper House نے deliberate کرکے وہ recommendations بھیجی ہیں۔ Recommendations کچھ unanimous ہوتی ہیں اور جو نہیں جاتیں وہ تو یہیں پر reject ہوجاتی ہیں۔ جو یہاں سے پاس ہوکر جاتی ہیں ان پر کم از کم غور تو کیا جائے۔ یہ غور کرنا نیشنل اسمبلی کے لیے ضروری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں بجٹ پندرہ دن میں پاس کرنا ہوتا ہے اور پاس ہو جاتا ہے۔ سارے ملک کا بجٹ' سارے سال کا بجٹ پندرہ دن میں' پندرہ دن کی میعاد بہت تھوڑی ہے۔ حکومت اس پر بھی غور کرے اور ایک دن کم از کم سینیٹ کی تمام recommendations پر غور کرنے کے لیے ضرور مقرر کرے۔

جناب چیئرمین، یہ Parliamentary Affairs کے وزیر بھی ہیں' عمر ایوب صاحب بھی ہیں I think they should do it.

سینیٹر احمد علی، میری بھی سن لیں جناب' تین دفعہ آپ نے مجھے بٹھایا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! ایک بات بڑی قابل غور ہے کہ اگر یہی

موشن جو agenda پر put کی ہوئی ہے

that the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill, 2007. The general suggestions, recommendations are not required constitutionally.

اس میں ایک spirit ہے کہ جو fiscal law ہے' جو فنانس بل ہم لائے ہیں اس کے اندر radical changes اگر آپ چاہتے ہیں' اس کو آپ تبدیل کروانا چاہتے ہیں تو policies are commanding out of the legislative phenomenon. اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ

general suggestions are not wanted out of this House, they are only the recommendations in the Finance Bill, alteration, substitution or amendments which are to give policy change or which are in the interest of the people of Pakistan

تو میری یہاں پر گزارش ہوگی کہ جناب چیئرمین ! آپ بہتر recommendations دیں Finance Bill کے provision میں تاکہ پالیسی میں وہی changes radar کا کام کریں اور اس طریقے سے پالیسی موڑی جا سکے جس طریق کار سے پاکستان کے عوام کو سہولیات میسر ہو جائیں۔ General suggestions are not wanted out of this august House. یہ تو spirit کے بھی خلاف ہے۔ صرف legal changes آپ لائیں ہم انہیں قبول کریں گے۔ انشاء اللہ۔ یہ بات ان کی اچھی ہے کہ ان کی جو recommendations ہیں ان پر یقیناً نیشنل اسمبلی کو غوروخوض کرنا چاہیے ۔ تو I will request to the Finance Minister and to the House and the Speaker of the National Assembly کہ ان کے لئے خصوصی طور پر آپ وقت مختص کریں۔ ان کی recommendations پر غوروخوض کریں' اس پر for and against بات کرائیں تاکہ وہ صحیح معنوں میں accommodate ہوسکیں۔

جناب چیئرمین: جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی ، جناب finally thank you very much کہ میری باری بھی

آگئی ۔ سارا tempo تو آپ لوگوں نے توڑ دیا۔ جو کہنا چاہ رہا تھا اس پر مشکل ہوگئی۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ کمیٹی نے recommendations بالکل وقت پر بھیجی ہیں اور نیشنل اسمبلی نے 17 recommendations مانی تھیں لیکن ابھی تک مجھے نہیں پتا کہ وہ کونسی recommendations تھیں جو مانی تھیں۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ مجھ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ بھیج دی ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ سال بھر آپ لگاتے ہیں۔ وہ recommendations جو مانی ہیں ان کو بتانے میں کیا hidden چیز ہے جو نہ بتائی جائے ۔ کمیٹی کو کچھ serious لیں۔

جناب چیئرمین، احمد علی صاحب آپ کی باتیں بالکل صحیح ہیں۔ The information should be updated immediately اور جو آپ نے بات کی ہے it has been taken up and will again be taken up.

سینیٹر احمد علی ، جناب والا! اور مسئلے بھی ہیں۔ جناب والا ! آپ دیکھیں کہ یہ جو recommendations آئی ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، رضا صاحب، وسیم صاحب ذرا احمد علی صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! ہماری کمیٹی کے چیئرمین صاحب تقریر فرما رہے ہیں، میں request کروں گا لیڈر آف دی ہاؤس سے، لیڈر آف دی اپوزیشن سے کہ توجہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین، جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی ، جناب والا! آپ اس کو دیکھیں کہ اتنا آسان ،بجٹ بنانے والے سمجھتے ہیں کہ انہوں نے چیزیں بھیج دیں۔ بھنڈر صاحب دو دن سے مسلسل کام کر رہے ہیں۔ اب ان کی ماشاء اللہ عمر دیکھیں اور ان کے کام کا سٹائل دیکھیں۔ ابھی تک 78 غلطیاں تو وہ نکال چکے ہیں پتا نہیں کتنی اور نکال کر لائیں گے۔ جو corrections ہیں وہ اتنا light سمجھتے اور کہتے ہیں کہ کمیٹی اس کو سنبھال لے گی۔ اگر ہم انہی کو ٹھیک کرتے رہے تو کس چیز پر نظر رکھیں گے۔ آپ ذرا ان سے کہیے کہ ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں کہ کیا چیز لکھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی پڑھیں گے، خود بھی سن رہے ہیں۔ بالکل صحیح بات ہے کہ اس کی proof reading صحیح ہونی چاہیے اور معیاری ہونی چاہیے۔

سینیٹر احمد علی ، معیاری ہونی چاہیے آپ ایسے ہی نہ اٹھا کر بھیج دیں کہ کمیٹی اس کو ٹھیک کرے گی۔ ہر سال ٹھیک کرتے ہیں مگر اس دفعہ تو حد ہوگئی ہے۔ اس دفعہ تو 78 پہلے ہی نکال چکے ہیں لیکن ان کے پاس وقت نہیں ہے کہ وہ کچھ اور دیکھیں۔ اگر وہ اور دیکھیں گے تو اور بھی نکال کر لائیں گے۔ جناب والا! ان سے کہیں کہ ذرا ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں یا جو بھی لکھ رہے ہیں ان کو پتا ہونا چاہیے وہ anomaly جان بوجھ کر چھوڑتے ہیں کہ اگر بچ جائے تو ہم misuse کریں گے۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین، جی سعدیہ عباسی صاحبہ۔

سینیٹر سعدیہ عباسی ، جناب چیئرمین ! ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ آپ recommendations دیں being the part of democratic alliance کے recommedations ، اگر انہوں نے by names اس میں include کی ہیں تو I had twenty four points, I have no twelve points and we have no right to do it.

یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا ، اس سے پہلے بھی ایک دفعہ pre-budget ہوا تھا اس میں بھی recommedations دی تھیں مجھے یہ بھی پتا نہیں تھا کہ include کی جائیں گی ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ ساری اپوزیشن کی joint ہوں گی---

جناب چیئرمین، کس نے کہا تھا۔

سینیٹر سعدیہ عباسی، پچھلی دفعہ جب pre-budget ہوا تھا اس میں بھی اسی طرح so I mean is somebody going to include something and personally name is going to be included, then whatever they have recommended should be included اگر وہ ایک twenty four میں سے نکال کر گیارہ دیں اور باقی نہ دیں۔

Moreover he is the Editor in Chief' he is businessman doing this. Who has over done this?

Mr. Chairman: There is such procedure for it we will look into that. Yes Raza Sahib.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Mr. Chairman I think there is a slight confusion, as far as the motion is concerned it perhaps has not been correctly worded according to what the honourable Minister is saying about the Finance Bill. It says, if I could just have the motion, "that the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill 2007, containing the Annual Budget Statement, under Article 73 of the Constitution". I would like to point out that what the honourable Minister is saying that it is an intelligence on the part of Government that it is allowing the Senate to make recommendations on the Budgetary proposals is factually not correct, because I would like to take you Mr. Chairman! as he said that all you can do is make amendments to the Finance Bill which contains substantive job, I would like to take you Mr. Chairman! to Article 73 of the Constitution which says that, "notwithstanding anything contained in Article 70, a Money Bill shall originate in the National Assembly." Now this is the operative part which is a proviso, "provided that simultanously when a Money Bill which includes the Finance Bill containing the Annual Budget statement is presented in the National Assembly a copy shall be transmitted to the Senate which may, within seven days make recommendations thereon to the National Assembly", so it is not correct to say that simply the Senate can make recommendations to the Finance

Bill and the Finance Bill contains only amendments to substantive law and therefore other budgetary provision in the Annual Budget Statement. The Senate cannot make recommendations on that. According to Article 73 the Senate can make amendments in the substantive law which comes about in the shape of Finance Bill, as well as in the budgetary proposals that are formulated by the Government and presented before the National Assembly.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Leader of the Opposition has rightly told it as I read it' the money bill which includes the Finance Bill and the budget statement that is known as a money bill. The motion which has been put on the agenda is wrongly worded; It should be other way the money bill including the budget statement the recommendations shall be made to that in both if we look at it to this version that the only recommendation can be made to the Finance Bill not to the budget statement where as ingeneral recommendation as the honourable Senator Mr. Bhinder has said it outrightly the general recommendation must be accepted in addition that is right. Now this motion be substituted with a valid motion for the tomorrow agenda thereby both the sense to be included, the recommendation on the Finance Bill and the budget statement can be given and it is correct the substantive law is in the Finance Bill and the general suggestions are in the budget statement. Therefore, any recommendation to mould and cast or to recast in the general can be given to this august House as a recommendation.

Mr. Chairman: Amend it now because it has got to be tabled now.

Senator Mian Raza Rabbani: If the honourable Minister would read with me, I think to an extent it could have been more clearer but to an extent I think the motion does not need an amendment for the moment. The motion reads "that the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill 2002 containing the Annual Budget Statement under Article 73 of the Constitution." So I think containing the Annual Budget Statement under Article 73 would for the time being suffice that it could have been worded.

Mr. Chairman: We make a note of that.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Word containing should be amended.

Senator Mian Raza Rabbani: Word containing....

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: And the budget.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, then we can move an amendment to the...

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Because your Finance Bill does not contain ....

Senator Mian Raza Rabbani: You are right.

جناب چیئرمین، بھنڈر صاحب، آپ اس کو move کر دیں اور میں اس کو correct
کرتا ہوں۔

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I hereby move the amendment that in the proposed motion tabled already in the Senate, for the word "containing" the word "and" be substituted.

Mr. Chairman: That is put to the House.

(The amendment was carried)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, can I have just two minutes?

جناب چیئرمین، میں اس کو move کرا لوں پھر----

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, just one second,

جناب! آپ نے مجھے اور مشاہد صاحب کو بھیجا تھا we are grateful to the journalist community وہاں پر طے ہوا تھا، آپ کے سیکریٹریٹ کا سٹاف بھی موجود تھا۔ No.1, photographs or no photographs, cards would be issued.

جناب چیئرمین، وہ کر رہے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : جی جناب۔ دوسری بات یہ کہ it will be for the entire session and not on a day to day basis. جناب چیئرمین صاحب! ایک سیکنڈ میں لوں گا، ایک نہایت pressing مسئلہ ہے اور اس کا تعلق بالخصوص صوبہ سندھ سے ہے اور honourable Leader of the House بھی اس مسئلے کو بھگت رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! دو دنوں سے سندھ کے کچھ نوجوان Supreme Court of Pakistan کے سامنے بیٹھ کر احتجاج کر رہے ہیں اور ان کا احتجاج اپنی جگہ نہایت جائز ہے کیونکہ آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے یہ بات پہلے بھی اٹھائی تھی کہ سوئی سدرن گیس کے جو employees ہیں، جن کو Supreme Court of Pakistan نے reinstate کر دیا ہے، ان کو سوئی سدرن گیس in total contempt of the verdict of the Supreme Court واپس نہیں لے رہی تھی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ یہ matter Committee کو بھی refer کیا گیا تھا جس کو بھنڈر صاحب head کر رہے تھے اور اس کمیٹی

ـنے اس matter کو take up بھی کیا اور اس پر deliberations بھی ہوتی رہیں لیکن اس کے بعد ہمارا وہ tenure ختم ہو گیا۔ اب جناب چیئرمین صاحب! جو latest position ہے and I would not take very long. Latest position یہ ہے کہ وسیم سجاد صاحب' جو ان کے وکیل ہیں' انہوں نے contempt of court کی ایک application move کی تھی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ 612 سے زائد ابھی ایسے نوجوان موجود ہیں جن کو نوکریوں پر واپس نہیں لیا گیا اور یہ contempt of court commit کیا جا رہا ہے' سپریم کورٹ نے سوئی گیس کی management کے خلاف بڑے واضح الفاظ میں ایک قسم کے strictures بھی pass کیے اور اگر آپ مجھے اجازت دیں تو یہ اس judgement کا paragraph 5 ہے' وہ کہتا ہے

Mr. Nasir Ahmed has replaced Brigadier (Retd.) Agha Gul Ahmed, former General Manager Human Rasources in the company surprisingly Mr. Munawar Baseer Ahmed, Managing Director, Sui Southern Gas Company Limited has turned a deaf ear

جناب چیئرمین صاحب! آپ دیکھیں

what the Supreme Court is writing, he has turned a deaf ear to the lawful directions of this court and is conspicuous by his absence without any lawful justification and sufficient cause. Now, look at this Mr. Chairman! that the Managing Director of Sui Southern Gas has so far defied for over two years the orders of the Supreme Court and when there is a contempt petition that has been moved against him, the Supreme Court says that he is conspicuous by his absence without any reasonable justification. Where are we heading?

اگر سپریم کورٹ کی یہ صورتحال ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! آج بھی صورتحال یہ ہے کہ 503 ایسے لوگ ہیں اور باوجود اس کے کہ سپریم کورٹ نے اسی paragraph میں آگے کہا ہے کہ ان سب کو فوری طور پر reinstate کیا جائے اور اس کی compliance سپریم کورٹ کو دی جائے۔

آج دن تک 503 ایسے نوجوان ہیں جن کو واپس نوکریوں پر نہیں رکھا گیا۔ اس کے برعکس سوئی سدرن گیس میں 3500 contract employees رکھے ہوئے ہیں جن کی 20 ہزار سے لے کر 25 ہزار تک salary ہے اور یہ بیچارے 503 low paid employees وہاں پر موجود ہیں۔ میں آپ کے توسط سے آج آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ kindly اس matter کو ازخود دیکھیں اور اس ہاؤس کو اس session کے دوران بتائیں کہ آپ کی ان سے کیا بات ہوئی ہے۔ ورنہ پھر میری آپ سے استدعا یہی ہو گی کہ جیسے پہلے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی، سینیٹ کی ایک اورکمیٹی بنائی جائے تاکہ وہ یہ دیکھے کہ جو شخص سپریم کورٹ کے orders کو flout کر رہا ہے، سپریم کورٹ کے سامنے نہیں جا رہا، وہ اپنے آپ کو above the law سمجھ رہا ہے he has to be brought to book Mr. Chairman.

Mr. Chairman: I will look into it and

اگر نہیں ہوتا تو

We will give it to the concerned Standing Committee, that can take care of it rather than other Committee.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین! میں اس میں ایک لفظ کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ایک منٹ تھیم صاحب کو بولنے دیں۔ جی تھیم صاحب۔

Senator Justice (Retd.) Abdul Razaq A. Thahim: Mr. Chairman! I was also on that Committee, two years have passed, committee made so many delibrations. Supreme Court has failed to implement its own judgement, that is the only problem. They passed the judgement, they cannot implement, they have passed the contempt, they can take any action against those persons whereas Supreme Court is reluctant and 652 were roaming from here, out of that only 192 have been

accommodated and others are not being accommodated. Why not they blame and ask some officers? Why they don't take an action against those officers? So, all is that Supreme Court is not implementing its own judgement, what Senate can do, that is to be considered.

We have recommended so many times. Judgement is there, implementation is within the purview of the Supreme Court, not by the Senate. So, take out the way, Mr. Rabbani is also senior lawyer, others are there, take out the way that our Supreme Court fails to implement the judgement. Where the people should go? Apex court own order cannot be implemented sir, it is very sad state of affairs.

جناب چیئرمین، جی بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! جیسے Leader of the Opposition نے فرمایا کہ ایک کمیٹی بنی تھی لیکن اس کے بعد چونکہ ہم dissolve ہو گئے اور وہ کمیٹی بھی ختم ہو گئی لیکن جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے تو میں نہایت مودبانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب contempt application move ہوئی ہے، سپریم کورٹ نے اس کا cognizance لیا ہوا ہے تو کمیٹی یا سینیٹ کے لیے مشکل ہو جائے گا کہ subjudice matter میں کوئی interference کرے۔ اگر ہم کوئی direction بھی دیں گے اور پتا نہیں سپریم کورٹ نے کیا direction دینی ہے، کسی کو contempt of court میں بلانا ہے یا کسی کو سزا دینی ہے۔ ہم سپریم کورٹ کے parallel proceedings نہیں کر سکتے اور جہاں تک انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ اس میں ضرور اپنے طور پر ------

جناب چیئرمین، اسی لیے انہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ follow کرلیں، انہوں نے بھی یہ جانتے ہوئے کہا ہے۔ ہم check کرلیں گے، پھر ہم Standing Committee کو involve کرلیں گے۔ جی بابر صاحب جلدی کریں تاکہ پھر آگے شروع کیا جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین! میں صرف اتنا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جن مقدمات کا تذکرہ کیا گیا I am one of the lawyers there. سپریم کورٹ کی جو pending list ہے وہ اور طرح کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ interfere کریں اور سینیٹ اس میں interfere کرے تو دو طرح سے کر سکتا ہے اور کمیٹی بنائیں گے تو اس کو بھی recommendation دے دیں گے۔ کل جو employees ملے ہیں انہوں نے یہ بتایا ہے کہ وہاں ہو یہ رہا ہے کہ وہ ان employees کو inspite of a judgement of the Supreme Court in their favour علیحدہ رکھ کر اپنے لوگوں کو بھرتی کر رہے ہیں۔ اور انہی کی سیٹوں پر contract پر نئے لوگ سالہاسال۔۔ اگر آپ کسی کو 6 سال کا contract دیتے ہیں تو یہ جو 10 سال پہلے سے بے روزگار بیٹھے ہوئے ہیں، یہ کیسے انتظار کریں گے، this is one. اور second یہ ہے کہ جس طرح میرے فاضل دوست بھنڈر صاحب نے کہا کہ وہاں pending ہے، Supreme Court کی judgement پر عملدرآمد کرانا، آئین کے تحت ہم سب کی ذمہ داری ہے، the entire Executive including the Judiciary of country shall act in aid to the Supreme Court of Pakistan. میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ ایک totally انسانی مسئلہ ہے اور 10 سال سے زیادہ عرصے سے لوگ بے روزگار سڑکوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ آج بھی سڑک پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ مظاہرہ کر رہے ہیں، انہوں نے کل بھی مظاہرہ کیا۔ اس لئے آپ اس میں لازماً interfere کریں اور ان کے مسائل حل کرنے کے لئے کمیٹی بنائی جائے۔

جناب چیئرمین، میں اس کو check کر لوں گا۔ بھنڈر صاحب! you move the motion.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I move that the proposed recommendations on the Finance Bill and Annual Budget Statement 2007-08 so far received by the Secretariat from various members be referred to the Standing Committee on Finance and Revenue.

Senator Prof. Khurshid Ahmad: This is up to 1.00 p.m.

today.

یہ صرف آج کے لئے ہے۔

جناب چیئرمین، میں House سے authority لینا چاہوں گا' and we will give it to the Committee یہ بھنڈر صاحب اورکمیٹی خود فیصلہ کرے گی جو وہ کر سکتے ہیں۔ نہیں' میں اس کا حل بتا رہا ہوں۔ احمد علی صاحب! میں اس کا حل بتا رہا ہوں کہ جو آئیں گی' House مجھے empowerment دے دے، اگر آپ لوگ کر سکیں، ٹھیک ہے، نہیں تو it will not be binding because you realize کہ آپ نے بھی ایک systematic طریقے سے کرنا ہے تو ہم آپ پر چھوڑ دیتے ہیں۔

سینیٹر احمد علی، جناب discuss کر سکتے ہیں، ممبران کو پورا اختیار ہے کہ وہاں پر discuss کرلیں، اگر کوئی ہے۔

جناب چیئرمین، میں یہی کہہ رہا ہوں' آپ پر ہے' آپ لوگ خود final فیصلہ کریں اس میں' کمیٹی ہے تو this is then tabled. تو we will leave it on that ڈار صاحب! آپ open کریں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ Thank you Mr. Chairman. میں آپ کا مشکور ہوں اور خصوصاً اپنے تمام Opposition کے ساتھیوں کا مشکور ہوں جنہوں نے مجھے یہ موقع دیا۔

Senator Mian Raza Rabbani: I would most humbly point out to you that kindly look at the galleries, there is not a single significant member or officer of the Finance Ministry who is present.

جناب چیئرمین، نہیں' Minister ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! Minister تو خود ہیں لیکن---

جناب چیئرمین، آپ کے officers شاید یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، تمام members وہاں موجود ہیں اور ہم جا رہے ہیں۔

جناب عمر ایوب خان (وزیر مملکت برائے خزانہ)، جناب! سینیٹر صاحب بالکل صحیح کہہ

رہے ہیں our entire Budget Wing, Additional Secretary Revenue-1 جناب !

کمیٹی کا time 11 O 'clock تھا positioning themselve over there. I am here to

take note.

Mr. Chairman: And there is somebody to take the notes?

جناب عمر ایوب خان، نہیں جناب! ہمارے officers بھی ہیں if they want to

count them down.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب! ہم یہ record پر لانا چاہیں گے کہ Committee

members are exempted.

جناب چیئرمین، جی، جی Committee members are exempted and to

carry on with the important task that you have.

Discussion on the Budget 2007-08

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب بہت شکریہ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ میں آپ کا مشکور

ہوں اور خصوصاً اپنے Opposition members ساتھیوں کا بھی مشکور ہوں۔ یہ بجٹ جو

2007-08 پیش ہوا ہے، اس پر میں کچھ گزارشات کروں گا۔

I will try to be very brief and also would remain within the documents released by the Government's different wings like Economic Survey document which is Ministry of Finance, Federal Bureau of Statistics or the International credible reports. Mr. Chairman, this remains the fact that the previous 6 budgets, we have been voicing out here that our national development strategy has been revolving around the elite class of this country, that seems to be budget for the elite, by the elite and of the elite. Unfortunately, the focus which should have been pro-poor, was all the

time missing and as the Leader of the Opposition on the day of presentation of the Budget indicated here that the previous budgets since 2002 and 2003 have been violating the constitutional provision under Article 160 which unfortunately, have not been even finalized.

This is a very bad luck of this country that in the last 25 years there should have been five National Finance Commission Awards. It is an historic fact that there have been only two in the last 25 years. One in 1992 by a democratically elected government of PML(N) and the second one again by the same government in 1997. The next one was due in 2002 and till todate unfortunately we have seen so many meetings going on and eventually the statement given that the Chief Ministers and the Finance Ministers have delegated, sir, there is no provision of delegation in the Constitution, my honourable Leader of the Opposition has deliberated in detail. I would humbly request that the Government must ensure an earliest finalization of the NFC Award in accordance with the provision of the Constitution of Pakistan. Having said that Mr. Chairman, the most burning issue of today we all know is inflation or price hike. We have seen that the suicide numbers have gone tremendously high. There is virtually everyday on the electronic media and the print media which keep reading reports. Now this can be certainly substantiated by Government's own figures. Sir, let me draw the attention of my honourable colleagues to Economic Survey 2006-07, page 122, which gives the food inflation related indexes of this country. There are three. Consumer price index, wholesale price index and sensitive price

index. Mr. Chairman, as the honourable Minister for Finance indicated in his speech in the National Assembly that this is his final speech, obviously the National Assembly tenure is about to run out, I think, it is high time when you study or discuss a budget whereas you consider the proposals of the next year, it is more relevant to see what has been the performance or delivery of your past promises in the budgets. So, Mr. Chairman, I would draw your attention that this country having a seven years of military rule followed by a semi democratic system in 2002-2003, Mr. Chairman, the consumer price index which stood according to the Government's own figures at 3.6 has now increased by April 2007, 7.9%. Mr. Chairman, this is 119% increase over a period of seven and a half years. Likewise the wholesale price index Mr. Chairman, again according to the Government's own figures which stood at 1.8% in 1999-2000, now it has gone to by the end of April, 2007, 6.9% which Mr. Chairman, works out to be 283%. Now we have got this most sensitive price index sir, the items of daily use, sir, it was 1.8% in 1999-2000 and that is where the problem is, it is gone to 11.1% as per Government's own figures that released in the economic survey 2006-07, page 121. This is showing sir, 516% increase in the sensitive price index over a period of seven years. Sir, this 516% or 1.8 to 11.1% index, sir, if you further break down in the different income groups, we have population of 74% roughly whose income is less than Rs.3600/= per month in this country.

Mr. Chairman, if you see the patrol and that is where we say that pro-poor and pro-elite that what you can see from the Government own

figures given on page 125, inflation rate by income groups 1999-2000, overall CPI 3.6% and it has been broken down by Government own document. Income groups upto 3000 out of 3.6, 3.2, income group upto 5000 out of 3.6 as compared to 3.6, 3.4 is going up as the income increases the burden of index was more. Income between 5000 and 12000 was 3.8 and income above 12000 was 4.5. Now the overall average was 3.6 as the income was going up the index was showing that the burden was more. Now the trend has totally reversed and this is most serious Mr. Chairman, as in one of the written page as 125 of the Economic Survey, the CPI which stands today 7.9 the lowest income group is bearing 8.3 upto 3000, upto 5000 it goes down, the burden goes down, the pain goes down and from 5000 to 12000 the pain further goes down it is 7.8 and when the income group of 12000 and above you see it is 7.3 as compared to overall 7.9. Sir, this is a very very serious indication that how things are working as far the poor are concerned if you see the commodities I mean I am just to name, to point out a very few items Sir! Wheat, or *Atta* Sir 8.9 rupees per K.G. today at 16.5 it is 85% increase. Basmati *Chawal* from 16 rupees it has gone to 36 rupees, again Sir these figures are from Federal Bureau of Statistics I am comparing their figures 99 October with June 2007, 7th of June to be precise just three days ago. Sir, Basmati 16 rupees versus 36 rupees, 124% increase Mr. Chairman! *Masoor ki Dal* 36 rupees to 60 rupees 65% increase, *Mash ki Dal* 36 rupees to 84 rupees 132% increase Mr. Chairman! Gram Pulse 23 rupees to 31 rupees and 49%, Beef 56 to 150 rupees 166% increase, Mutton 109 rupees to 270 rupees 147% increase,

Gurh, we come of the 70% of the population, villagers, Sir they use *Gurh*, *Gurh* has gone from 19 rupees 50 paisas to 60 rupees, 156% increase. Sir, there is a list of items, onion has gone from 8 rupees to 24, 186 %, Tomatos has gone from the seasonal 12 rupees to 50, 314%. Sir, the Garlic has gone 29 rupees to 100 rupees, 235%, Tea, 3.69 to 10 rupees, 171%, and so on so forth, its a long list, Carosene from 12 rupees 53 paisa a litre has gone to 42 rupees. Carosene is used in villages and it has gone to 235%, so Sir, the Firewood from 99 rupees to 280, 182%. Sir, these are a few examples which direction we are moving towards and

یہ مہنگائی کا جو طوفان ہے

thats why the people are screaming, that's why people are committing suicide. Sir, I honestly believe that the minimum wage which has been proposed by the Government, which obviously is applicable to the private sector also, is not sufficient and I will try to be as honest as possible in giving my opinion Sir. Let the Government review or revise its policy, it is up to them. Sir, the today's minimum wage 4000 increased by 15% proposed increase to 4,600 is not sufficient.

اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر یہ کہیں کہ

Is this enough Sir, to have Sir, minimum wage should be increased atleast 25% from 4000 to atleast 5000 this is my humble suggestion Sir, likewise the salaries of Government employees we have seen that there is a proposal of 15% increase Sir this 15% is not increase of the take home pay this is the 15% of the running scale. They might say that every government does this way, Yes, they are absolutely right but there are the

instances when the country was in a most difficult state, know you, sanctions within that period but there was a good increase and the Government salary was better than 15% so I again humbly request that the salary increase should be atleast 25% since it is going to be of the running scale and the real impact of the percentage increase of take home pay will still be around 15% so this is my second suggestion in this. Sanctions Sir pre 97 and post 97 we have seen that the proposal is 15% post 97, 20% pre 97. I again believe keeping in view the sensitive price index of this country which has risen over 500% or five times we should increase Sir atleast increase 15 & 20% and 25% respectively. I believe that these small measures will give some real relief to the Government salaried employees as well as the pensioners and it will also give a direction to the private sector when you may fix the minimum wage atleast 5000 rupees which I am proposing 25% increase from the present 4000 rupees it will go to 5000 instead of proposed 4600.

Having said that Mr. Chairman! there have been a number of claims about the growth and this is the area where I have my serious reservations. We all know that the GDP growth which is claimed to be 7%. Everybody knows Mr. Chairman! that two years ago the national accounts were rebased from 1980-81 to 1999-2000, the weakest year of the last 20 years, after post sanctions. Mr. Chairman! if you rebase, obviously the Government would argue and has argued when there have been a media battle on this subject. This subject that all countries rebase, yes, of course, they rebase, but they keep giving the impact of this thing. Till

today this Government has not given the impact of rebasing on the GDP size, on the impact on the GDP growth. They say GDP size double

ہو گیا ہے۔ بالکل double ہو گیا ہے۔

I agree but if the GDP size is doubled you must tell what portion is due to the rebasing of your national accounts from 1980-81 to 1999-2000 which is estimated to be around 22 to 25% alone. Sir, this would have been a fair practice on behalf of the Government, if they would have given the impact of the rebasing of their accounts and we should have been allowed to compare.

Now Sir, since our economic team believes in international reports more than our internal reports and they always quote that IMF

نے یہ تعریف کر دی' World Bank نے یہ تعریف کر دی۔

for the consumption of my colleages on both sides of this House, the GDP growth, I will just quote here, actual it is the World Bank Development Indicators report released in April 2007 relating to Pakistan and sir, let me just quote for the benefit of my colleagues. Pakistan's per capita GDP growth has been one of the lowest in Asia and below the average of all low income countries during 1999-2005, 6 years

کی بات ہو رہی ہے۔

when measured in purchasing power parity terms as per the data in the World Bank Development Indicators released on 15 April, 2007

یہ جناب کوئی دو تین سال پرانی report نہیں ہے ۔

It is only 2 months and I promise I will be totally honest while quoting the things and giving the documents, I will be very happy to provide you

copy of the support. A widely recognized indicator of the level of prosperity is GDP which is rightly so, on purchasing power parity bases. Since nominal prices of different goods and services vary from country to country this method of measurement neutralizes those nominal differences by comparing what is similar basket of goods and services would cause in different countries. Hence GDP measured on purchasing power parity is considered a more accurate measure of income level and standard of livings. Mr. Chairman! as bank they have given the most populated and similar developing countries as compared to Pakistan and it is worrying to read that Pakistan they have given the GDP for 1999-2005 based on purchasing power parity, Pakistan is 4.62% per annum, Philpines is 5.17% per annum, Indonesia is 5.77% per annum and Turkey is 5.79% per annum and our neighbouring country India is 7.3% per annum. Sir we should think bipartisan and in the National Interest what and where are the structural problems in our strategy, unless increase the supply side of this country is checked, the inflation can never be controlled. Why there is an inflation?

جناب! یہ مہنگائی کی جو بات ہو رہی ہے صرف

basically three factors Mr. Chairman! number one is your monetary policy. Obviously Finance Ministry does not control. State Bank is autonomous and it has to be an autonomous body but we have to see what is the M-I in this country. Six hundred and forty three billion rupees in circulation as on June the 30th 1999 has increased to three thousand two hundred and fifty six billion. There is the problem. The money supply in this country

نوٹوں کی چھاپ جو اس ملک میں ہوئی ہے پچھلے ساڑھے سات سال میں

has gone four times. That is where the problem is. This has not been matched by increase in production of this country.

agriculture میں، industry میں، Manufacturing میں، وہ بالکل Minister Sahib صحیح
کہتے ہیں کہ اتنی موٹر سائیکلیں زیادہ ہوگئیں، اتنی کاریں زیادہ ہوگئیں It is not enough.
Everybody is not tranquil. آٹھ لاکھ اگر موٹر سائیکل ہوگئیں ہیں تو پندرہ کروڑ کی آبادی
ہے باقی لوگوں کی آپ فکر کریں۔ آٹھ لاکھ بڑی اچھی بات ہے

we compliment it but this is the first problem in this *Mehngai* that the money is in circulation, the monetary policy of this country has gone haywire during last seven and a half year from 643 billion to 3256 billion. Dear Chairman, the second problem why is this so much *Mehngai* and why the trend is reversed? With higher income you are having lower impact if massive indirect tax is levied in the name of GST. Today the ratio between direct taxation and indirect taxation is totally changed.

Sir, direct taxation has a simple methodology. The rich are taxed more according to the income and the capacity to pay and the indirect taxation has always been considered as a regressive thing. So, this Government has opted to easy root, to mobilize as much as they can through indirect taxation and third thing, Mr. Chairman, is the corrupt trade practices by influential mafia in this country like Stock Exchange, real estate, various different scams in sugar etc. in this country.

جناب چیئرمین! یہ تینوں چیزیں وہ ہیں

that the people if they find to make money easily in Stock Exchange or in real estate and why they should do business and in those two areas, there

is no taxation *Masha-Allah* . I mean it is hardly in taxation. The C.V.T. which was proposed by the Finance Committee and recommended to the lower House as .05% was scaled out to .02% last year, Mr. Chairman and we tried our best, we proposed .1% and we have opposed it again. Sir, in India it is .25%. In Pakistan, it is .02%. It is exactly, sir, 112 of what Indians are charging or 8% over Indians are charging. When we have the tendency to compare everything with India, why not follow this that we should have, at least, what the Indians are charging on this capital value. People have made billions and there are Stock Exchange scams and there is fancy accounting and there is Standing Committee meetings of the National Assembly and the Senate and the end result is zero.

The fancy accounting starts, foreign professionals are paid in US dollars, huge sums and they are told, sorry, our data base of the Stock Exchange is not available. What sort of regulation is there? What sort of control is there? Sir, that is all manipulated so as I said if they are properly taxed, the money might go, they will have the comparative other avenues of business, industry, making their living out of trading activities, out of manufacturing activities which will give jobs as well . It is in interest of any government.

Mr. Chairman, coming back to the GDP growth I have explained, I would like to draw your attention that the problem does not stop here. Mr. Chairman! The same report of the World Bank I was quoting, dated April, 2007. Sir, they have given as domestic savings as percentage of GDP. Again it is worrying. Pakistan has 16.1 GDP. India has 29.7, Indonesia is

26.6, Phillipines is the only one, lower than as having 10.5% and Turkey is 18.2%.

Third things, sir, infant mortality rate per thousand you know, new births. Pakistan has 79 per thousand. India has 56, Indonesia 28, Phillipine 25 and Turkey 26 and I come to the last one, the primary school enrollment, we have 68%, India has 90%, Indonesia 94%, Phillipines 94%. Turkey 89%. Sir, this is where we should be focussing and not that

کہ Stock Market اوپر چلی گئی اس کو ہم celebrate کرتے ہیں پھر bubble پھٹتا ہے، پھر scam ہوتا ہے۔

This is not perpetual. It is only one timer. Even, you know, the so FDIs and other things cannot go to be forever. So, we should focus to create more supply through creation of more manufacturing activities in this country that instead of living on borrowed money, we should be living on earned money and this is the only solution sir.

Sir, since there is always figures controversy and we proposed last year on behalf of the Opposition and I once again request the Government that they should make the Federal Bureau of Statistics autonomous. It is a high time that it should be made autonomous and one might say

کہ جی آپ کو بھی دو دفعہ Government میں chance ملا آپ نے کیوں نہیں کیا۔

It was on our agenda and we did two major tasks. We made State Bank of Pakistan autonomous in the first tenure and in the second tenure, we converted Corporate Law Authority which used to be within the Finance Ministry as autonomous body, Security Exchange Corporation of

Pakistan. So, out of the three, two have been done. So, please take credit, make it autonomous, include the professionals, journalists, parliamentarians, economists, let there be a mandatory rule and responsibility of this Federal Bureau to provide the statistics at the close of each quarter, within, let say, 30, 60, 90 days whatever the Ministry feels appropriate but it must be done sir. I think, if they do this thing, I am sure it will be a wonderful thing sir. It would be a great service in my opinion.

غربت کی جو بات ہو رہی ہے and غربت میں

main thing is this poverty reduction claims of the Government and over figures, I with all due respect to the Finance Minister who has been advocating that

پاکستان میں غربت جو ہے

it has come down to 10% over the last seven and half year. Sir it is totally wrong. Sir let me give my reasons and I think any man with common sense, would agree to what I am going to say Mr. Chairman

calore related .....they are more scientific than the scientific انہوں نے تو

words کہ جی calories اتنی چاہئیں، اتنی consume ہو رہی ہیں۔ اس حساب سے دس فیصد

deduction ہو گی۔

Sir it is the very simple bench mark. There was a dollar a day almost a decade ago. We all know what a dollar could buy. A dollar ten years ago, it was 50 rupees, with a dollar what one could buy, the fifty rupees was considered to be below, one dollar or fifty rupees a day one would consider that it was below poverty line. Sir this government's own inflation figures, No. 1 Government's own initiative to increase the

minimum wage, they use to be around two & half thousand to four thousand and six hundred. That the second argument which actually goes in my favour.

Sir today a dollar a day, is no longer that old ten years one dollar a day. Today dollar a day means atleast three dollars, let's say two dollars, sir two dollars if we take two dollars a day, it means 120 rupees or 3600, thousand rupees less than the proposed minimum wage, which the Government considers, is the bare minimum to live in this country. It is not my figure. We are proposing 5002, let's take 3600. Sir, here it is a very grave situation that population of Pakistan earning two dollars a day or less, is 73.6%. It is not my figure. It is World Bank figure. The authentic report, sir available and it can be seen. So, 73 sir, ... that is the gift, this seven years of tenure this country have, that poeple who could live in poverty line which was defined as fifty rupees a day which is now redefined today Rs.120 is not reduced by 10%, it has increased by 39.6%, from 34%, the increase has now gone to 73.6% of the population of Pakistan, which today lives below two dollars a day and this is not any political rhetoric. This is a hot report, hot fact which can be verified and can be looked into, so for heaven's sake, please look into it very seriously. I think, it is the high time that we all should be focussing to reorient our development strategy of this country, the trading strategy of this country in order to create more supply, more jobs, more opportunities and I will come and talk on unemployment, I will challenge the Government with arithmetics. I do not believe in talking in air.

جناب چیئرمین! اس کی وجہ یہ ہے

You know, if you need discipline, you have to create discipline and first discipline is only possible in the non-development expenditure

unfortunately on other غیر ترقیاتی جو خرچ ہے، ہماری پریکٹس یا ہماری جو حقیقت ہے وہ grounds ہے - تو ہم allocate کرتے ہیں beautiful بجٹ آتا ہے - آپ پچھلے سال کا بجٹ اٹھا لیں - I would request the honourable worthy Members to look into this پچھلے سال کا . بجٹ اٹھا کر دیکھ لیں کہ کتنے lapse ہوں گے development expenditure اور کتنی لمبی لسٹ آئے گی I will come to that later کتنی لمبی لسٹ آئے گی اربوں روپے کی، جو کہ غیر ترقیاتی پیسہ خرچ ہوا ہو گا اس دوران، پچھلے بارہ مہینوں میں،

so because they have obviously their limitations, their limitations of revenue whatever they collect, their limitation of in-flow and they have to I live within اگر میں سو روپے میں ستر روپے کی عیاشی کروں گا تو تیس روپے میرے پاس بچیں گے - اگر میں نے allocate کیا ہے 60/40 -

I will not be able to spend, if I spend 70, so sir, this is most glaring feature of last year budget that the allocation which the National Assembly passed was 879 billion, unfortunately sir, it has now been revised estimate of 110 trillion thirty three billion or one thousand thirty three billion. Sir, there is an over run expenditure of 163 billion in non-development expenditure during 2006 and 2007. And if you compare this figure with 1998-99

in terms of life security, in terms اس ملک میں کوئی بہت زیادہ change نہیں آ چکی of red tapism gone, کوئی major change نہیں ہے-

There are almost minor changes. Sir, the non-development expenditure of 1999-2000 was 424 billion as compared to proposed or rather approved

budgeted figure of last year 879 billion and ended up at 1033 billion. Sir, this is where the problem is. And unfortunately, you know, the Government perhaps, is not bothered and they would have and they have done cut in development expenditure, there is a long list of things which on this floor they announced, they gave us documents last year that we will spend this this-- but they have not spent unfortunately.

Sir, coming to Defence expenditure, first of all I would say that Opposition and particularly our party, we are absolutely for protecting our country, no matter what cost. But there is a system and this one line of budget must stop. No matter how much somebody would try to give explanation in his winding up speech that it comes to me, I challenge

کسی کے پاس نہیں آتا، میرے پاس بھی نہیں آتا تھا۔

It is one line of budget, you get direction from the Ministry of Defence that this money we need. You can only negotiate,

کہ نہیں جی، اتنے نہیں، اتنے کر لیں

but if you want that the break up is given, they say, "No, there is no break up". If somebody says that it is given to him, I don't believe in that. I have been through this process. Sir, let us be honest. Sir, it is a high time that OK, you don't bring the capital side, the equipment and sensitive side, I would not indulge into what we do with the classified type of expenditure and what and what we do, that is I think, I have national duty not to divulge and not to discuss here. I am talking what is included in the budget in the name of Defence expenditure that is all. I am not going beyond and I will not go beyond. Sir, this budget has a

substantive portion, revenue expenditure,

bullet proof گاڑیاں خریدی جا رہی ہیں' یہ دوبارہ مارچ اور جون میں white wash ہو رہے
ہیں' اسی طرح carpets پر حکومت پیسے خرچ کرتی ہے' یہ عیاشیاں ہو رہی ہیں۔

Sir, any public sector whether it is armed forces or civil, should bring transparency, bring competitive biddings, bring proper procedure and follow due process. Sir, you can easily save 20 to 25 per cent . There is no rocket financing odd in this thing. Sir, if this Defence budget, revenue portion, I think it is high time that this Defence budget, revenue portion must be brought in the Parliament for debate and approval and one again might say that you should have taken this initiative. Yes, I did take the initiative, that I can go on record. I met Admiral Bukhari, after I presented my budget 1999-2000 and I offered him, I said, do you want to be remembered in the history of Pakistan, he is alive, go and ask him. I said present your budget to the Parliament for debate and approval and he said I have no problem, you talk to the Army Chief, if he agrees I will be on board. We did fix a meeting but unfortunately, before we had the meeting on the subject General Musharraf coup took place. So, it should, they are democratic, if they claim that they are democratic party and democratic government, I think it is their responsibility that they should try to pursue good things whether it was done or proposed or thought by the Opposition or whether it was thought by them, it will be a service to the nation. So, they don't do it. I have totally failed to agree but I believe that at least 20 to 25 per cent saving should be easily possible if we bring the Defence Budget into the Parliament.

Sir, one must keep in mind that in 1998-99, the last democratic year which completed on 30th of June, 1999, the total budget of Defence was 143 billion including pensions. Today, the last year which we have ended we have already ended up 250 billion excluding the pensions . For the last 3 years this new accounting adjustment has taken place and the armed forces personnel pensions have been shifted to the civil pensions. It is grouped there and it is almost from 38 to 40 billion. Honourable Minister would know the exact figure , obviously I do not have an access but I know it cannot be less than 38 to 40 billion. Let him deny that figure, if it is not that, it is around 38 to anything between 38 to 40, 41 billion so add to 50 billion and have 38-40 billion. It is 290 as compared to 1140 billion. We are a poor nation. Can we afford it? So, we must try to say without, I repeat, without compromising on quality or quantity of the defence requirement I will be the last Pakistani to propose that they should cut anything which is needed in the interest of protection of the sovereignty of this country. But at the same time we must save every penny we can whether it is civil side or whether it is the defence side which we can, of this poor nation because that needs every scarce resource for the development of this country. So, sir, on defence my humble submission is this, an analysed matter for public order and safety affairs we spent 22 billion last year. 22.9 again we are proposing. 24.5 billion, my heart burns when we remember the 12th of May incident. For God's sake, this Federal Government should do something, afterall this is not a small amount you spend for the public order and safety affairs.

Although they may say

صوبوں میں ہمارا control نہیں ہے۔

but it is a huge sum this country bears in the name of this public order and safety affairs. They have the responsibility of giving the policy directions. I fail to understand when Genl. Musharraf was watching on the television the dead bodies falling when he did not give instructions to even just cancel or halt the rally and do something. So, here my point is that this country, this poor nation is spending 24 billion under this head of expenditure and we must also show, the Federal Government must also show its discharge of responsibility. It cannot shift blame that it is the Karachi or it is Sindh or it is a provincial matter, it is not enough.

Sir, coming to the fiscal deficit, again sir, the fiscal deficit as I said that in the the last Budget as honourable Finance Minister said in the National Assembly, so, sir, the last Budget of fiscal deficit of 1998-99 was 179 billion which has now arisen at the close of last year I hope this is final figure 373 billion and in total 1999-2007 we have over 1800 billion of fiscal deficits. Sir, this country has twin deficit problem like most of the developing countries, and what is the twin deficit problem the day we overcome this twin deficit problem country we will start a new future. And one is fiscal deficit, the other is trade deficit, the current account deficit overall group you know this issue but these twin deficits got to be controlled. Unless we control sir, we cannot perpetuately live like this and we have seen a new practice unfortunately, of this Government that upto 2001-2002, they were good first two years. As soon as the third year

came and it is the year before the democracy it started using..., and this is criminal, it started using the proceeds of privatisation process to finance the overall fiscal deficit. Sir, this is something really serious. This amount adds upto 2001-2002 8.3 billion they made a humble start. Next year 2002-2003, 3.7 billion. 2003-2004 11.2 billion. 2004-2005, 28.3 billion. 2005-2006, 97.3 billion and last year they originally had allocated 70 billion but they have now reduced it to revise 55 billion. 203.8 billion has been utilized of the privatisation proceeds for the financing of the fiscal deficit of this country. Sir, this practice must be abandoned. We cannot sell silver as taken a country's silver to finance the fiscal deficits because I think it cannot be sustainable in any country. But the day will come and you will run out of your assets you are going to sell and these assets you are not selling free. These assets we all know the pay back period is 4 to 5 years and people take in lieu of dividends, I am sure, the Finance Minister in the widing up speech can correct my figures. I estimate it is around 600 million figure would be dividend repatriation this year from this country which will continue to increase in the years to come and it will be perpetual problem for the future governments in this country. So, I believe that this policy should be abandoned and they should look into this. Same history is the current account deficits, the country had this almost 2001-02 and we were zero or plus current account surplus right now in the last three years the thing is getting alarming and I think it is not sustainable. 2004 and 2005 current account deficit is 1.753 billion, 2005-2006 5.6 billion and now upto March 9 months government figures, I

hope it goes down 6.2 billion but the Finance Minister in speech has already indicated that they expect the current account deficits to be billion. Sir, this, as I said, this deficit and if you take coupled with the current account deficit and the fiscal deficits with trade deficits which has now shot upto around 11 billion.

Sir, this is not sustainable and unless we now change our Foreign Investment Policy, refocus it, it has taken of as it should have and if you refocus now towards export oriented industry you encourage them, you give them more incentives or comparatively they should have, you know, more you know reasons come in those secotrs and the government has change in its policy. The present policy of FBI. Sir, the things will not back out, if unless you now redivert and as for the local assets are concerned.

Sir, the stock exchange reportedly has gone as 15% bench mark, sir why not disinvest your own assets through stock exchange you raise money. Management rebates within Pakistan, the control is of Pakistanis, why cannot we do it and it is not the first time we are proposing. When Habib Bank was privatized I was there. I think it is going too cheap 382 million and that too in two instalments it is virtually giving free. If you want to give a gift to some diginitary who is of international reputation. Please do it out of your own assets, do not consume the country's scarce resources. We have seen a mini bank, sir you have a great experience of the banking sector. A mini bank, Union Bank has been sold over 400 million dollars which is at least 120th size of Habib Bank. UBL which is

one third you take that as a bench mark so sir for Heaven's sake stop it. I remember the honourable Finance Minister coming here then the debate took place here, Shoukat Aziz Sahib was sitting there. He was Finance Minister came here

کہ اے صفحہ چھڈ دیو اگوں اسی تہانوں پوچھ کے گل کراں گے۔ہم اپنے لئے تو نہیں کہہ رہے۔

we are talking in the national interest, why do you not adopt that policy of privatization to stock in Pakistan you raise the same money. You earned indeed foreign exchange as for that matter to sell outside because you are meeting a perpetual liability otherwise to repatriate all the time foreign exchange. And when they sell their assets making up 300 today if Habib Bank is sold I guarantee you sir it will go to 5 billion dollars and the money will have to be repatriated they cannot stop.

کہ جی آپ نے 382 million دیئے ہیں۔

You cannot take five billion from this country. So sir for Heaven's sake, have a heart, open your eyes, which direction you are going, refocus.

انشاء اللہ نہیں set up ہو گا تو پتا چلے گا

Let me come to sir with great sorrow the external and domestic debt, sir the external debt and domestic debt we have been listening I remember 14th October, 1999 sermon that begging bowl

توڑ دیا ہے۔اور اب ہم borrow نہیں کریں گے۔ ابھی جو نئی economic team defence لیتی ہے کہ جی percentage of GDP ---- جب میں نے کہہ دیا ہے کہ آئندہ میں نے قرضے نہیں لینے

At least I should not add to the loans that should be the minimum bench mark, o.k. I cannot repay the entire loan but I should not add to new loans

یہ کیا بات ہوئی کہ جہاں آپ کو percentage of GDP loan suit کرتا ہے آپ اس پر comparison پر چلے جاتے ہیں۔ یا آپ کو absolute number suit کرتے ہیں وہاں آپ absolute number پر چلے جاتے ہیں۔ this is nothing, when you say کہ ہم نے begging bowl توڑ دیا ہے۔ اور اس کو ہم دوبارہ use نہیں کریں گے۔

we should mean it and we should strictly implement and that coming from uniform person and not being implemented and I think it is really regretful Mr. Chairman, let me give you the figures and I think many of my colleagues will be astonished to hear what I am going to tell them and I am sure the honourable Minister in winding up speech will confirm that these figues are right. The domestic debt which was 1452.9 billion at end of June, 1999 has increased to 2351 billion at the end of March, 2007. This is an increase of Mr. Chairman 98 billion. It is not a small increase, it is 62% increase in seven years and let me give you the foreign exchange public and publicly guaranteed that has increased from 28.3 billion US$ to end of June, 1999 to 31.08 billion at the end of March 2007. All figures quoted from Economic Survey 2006-07 and the external debt of Pakistan which amounted to 33.6 billion at the end of June, 1999 has now increased to 37.36 billion at end of March, 2007.

جناب! ہم نے یہ اپنا begging bowl توڑا ہے۔

If you, sir, take the entire debt stock of today. Let us apply the rate of today, the old loans of 20 years or 15 years or 10 years, today (the rate of dollar) is 60 rupees. So, we give this credit or disadvantage to the previous Governments. Sir, you will be shocked, I have done a mathematical exercise and you will be shocked to know, sir, the entire debt

as of today, dollars and this foreign debt, sir, if you just convert into rupees at today's rate, sir, 74.5% of the total debt stock of today was raised in 52 years history of Pakistan upto October 1999. This is one third of the debt, 25% approximately has been raised in seven and a half years. Sir, 112 trillion rupees debt has increased in this country approximately. 900 rupees in domestic debt and 3.7 billion which is close to 200 billion rupees in external debt have converted at present rate. So, sir, this is alarming situation. I think they should stand up to their words. If they have more time, God knows, and they should try to just reverse this policy of raising more debts.

جب کوئی کہتا ہے کہ میں نے آئندہ borrowed money کے سہارے نہیں رہنا تو جناب! پھر اپنے آپ کو کاٹنا پڑتا ہے اور یہ ہو سکتا ہے - یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے- یہ سات سالوں میں 1200 billion means, میں یہ پچھلے سال کا عرض کر رہا ہوں کہ صرف non-developmental expenditure has shot up by 147 billion. If you had austerity, financial discipline, I will come to that later, and if you have control, I am sure you would have delivered a very good end result to your claim but since they did not bother so we have seen the result and it is really regretful.

Sir, let us come to the unemployment. I am sorry to quote again, 2005-06

وزیر صاحب ابھی لائبریری سے منگوالیں، survey,

the unemployed people in this country in 1999 stood at 2370000 or 2.37 million bounced by Government own documents.

پچھلے سال 2006 کی خود figure دی ہے

and that was 3.66 million which would mean 1290000 unemployed, that is for 2006 as per economic survey 2005-06 given to the Parliamentarians. This year, something has happened, I don't know what happened, they decided not to give any figure of 2007. They gave 2006 figure and they revised it now. Their own figure of economic survey is 3.13 million. From 3.66 million they have now reduced to 3.13 million unemployed.

اگر میں یہ بھی figure لے لوں کہ چلیں یہی ٹھیک ہے

then still they have increased in the unemployed number by 760000. Now, sir, I come to another claim which the honourable economic team has been making on different media channels and they claimed with me. Obviously I am not talking of hearsay.

Now, kindly lend me ۔ جی ہم نے labour survey کروایا' labour force ہم نے کروائی

کرتے your attention, ladies and gentlemen and my dear colleagues, claim

ہیں' یہ حکومت claim کر رہی ہے کہ پاکستان میں total employable جو نوکری کر سکتے ہیں'

that amounts to 50 million and this is Government's own figure and they say that out of that 50 million 3.13 million is unemployed, 46.87 million is

employed یعنی چار کروڑ سڑسٹھ لاکھ آبادی جو ہے پندرہ کروڑ چھپن لاکھ میں سے اور out

of 156 million, which is their number, 47 million is employed roughly.

کس ! جناب million, which is their number, 47 million is employed roughly.

کو نہیں پتا' ان کے اپنے economic survey میں

average size of the family is six and a half but I will take four average size of the family in Pakistan. There is over 6 in economic survey of this year. You multiply if this country has employed and what they claim ten million

which has increased the employed number in jobs انہوں نے create کیے ہیں

آپ this country to 47 million approximately or 46.87 million to be precise. you are catering 188 million number of people. The اس کو چار سے ضرب دیں تو average family size is 4. They are saying six. میں اگر چھ لوں تو یہ بہت بڑھ جائے گا۔ جناب! پھر کیا مصیبت ہے۔ پھر تو کوئی بیروزگاری نہیں ہونی چاہیے۔ پھر تو there should be prosperity in this country. Sir, I think their survey is biased. جس سے بھی انہوں نے conduct کیا ہے'

don't blame them, they have got intentionally these surveys wrong but they should recheck. I am giving them a counter mathematical check that if 50 million employed people are in this country out of which ten million they say they generated jobs during this current tenure that means that 46

ملین میں سے دس ملین انہوں نے کئے 36 ملین پہلے تھے اور 3.66 نہیں' 36 لاکھ ساٹھ ہزار ہوئے' 31 لاکھ' تیس ہزار ہوئے' میں وہ figures بھی مان لیتا ہوں۔

Sir, the counter check, we always have a reality check if you counter check is something different. 46 million is very good if they employed, average family 5, 6

نہیں' چار that means 88 million population تو ویسے ہی catered جو کہ تیس ملین ویسے ہی زیادہ show ہو رہی ہے۔

So, sir it is not possible. There is something wrong with the survey, I would request Mr. Chairman through your august Chair that the Government should look into their own claims of this new labour force survey and the figures which have been floating in the market and particularly in the media battle which they have been claiming is certainly not correct figure Mr. Chairman.

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، جناب ا opening کے لیے تو ویسے limitation نہیں ہوتی

لیکن آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں ۔ There is always a tradition of both Houses that anybody who opens on behalf of......

جناب چیئرمین، میں نے یہ نہیں کہا کہ ختم کریں، میں نے کہا کہ خیال رکھیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار، نہیں خیال تو ہر وقت ہے۔ وہ تو ہر سیکنڈ کا خیال ہوتا ہے۔

but I hope I am not irrelevant. I am being very honest and absolutely unbiased whatever I am saying and quoting from the Government figures. Sir, I honestly believe that the Government again needs to do a lot on corruption. This was one of the seven points agenda of General Musharraf on 14th October 1999. I regret to share with this House that I got Transparency International Report

ہم تو ان کو مانیں نہ مانیں لیکن جنرل مشرف ان کو بہت مانتے تھے، ان کو بلا کر لیکچر دلوایا تھا، بہت سے parliamentarians یہاں پر بیٹھے ہوئے ہونگے جنہوں نے وہاں پر جا کر sermon سنا تھا

I was the last Pakistani to walk in that Transparency International, who are there to tell us کہ آپ ایماندار بنیں

but quoting from their own beloved Transparency International. Sir, in 1999 Pakistan was rated in corruption as 88th country and it was with various other countries. Mr. Chairman, let me for the benefit of my colleagues. Sir, it was with Uganda. Sir, my apology, it was 87 out of 99 countries in terms of corruption as per the Transparency International Report CPI (Corruption Perception Index, 1999). Most regretly I share with this House that the latest Transparency CPI Report 2006, sir, has taken us

to now 142 and we are now virtually with Angola, Congo, Kenya, Nigeria, Ceylon, Turkmanistan.

جناب! ہم سے نیچے صرف چند ممالک ہیں۔ Sir, this is a very worrying situation. ایک live Dawn Television پر 100 minutes کی بجٹ پر بحث تھی' میں اس میں تھا۔

I can't see, honourable Secretary General of the ruling party here and I did mention in that live debate at that time. We had the answer, I don't believe that one should be only relying on that corruption اوپر سے نیچے کی طرف ختم ہوگی۔ Sir, this is not possible. اوپر سے جب ختم ہوگی تو نیچے سے corruption بہت حد تک بڑی تیزی سے جاتی ہے۔ جب ضیاء الحق نماز پڑھتے تھے تو ساری bureaucracy بغیر وضو کے بھی نماز پڑھتی تھی and employees of this country. اب جب گلاس کا دور ہے تو سب پانی پیتے ہیں گلاس میں ان کے ساتھ۔ جناب! یہ دور جو ہے' خدا کے لیے اس کو seriously لیں۔ یہ ملک کا معاملہ ہے' یہ قوم کا معاملہ ہے' یہ آنے والی generation کا معاملہ ہے' ہم نے تو اپنا most of our time لیا ہے۔ We have seen most of our time. ہم نے اللہ کے فضل سے ہر چیز دیکھی ہے۔ خدا کے لیے اس طرف دھیان دیں

and lastly, I am sure my honourable friend Mr. Umer Ayub would not like my standard protest and that is Mr. Chairman in the last three years the Finance Ministry has probably decided and Umer himself that they will not release to this august House or to the lower House the details of the supplementary grants. What is the supplementary grant? Supplementary grant is basically the overall expenditure last year, what was budgeted and allocated and what is spent.

اس کو چھپانے کی کیا بات ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ سات دن کے بعد جب یہ ہاؤس ۱۸ تاریخ کو prorogue ہو جائے گا اور ہم اپنی recommendations نیچے ۱۶ کو بھیج دیں گے۔اس کے بعد یہ کتاب نیشنل اسمبلی میں lay ہوگی after the main budget is passed جناب! اس

کو پاس تو کروانا پڑتا ہے ۔ اگر سو allocated ہے اور 120 خرچ ہوئے ہیں obviously

they will have to get approval of the National Assembly- لیکن اس corridore

میں تین مہینے تک یہ کتابیں پڑی رہیں گی ۔ تو جیسے پچھلے سال میں ہوا تھا

so this is the last budget as he said it was my final budget and I hope it is Insha Allah final budget. So he should have presented for a change this year the supplementary grants, and would have saved my hours of last night effort to identify a few items which demonstrate the lack of financial discipline which this Government is continuously pursuing. Let me read out. They did not give me as they did last year. I did undertake this exercise and let Minister Sahib in his winding up speech tell me that which figures I have worked out to be wrong. There could be some little error

اس کو pink books میں سے نکال سکتے ہیں

but it takes a lot of effort and a lot of time. I only slept after Fajar this morning. If they have provided us sets it would have been a very kind to me. Let me Sir, read out expenditure over and above amounts authorised by the Parliament for the year 2006-07 and there will be very interesting items for the consumption of my colleagues on both sides of the House. If not more but they are equally patriotic and loyal to Pakistan and its interest. Sir, TA/DA for the Federal Minister and Ministers of State etc. 29 million is over. May I start from then spent.

منسٹر صاحب میں ان کو challenge کرتا ہوں کہ میری working اگر غلط ہو جائے wind up

کریں تو وہ مجھے بتائیں کہ کونسا میرا figure غلط تھا ۔ اللہ کے فضل و کرم سے

I am sure that 99.9% my calculator would not be wrong in the early

morning . No . 2 Question of upgradation of security system of Prime Minister House and Secretariat 90.4 million.

Sir ' اس غریب ملک کو چند سالوں کے لیے چھوڑ دیں۔ اپنی ذاتی requirement کے لیے ' کوئی بات نہیں ہے کبھی Cardiac Exercise Machine اس ملک میں ۲۷ لاکھ کی مشین آ جاتی ہے کبھی کچھ آ جاتا ہے ۔یہ ایک کروڑ ۹۴ لاکھ روپے چھوٹا معاملہ نہیں ہے ۔ آپ ایک مہینے کے لیے لاکھوں غریب آدمیوں کو فنانس کر سکتے ہیں ۔ setting of office of the Federal Minister and providing of transport 11.4 million. Primary Health یہاں پر لوگ چیخ رہے ہیں۔ ادھر سے' ادھر سے جب بھی health کے جواب آتے ہیں۔ 150 million for Primary Health in the country. I hope it is not like وہ پتا نہیں ghost Schools خرچ نہ ہو رہا ہو کوئی بھوت جنوں پر پیسہ خرچ نہ ہو رہا ہو ۔ 250 million Sir its a huge amount یہ جو بات ہو رہی ہے یہ additional کی ہو رہی ہے۔

whatever was allocated is spent, it is over and above than allocated and approved by the Parliament I am talking of the excess of the expenditure

آگے چلیں contingent grant of our *shahzada* Prime Minister 20 million - دو کروڑ روپے اور ان کو چاہیے جو ان کو grant ملی تھی وہ ان کے لیے کافی نہیں تھی so they took an other 20 million Prime Minister (P.M.) State Garden. ۱۵ لاکھ روپے اس ملک کے خرچ ہو رہے ہیں ۔ in PM State Garden. Additional allocations for commercial sections abroad 55.8 I hope they produce better results for exports of Pakistan. ہم نے ان کے لیے نیا خرچ کیا ہے

internationally, I hope they produce better results for export, it will take another two or three minutes Mr . Chairman . Purchase of vehicles by National Reconstruction Bureau

ایک کروڑ روپے ten million

It would have been better to ask some commercial organization to finance

this as a charity instead of using the poor nation's money for the cultural troupe in Washington. 20.8 million is the supplementary grant which will be asked to be approved by the National Assembly in the next two days after we have prorogued. Rawalpindi Golf Club, 10 million

جنہوں نے گالف کھیلنی ہے وہ پیسے دیں اور ان پر چندا لگائیں

those who play Golf can afford to pay this money. Don't tax this poor country's budget with such extended expenses. 10 million for Rawalpindi Golf Club. We know who play Golf there. Additional expenditure of defence, we all know it is over run by 2.6 million last year but the Parliament approved, we expend another 2.6 million. Transport by Environment Division, 37.4 million. Fee payment

12.6 million by Finance Division کیا fee ہے وہ منسٹر صاحب clear کریں گے۔ پتا نہیں انہوں نے کوئی consultancy کروائی ہو گی but he should have mentioned. I hope it should have been more clear.

بڑا شور سن رہے ہیں کہ ریلوے نے یہ کمال کر دیا، ریلوے نے وہ کمال کر دیا۔ ادھر سے ٹرین بند کرتے ہیں، ادھر سے ٹرین چلاتے ہیں

this poor country has given them extra, excess expenditure for financing the operational losses in the amount of 430 million last year

ابھی approval آئے گی 430 million ریلوے کے operational losses کی۔ کیا celeberate کر رہے ہیں؛ ادھر فیتہ کاٹتے ہیں، ادھر فیتہ کاٹتے ہیں۔

430 million, this is the performance of the Railway Ministry that they could not live in their own budget and therefore, asked the Federal Government to finance their operational losses as an additional supplementary budget and grant the sum of 430.5 million Mr. Chairman. The sad story does not

end here Mr. Chairman, we have got two new Embassies in Bangkok and Barcelona 70 million. I don't know why they could not rent it. They probably have better financial feasiability.

پرائم منسٹر صاحب کے visits جو ماشاء اللہ اب average پر ہر ہفتے ہوتے ہیں

167 million over and above the allocated expenditure approved by the Parliament. 167 million this Parliament is going to apporve that over expenditure after we have gone home hopefully on 18th *Insha-Allah*. President's visit abroad over 120 million. Special publicity fund of Ministry of Information 88.9 million. I hope, I can see Minister of Information here somewhere, 88.9 million

کون سی special publicity کر رہے ہیں؟ کس چیز کی کر رہے ہیں؟

We don't know. It is a fund provided to be approved by the Parliament 88. 9 million. That story does not end. He has another publicity charges of 25. 5 million. Purchase of new equipments for National Savings. God knows what feasibility 138 million. Expenditure titled as relief by Finance Division 1.168 million. No break-up, we don't know

کہ یہ relief جا کر جو جلسوں میں بانٹتے ہیں' وہ پیسے ہیں۔ Earthquake کا علیحدہ ہے

that I have checked. They can't be clubed here but there is a relief in the name of relief. Finance Division has over spent 1.168 million. Transport of POL charges of Coast Guards 35 million

یہ ہم یہاں agitation سنتے رہتے ہیں

Purchase of armed personnel careers and water cannon in Islamabad 72 million

یہ جو چیف جسٹس کے جو جلوس نکلتے ہیں' ان پر پانی پھینکنے کے لیے خریدا ہے سات کروڑ بیس

لاکھ اس پر لگا دیے ہیں۔

72 million rupees have been spent because it was not allocated in the budget. They did not foresee that the Chief Justice will be sent home and the thing will crowed like this thing in Islamabad. For Islamabad, it is not for the country, 72 million. Sir, POL charges Islamabad Police over run

میں بار بار یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ over run ہے

56 million. Purchase of APC for Frontier Corps 99 million. Purchase of Helicopter 50 million. 50 Platoon Frontier Constabulary 100 million. Interior security in Northern Area 137 million. Helicopter charges for Governor NWFP 10 million

پتا نہیں وہ یہاں ڈالنے کی کیا ضرورت تھی۔

Security-arrangements in Bajore 25 million.

انک کا ایک پیکج جہاں سے جناب پرائم منسٹر نے الیکشن جیتا تھا 200 million اور

11 billion has been given under special directives of Prime Minister for electricity and water power, very good. Sir, how many opposition *Halqas* have been served out of 11 billion? I claim that the scheme I submitted under my legal entitlement has not yet been catered. I keep chaising, then it sent to people in ministry. They say

ہمیں گورنمنٹ کے orders ہیں کہ اپوزیشن کی سکیمیں نہیں دینی۔ میں نہیں ابھی لوگ آپ کو بتائیں گے please raise hands جن کی سکیمیں نہیں گئیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے ممبران نے اپنے ہاتھ بلند کیے)

یہ دیکھیں، جناب! یہ کیا ہے؟ ہم کیا کر رہے ہیں؟ جاتے ہوئے تو کوئی نیکی کر جائیں۔

Insh-Aallah they are not going to come back, I can assure you *inshallah* God willing.

یہ صرف ایک rhetoric ہے کہ ہم آئے، ہم آئے۔ کوئی ان کو نہیں لانے والا۔ خدا کے لیے ایسا کام کر جائیں جس سے اللہ بھی خوش ہو جائے اور اس عوام کی اور آنے والے generation کی بھی بہتری ہو جائے۔

Mr. Chairman, as I have said to you that I should be strict in the time, I thank you very much for your patience, hearing me and I am also thankful to my colleagues to give me this opportunity. Thank you.

(Thumping of desks)

جناب چیئرمین، جی عمر ایوب صاحب آپ بولیں گے؟ جی فرمایئے۔

جناب عمر ایوب خان، جناب چیئرمین! honourable Ishaq Dar صاحب نے supplementary کے بارے میں بات کی تھی ' we have already released it in National Assembly and over here and I am just checking کہ یہاں کیوں نہیں آئی یا آئی ہو گی تو ان کو ملی نہیں ہے but we have already released it. ہم نے Finance سے release کر دی تھی its already being late sir. تو house keeping کی وجہ سے کوئی وجہ ہو گی۔

جناب چیئرمین، سیکرٹری صاحب یہ check کر لیں۔

(مداخلت)

Mr. Omar Ayub Khan: Sir, its first time, we broke the tradition and we released it and I laid it on the floor of the National Assembly. It should be here.

جناب چیئرمین، جناب وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے آج اس اہم موضوع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا ہے اور خصوصاً اس لیے بھی کہ مجھے جناب اسحاق ڈار صاحب کے بعد کچھ کہنے کا موقع ملا ہے کیونکہ اسحاق ڈار صاحب کی ہم دل سے

عزت اور قدر کرتے ہیں اور بلاشبہ وہ ایک economic and financial expert بھی ہیں۔

میں اپنے تجربے سے اور تمام ارکان مجھ سے اس بات پر متفق ہوں گے کہ میں نے پاکستان کی سیاست میں دو باتیں دیکھی ہیں جو کہ روایات بن چکی ہیں۔ ایک یہ کہ جو بھی پارٹی الیکشن ہارتی ہے، بلا کسی distinction کے، کوئی بھی ہو، وہ سب سے پہلے کہتی ہے کہ جی دھاندلی ہوئی ہے اور دھاندلی کی وجہ سے ہم ہارے ہیں۔ آج تک کسی کے پاس اتنی grace نہیں ہوئی کہ وہ کہے کہ جی ہمیں عوام نے ووٹ نہیں دیا اور ہم اس وجہ سے ہارے ہیں۔ دوسرا کہ بہترین بجٹ بھی ہو، عوام نے اس کو قبول کیا ہو، ہر طبقے کی طرف سے اس کی تعریف ہو رہی ہو لیکن پارلیمنٹ میں اپوزیشن نے کبھی یہ نہیں کہا کہ جی بجٹ اچھا ہے، ضرور اس میں کوئی نہ کوئی نکتہ چینی، اس میں کوئی نہ کوئی criticism ہوتی رہتی ہے۔ آج ہم نے اسی کا مظاہرہ دیکھا ہے، وہی روایت دہرائی جا رہی ہے۔ جن حالات میں پاکستان کا بجٹ اس سال پیش کیا گیا، اس کو اگر تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر بجٹ کسی حکومت کے لیے بھی پیش کرنا ممکن نہیں تھا۔

آج کہا جا رہا ہے اور خصوصاً اسحاق ڈار صاحب نے ایک تجزیہ کیا اور اس کے ساتھ comparison کیا کہ 1999ء میں یہ index تھا، 2007ء میں یہ تھا، تو میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ اگر واقعی 99ء پاکستان کا ایک سنہری دور تھا تو کیا وجہ ہے کہ اس وقت ہمارے reserves 200 million dollar رہ گئے تھے اور جناب جانتے ہیں کہ جب 200 million reserves ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے پاس تین سو ہوں گے، چار سو ہوں گے، اگر 200 یا 300 million reserves ہوں تو آپ جانتے ہیں کہ وہ ایک ہفتے کی import کے لیے بھی وہ کافی نہیں ہوتے۔ خدانخواستہ پاکستان پر کوئی ایمرجنسی آئے تو کیسے ہم اپنے اخراجات کو پورا کریں گے۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ 1999ء میں ڈالر کا کیا rate تھا اور کیا fluctuation تھی، آج وہ 40 ہے، مہینے کے بعد 45 ہے، اس کے بعد 50 ہے اور اُس دہائی میں آپ نے دیکھا کہ ڈالر کتنا volatile تھا۔ کیا آپ stock exchange کی حالت 1999ء میں نہیں جانتے تھے کہ کیا تھی اور index کہاں پر تھا۔ اگر ہم اپنی 99ء کی debates کو پڑھیں تو کیا اس وقت بھی ہمارے ارکان نے نہیں کہا تھا کہ جی مہنگائی نے کمر توڑ دی ہے۔ یہ سب چیزیں ایک comparative تناظر

میں دیکھی جاتی ہیں۔ مہنگائی کو دیکھنا ہے تو ہمیں دیکھنا ہو گا کہ اس وقت کی wages کیا تھیں، اس وقت wages کا index کیا تھا، اگر اس وقت minimum 2000 wage تھی تو اس وقت جو مہنگائی کا concept ہے اس میں ذرا فرق ہو گا اور آج جب ہم 4600 کر رہے ہیں تو مہنگائی کے concept میں ذرا فرق ہو گا۔

اگر یہ 1999 ء کا سنہری دور تھا تو یہ ساری معاشی مسائل اور جناب جانتے ہیں کہ اس وقت پاکستان تقریباً bankruptcy کے edge پر کھڑا ہوا تھا اور اس وقت ہمیں خطرہ تھا کہ World Bank and IMF کے loans پر اگر ہم default کر گئے اور اگر ہم default کر جاتے تو یہ بھی سب کو پتا ہے کہ پاکستان کے PIA کے جہاز اگر کہیں جرمنی میں کھڑے ہیں، وہاں confiscate ہو جاتے۔ اگر کوئی International transaction ہے تو ہمیں کوئی international bank accept نہ کرتا، ہمیں کوئی international guarantee نہ دیتا تو اگر آج پاکستان کے معاشی حالات بہتر ہو گئے ہیں۔ آج اگر investor market میں confidence ہے، اگر آج پاکستان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تو اس کی وجہ ایک ہے اور یہ ہے کہ اس وقت پاکستان کی معیشت اوپر کی طرف جا رہی ہے اور پاکستان کے اندر بھی confidence ہے اور پاکستان کے باہر بھی confidence ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ 1999 کے سارے حالات کی ذمہ داری اسی سال کی یا اسی حکومت کی تھی، اگر صحیح دیکھا جائے تو یہ غلطی 1970 کی دہائی سے شروع ہوتی ہے۔ اس وقت جو policy اختیار کی گئی اور اسحاق ڈار مجھ سے اتفاق کریں گے، پروفیسر خورشید صاحب اس سے اتفاق کریں گے، اس وقت جو policies اختیار کی گئیں تھیں، پاکستان آج تک اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ ہم نے اس وقت کیا کیا تھا؛ ہم نے سوچا کہ fashion ہے، ہم banks کو nationalized کریں، fashion ہے، ہم نے بڑے steel units کو nationalize کر دیا اور اس حد تک کہ ginning factories اور rice factories کو بھی ہم نے nationalize کر دیا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا، نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی investment کرنے کو تیار نہیں ہے۔ کون شخص ہے جو اربوں، کروڑوں روپے لگا کر اپنی industry حکومت کے حوالے کر دے اور کیا حکومت کے پاس ممکن ہے کہ وہ employment کے تمام مواقع فراہم کرے، کیا ممکن ہے کہ حکومت industry کو چلائے، کیا یہ ممکن ہے کہ جب حکومت industry take

over کر لیتی ہے تو اس کی efficiency اس کی stability وہی ہو جو ایک normal private sector میں ہوتی ہے تو یہ غلطی 70s میں شروع ہوئی تھی۔ اسی کی وجہ یہ پاکستان ایک کے بعد دوسرے crisis میں سے گزرا' ہمارے reserves کم ہوئے' پاکستان میں investment کم ہوئی' پاکستان میں کوئی investment کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔

ہمیں IMF سے بھیک مانگنی پڑی اور جب بھیک مانگتے ہیں تو اپنی conditions لگاتے ہیں تو جناب! آپ اس تناظر میں دیکھیں کہ آج پاکستان کی کیا حالت ہے۔ آج کیا حالت ہے کہ اس وقت یہ کہہ رہے ہیں کہ 200 نہیں تھا'300 ہو گا' figure پتا چل جائے گی۔ ہمارے reserves آج 15 ارب dollars ہیں' جناب نے پچھلے کئی سالوں سے دیکھا کہ dollar rate وہی 60 کے لگ بھگ پایا جاتا ہے' کوئی volatility نہیں ہے' کوئی fluctuation نہیں ہے۔ہر ایک کو پتا ہے جس نے investment کرنا ہے کہ یہ dollar کا rate ہے' ہمیں پتا ہے کہ اس rate پر ہم نے واپس کرنا ہے' ہم نے اس rate پر چیز خریدنی ہے۔ آپ آج دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں investment آ رہی ہے اور پچھلے Euro Bond کی investment کی گئی اور اس کو ساڑھے سات گنا over subscribe کیا گیا۔ اس کا کیا مطلب ہے اور لوگوں نے لمبے عرصے کے لئے اپنے آپ commitment کی ہے' اس کا کیا مطلب ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو باہر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کو options ہیں کہ وہ پاکستان میں invest کریں' India میں کریں' Singapore میں کریں' South Korea میں کریں' جہاں مرضی ہے' کریں۔ وہ پاکستان میں اپنی investment کرنے کو تیار ہیں اور اس میں ان پر کوئی دباؤ نہیں ہوتا' کوئی کچھ نہیں ہوتا۔ یہ ان کی ایک صوابدید ہوتی ہے اور وہ یہ فیصلے اس لئے کرتے ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ کسی ملک کی معیشت مضبوط ہے' stability ہے اور اس لئے وہ اس میں investment کرتے ہیں۔

جناب والا! ایک نیا پاکستان میں رخ' پاکستان کی معیشت میں مضبوطی' پاکستان میں stability اس کی کیا وجہ ہے؟ یہ stability 1999 کے بعد شروع ہوئی ہے اور اس کے بعد جب جمہوری حکومت آئی جب مسلم لیگ کی حکومت آئی اور ہمارے allies کی حکومت آئی تو اس تسلسل کو continue کیا گیا اور آج جو حالات ہیں' اس کی سب سے بڑی وجہ میں سمجھتا ہوں کہ continuity in policy, political stability and wise and prudent economic

policies. ان policies میں prudent economic policies جس کی وجہ سے آپ دیکھتے ہیں کہ dollar rate بھی stable ہے' reserves بھی ہیں' کوئی panic نہیں ہے' bankruptcy کی کوئی threat نہیں ہے۔ پاکستان کے اندر investment آ رہی ہے اور دنیا جہاں سے آ رہی ہے' اس کی economic policies in place کی گئیں جو policies اپنائی گئیں جو policies اس وقت follow کی جا رہی ہیں۔ میں سب سے اہم کہوں گا کہ ان policies میں privatization policy ہے جس پر تنقید بھی ہوتی رہی ہے اور یہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ مجھ سے پوچھیں کہ Peoples' Party کے دور میں اور آپ کے دور میں کیا فرق ہے تو سب سے بڑا economic policies کا فرق ہے کیونکہ reverse کی گئی ہے' اس policy کو جو nationalization کی policy ہے' اس کے برعکس ہم نے privatization کی ہے۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ ہم نے شروع کی ہے' Peoples' Party نے بھی کوشش کی تھی اور اس سے پہلے نواز شریف دور میں بھی یہ کوشش ہوئی تھی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔ آج یہ کامیاب ہو رہی ہے اور اس کا اثر جناب! آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ مثلاً میں آپ کو example دیتا ہوں کہ یو۔ بی۔ ایل جس کو اکثر subsidy دینی پڑتی تھی' اس کے loss پورے کرنے پڑتے تھے۔ آج وہ کروڑوں روپے کما رہا ہے اور کروڑوں روپے کے ٹیکس حکومت کو دے رہا ہے اور حکومت کے جو شیئرز یو۔ بی۔ ایل میں ہیں اس پر dividend بھی حکومت کو آ رہا ہے اور Banks نے پچھلے چند سالوں میں جو employment generate کی ہے ہزاروں کی تعداد میں skilled لوگ 'پڑھے لکھے لوگ ' کمپیوٹر والے لوگ اب بنکوں میں ملازم ہو رہے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح دیکھیں حبیب بنک اس کو بھی آپ دیکھیں ' کروڑوں کا منافع آ رہا ہے ' اس میں سے حکومت کو ٹیکس بھی دیا جا رہا ہے' حکومت کے شیئرز کی قیمت بڑھ گئی ہے اور employment generate ہو رہی ہے ۔ PICIC ' سنگاپور کا ایک بینک ہے اس نے دس روپے کا شیئر پچھتر روپے میں خریدا ہے۔ کیوں خریدا ہے یہ تو وہی بینک ہے PICIC تو وہی چیز ہے آج اس کی قیمت ایک Foreign Country پچھتر روپے لگا رہا ہے۔پرائم کمرشل بینک کو نوے روپے فی شیئر ' سٹینڈرڈ چارٹرڈ نے خریدا ہے۔ فلپس مارس جو کہ ایک International Tobacco Company ہے' سگریٹ بناتے ہیں انہوں نے Lakson کا دس

روپے کا شیئر اور یہ آپ کے لئے حیرانی ہوگی کہ دس روپے کا شیئر چھ سو روپے میں خریدا ہے۔
اس طرح پرائیوٹائزیشن کی پالیسی کامیاب جا رہی ہے۔ اس سے employment generation ہوئی ہے اور اس کا براہ راست اثر آپ دیکھیں گے ان سیکٹرز پر ' ان شعبوں پر پڑ رہا ہے جس کے بارے میں ابھی ذکر آیا تھا اس پر میں تفصیل سے بات کروں گا۔ کہا جا رہا ہے کہ sensitive price index وہ 2007 میں 11.1% تھا۔ پروفیسر خورشید صاحب میری تائید کریں گے کہ چیز کو کسی ایک سال کے تناظر میں نہیں دیکھا جاتا۔ یہ ایک تسلسل ہوتا ہے historical تسلسل ہوتا ہے اور economic survey کے page 121 میں اگر آپ دیکھیں تو آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ average of 1990 کی جو sensitive price index ہے وہ 9.9% ہے اور average of 2000-07 یہ 6.9% ہے یہ page 121 پر لکھا ہوا ہے۔ کہ average of sensitive price index, sensitive میں وہ sensitive چیزیں آتی ہیں جو روزمرہ کی اشیاء ہیں۔ ایک غریب آدمی کو بھی استعمال کرنی پڑتی ہیں اس کی average آپ دیکھیں 9.9% for the 1990 اور 2002سے 2007 تک 6.0% تو یہ کیسے ہوا۔ یہ پالیسی تھی ' پالیسی کیا تھی کہ پاکستان میں یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مہنگائی نہ بڑھے ۔آپ نے مہنگائی کو دیکھنا ہوتا ہے اس تناظر میں کہ پاکستان کے لوگوں کی income کا کیا حال ہے۔یہ کوئی علیحدہ concept نہیں ہوتا۔ اگر ایک شخص کی تنخواہ دو ہزار ہے تو پچاس روپے کی چیز ہے تو وہ بھی مہنگی ہے۔ اگر اس کی تنخواہ دس ہزار ہو جائے گی تو پچاس کی چیز اس کو مہنگی نظر نہیں آئے گی۔ ایک دانستہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان میں economic activities کو بڑھانا ہے اور اس کے لئے پرائیوٹائزیشن کے علاوہ یہ کوشش کی گئی کہ dollar rate کو stable رکھنا ہے' reserve کو بڑھانا ہے' unemployment کو کم کرنا ہے employment کو generate کرنا ہے اور اس کے لئے بہت سے اقدامات کیے گئے ' بہت سے اقدامات جن کے نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ مثلاً rural economy پاکستان میں سب سے اہم شعبہ ہے اور میرے خیال میں سب اس سے متفق ہوں گے وہ Agriculture کا ہے اور پاکستان کی ساٹھ فی صد آبادی کا تعلق Agriculture سے ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ پاکستان میں باقی چیزوں کی قیمتیں بڑھیں لیکن ہم farmer کو ' کاشتکار کو وہ مزدور وہ کسان جو اپنی گندم اگاتا ہے اور جس کو ہم سب استعمال کرتے ہیں اور کئی دفعہ ہم اس کو export بھی کرتے ہیں

اس کو کہہ دیں کہ تم اپنی قیمت نیچے رکھو ،نہیں ' اس کو بھی مناسب اور جائز قیمت ملنی چاہئے
اور وہ مناسب قیمت چار سو پچیس روپے فی من مقرر کی گئی۔ اس کی وجہ سے اربوں روپے اب
rural economy میں آ رہے ہیں۔ employment generate ہو رہی ہے ۔ اور یہ جو کہا جا
ہے کہ وہاں پر موٹر سائیکلوں کی تعداد اور اس کی فروخت بڑھ گئی ہے Cell phones
فروخت بڑھ گئی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کی rural economy میں اربوں رو
generateہو رہے ہیں through wise, proper and prudent policies adopted by
the Government اسی طرح حکومت نے یہ کوشش کی کہ ان کو fertilizer صح
قیمت پر ملے ۔ ان کی inputs کی قیمت کم کی جائے ۔ چونکہ inputs کافی مہنگی ہوتی
رہی ہیں۔ اور اسی سلسلے میں ایک بڑی input بجلی کی تھی ۔ اور اس input کو اس بجٹ میں
25% subsidy دیں گے ۔ اس کا کیا اثر ہوگا ؛ اس کا اثر یہ ہوگا کہ بجلی کی قیمت ایک کس
کے لئے کم ہو جائے گی اور اس سے مہنگائی کو کنٹرول کرنے میں زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ ا
کسان زیادہ profit generate کرسکے گا اور جب profit generate کرسکے گا تو verty
reduction ہوگی اور poverty reduction کے بعد -----' poverty reduction خالی ا
close concept نہیں ہوتا کہ جی اس کو زیادہ پیسے مل گئے یا کم مل گئے ۔ جس ملک
poverty ہوتی ہے ۔ اس ملک میں غریب آدمی اپنے بچوں کو پڑھا نہیں سکتا۔ تعلیم پر اثر
ہے اور جب تعلیم پر اثر آئے گا تو generation اس کا خمیازہ بھگتے گی ۔ جس ملک میں verty
ہوگی وہاں پر اگر کوئی بیمار ہو جاتا ہے تو سارا خاندان تباہ ہو جاتا ہے۔ تو لہذا verty
alleviation, poverty کو کم کرنا ، حکومت کی جب پالیسی ہوگی اور implement ہوگی
اس کا مطلب ہے کہ خوشحالی زیادہ آئے گی اور مسائل کم ہوں گے ۔

اور انہی policies کی وجہ سے جناب نے دیکھا کہ جو ployment generate
ہوئی ہے ۔ Telecommunication companies جو Cell Companies ہیں اس میں آ
دیکھیں ۔ Banking sector میں آپ دیکھیں ۔ تمام شعبوں میں آپ دیکھیں گے rvice
areas ہیں ، ہوٹل بن رہے ہیں ، ہر شعبے میں آپ دیکھیں کہ employment generate ہو
ہے ۔ اور اس employment generation کی وجہ سے جو poverty level ہے وہ تقریباً

سے ۲۰ تک آ گئی ہے ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ' عوام نے اعتماد کیا اور یہ حکومت آئندہ آئی تو میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آئندہ پانچ سالوں میں poverty 10% گر جائے گی ۔ یہ تو ایک technical بات ہے کہ two dollars a day or one dollar a day اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں کہ 4600 minimum wage پاکستان میں رکھی گئی ہے ۔ which comes to more than about two dollars a day اور یہ جو poverty کا concept ہے یہ ایک international concept ہے ۔ یہ ہم نے نہیں ایجاد کیا ۔ یہ ایک international concept ہے کہ جی یہ poverty line ہے ۔ اور اس poverty کی alleviation کے لئے اس حکومت کی پالیسیوں میں تسلسل کی وجہ سے آپ نے دیکھا کہ تقریباً دس بارہ فیصد کی کمی آئی ہے۔ اس میں آپ مزید بھی کمی دیکھیں گے کہ آئے گی ۔ لیکن اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے کہ اگر ۲۰ فیصد بھی پاکستان میں ایسے لوگ ہیں جو خط غربت سے نیچے ہیں poverty line سے کم ہیں تو ایک بہت بڑی تعداد ہے ۔ اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کی آبادی ایک سو ساٹھ ملین ہے۔ اور پچیس فیصد کا بھی مطلب یہ ہوتا ہے کہ one fourth of that یہ بہت بڑی تعداد ہے ۔ کئی ملک اس سے چھوٹے ہیں یعنی افغانستان کی ساری population 16 million یا بیس ملین ہیں۔ بہت سے ایسے ممالک ہیں جو پاکستان سے بھی غربت کی لکیر سے نیچے رہ رہے ہیں' اس سے کم آبادی ہے۔ یہ بہت بڑا چیلنج ہے۔ اور اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے یہ policies اپنائی گئی ہیں اور ان policies میں آپ دیکھیں گے ۔ پہلی چیز یہ ہے کہ سارا انحصار حکومت پر نہیں کیا جا سکتا ۔ آپ کو economic take کو بڑھانا پڑے گا۔ آپ کو economic activities زیادہ کرنی پڑیں گی ۔ آپ کو foreign investment لانا پڑے گا اور foreign investment کے ساتھ expertise بھی آتی ہیں ۔ Foreign investment کے ساتھ technology بھی آتی ہے ۔ ایکسپورٹ کے مواقع بھی ملتے ہیں۔ ہمارے لوگ skilled ہوتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ حکومت نے تعلیم کے شعبے میں کوشش کی ہے کہ پاکستان کے عوام کو تیار کیا جائے تاکہ وہ ذمہ داریاں سنبھال سکیں جو آئندہ سالوں میں آئی ہیں اور جن شعبوں میں ہمیں trained manpower کی ضرورت ہے۔ جناب والا! آپ دیکھیں گے کہ agriculture جو کہ ایک بنیادی شعبہ ہے جس کے بغیر پاکستان میں کبھی ترقی ممکن ہی نہیں ہے' اس کی بہتری کے لیے

fertilizer کی قیمتوں میں اعتدال، بجلی کی کمی، کھادوں کو پکا کرنا، پانی کی فراہمی وغیرہ کے کام کیے۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے یہ اجر دیا کہ اس سال ایک record crop wheat کی ہوئی ہے۔ اگر ہم یہ نہ کریں، یہ ٹھیک ہے کہ اب 425 روپے گندم کی قیمت کرتے ہیں تو کچھ مہنگائی ضرور ہوتی ہے اور اس کو تسلیم کرنا چاہیے لیکن اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو پھر آپ کو wheat import کرنی پڑے گی۔ پھر آپ پر بوجھ ہو گا کیوں کہ جو لوگ اس وقت گندم اگا رہے ہیں وہ کچھ اور اگانا شروع کر دیں گے۔ These options are available to them. اگر ان کو کسی اور چیز میں فائدہ نظر آتا ہے تو ادھر جائیں گے لیکن اگر آپ ان کے لیے یہ attractive کر دیں گے کہ جی ہم گندم اگائیں تو ہمیں مناسب پیسے ملیں گے، آخر ان کے بھی بچے ہیں، انہوں نے کپڑا بھی خریدنا ہے، جوتا بھی خریدنا ہے، سکول بھی بھیجنا ہے، ہسپتال بھی جانا ہے، ان کی بھی ضروریات ہیں اور اس شعبے کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے ایک fair deal ان کو ملے گی تو پاکستان کی economy صحیح طریقے سے آگے چلے گی۔ اس طرح آپ دیکھیں کہ industry کے شعبے میں پاکستان کی گورنمنٹ کی کوشش رہی ہے کہ پہلے Textile ہے لیکن Textile is under difficulty, under strain یہ ہمارا ایک major sector ہے اور major sector اس لیے بھی ہے کہ ہماری جو main crop ہے one of the main crops is cotton اور اس پر based ہے اور اس کی جو مشکلات ہیں ان کو حل کرنے کے لیے بہت سے اقدامات کیے جا رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ جو لوگ وہاں پر کام کرتے ہیں، جو مزدور ہیں ان کی مشکلات کو بھی سامنے رکھتے ہوئے جو minimum wage ہے وہ 4600 روپے کر دی گئی ہے اور 4600 روپے اس لیے کی گئی ہے کہ زیادہ بوجھ بھی نہیں ڈال سکتے۔ میرے دوست اسحاق ڈار صاحب فرما رہے تھے کہ 5000 روپے کر دیے جائیں۔ جناب! سوال یہ نہیں ہوتا کہ قلم سے پانچ ہزار روپے کر دیے جائیں۔ یہ پیسے حکومت نے نہیں دینے، private sector نے دینے ہیں۔ حکومت نے اپنی تنخواہیں تو 15% بڑھا دی ہیں۔ یہ private sector نے دینا ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا private sector اس بوجھ کا متحمل ہو سکتا ہے۔ Already جس طرح میں نے آپ سے عرض کیا کہ Textile sector is under strain, under pressure مزید آپ اس پر کتنا بوجھ ڈال سکتے ہیں اور جب یہ private sector بہتر ہوا، حالات بہتر ہوئے تو یہ بڑھ بھی سکتی ہے، یہ چار ہزار چھ

ے سے پانچ ہزار چھ سو بھی ہوسکتی ہے' بڑھتی جائے گی۔ اس کے لیے بہت ضروری ہے کہ
یسی کا یہ جو تسلسل ہے' پاکستان کی economy آج کامیاب ہے' پاکستان کی عزت ہے'
کستان کو وقار کی نظر سے دیکھا جاتا ہے' پاکستان میں investment اس لیے آ رہی ہے کہ
کستان میں پالیسی کا یہ تسلسل رہے اور اگر لوگوں نے اعتماد کیااور تسلسل قائم رہا تو یہ
minimum wag بھی چھ' سات ہزار ہو جائے گی۔ آج 1999 per capita income کی بات
کرتے ہیں کہ 1999 میں پانچ سو کچھ ڈالر تھی آج یہ per capita income نو سو کچھ ڈالر ہو گئی
ہے۔ یہ indicators ہیں جن کی وجہ سے پاکستان آج آپ کو ایک خوشحال' ایک ترقی یافتہ اور ایک
مضبوط ملک نظر آ رہا ہے۔ جناب والا! میں ایک دو باتیں کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہیں کہ
س طرح میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ یہ ایک روایت بن گئی ہے کہ کوئی election ہارتا ہے تو
کہتا ہے کہ rigging ہوئی ہے لیکن اگر آپ دیکھیں پچھلے دنوں میں کہ جب Chief Justice
صاحب کا یہ معاملہ آیا تو سیاسی پارٹیوں نے اس میں شمولیت اختیار کر لی۔ سیاسی پارٹیوں کے
ھنڈوں سے' سیاسی پارٹیوں کے نعروں سے انہوں نے point scoring تو کر لی لیکن میں ان
سے یہ کہوں گا کہ you have peaked too soon اور اس کا آپ کو نقصان ہو گا۔ کیا مطلب
ہے؟ جب ایک team World Cup کھیلنے جاتی ہے تو جناب! اگر بہت جلد form میں آ جائے
ور پہلے دو میچوں میں ہی بہت form میں چلی جائے تو بعد میں اس میں decline شروع ہو جاتا
ہے اور جب final تک وہ پہنچتے ہیں تو ایک ground factor بھی ہوتا ہے کہ وہ جب final
یں پہنچتے ہیں تو وہ کھیل نہیں سکتے۔ انہوں نے اپنی بہت جلدی peak طے کر لی ہے' بہت
جلدی یہ form میں آ گئے ہیں۔ اب آئندہ یہ دیکھیں گے کہ یہ form برقرار نہیں رکھیں گے اور
جب final آئے گا اور جب ہاریں گے تو کہیں گے کہ جناب! دھاندلی ہوئی ہے۔ ہماری سیاسی
یم کے قائد جو چوہدری شجاعت حسین صاحب ہیں وہ بڑے خاموش طبیعت کے ہیں' آہستہ آہستہ
چلتے ہیں' آرام سے دھیمے انداز سے چلتے ہیں لیکن وہ final کھیلنا جانتے ہیں۔ وہ فائنل کھیلنا
جانتے ہیں' وہ صحیح ٹائم پر final کھیلیں گے اور جب وہ final میں آئے گا تو مسلم لیگ(ق)
final کھیلے گی اور پھر دما دم مست قلندر ہو گا اور پھر ہم جیتیں گے اور پھر یہ ہو گا کہ یہ
دھاندلی ہوئی ہے۔ جناب! دھاندلی نہیں ہوئی Gentlemen you have peaked too soon,

now you are going to be on the decline. Thank you very much.

Mr. Chairman: Yes, Prof. Khurshid Ahmed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد،بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔الحمدللہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہٖ الکریم۔ وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ مجھ سے پہلے جناب اسحاق ڈار صاحب نے پوری وضاحت اور میری نگاہ میں علمی دیانت کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اس بجٹ اور Government کی معاشی پالیسوں کے بارے میں بڑے اہم نکات اٹھائے ہیں۔

میں محترم وسیم سجاد صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں اور ہم سولہ سترہ سال سے ایک ساتھ اس ایوان میں ہیں لیکن مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ان سنجیدہ نکات اور قومی اہمیت کے سوالات کا جس سہل انگاری سے انہوں نے جواب دیا ہے وہ انہیں زیب نہیں دیتا تھا۔

اعدادو شمار کے باب میں بھی میں انہیں یہ تو رخصت دے سکتا ہوں کہ وہ economist نہیں ہیں لیکن ایک وکیل کی حیثیت سے انہیں اپنا دعویٰ کرنے سے پہلے اپنے facts and figures کو متعین کر لینا چاہیے تھا۔ میں نہ مسلم لیگ (ن) کا دفاع کر رہا ہوں، نہ مسلم لیگ (ق) کو اس حیثیت سے ہدف تنقید بنا رہا ہوں۔ یہ ان کا family warfare ہے۔ جس مسلم لیگ پر وہ آج تنقید کر رہے ہیں کل اسی میں وہ سب موجود تھے اور جس دور کے بارے میں آج وہ تنقید کر رہے ہیں کل وہ سب اس کا حصہ تھے۔ اس لیے میں family warfare میں شریک نہیں ہو رہا لیکن میں یہ بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ حقائق حقائق ہیں اور ان پر پردہ ڈالنے سے انہیں چھپایا نہیں جا سکتا۔ ایک بڑی بنیادی mis-quotation ہوئی ہے کہ 1999ء میں دو سو ملین reserves تھے۔ اس وقت reserve 1.2 billion تھے جو آپ کی دی ہوئی figure سے چھ گنا زیادہ ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا وہ زیادہ تھے یا کم تھے۔اس وقت آپ کی export چونکہ آٹھ بلین تھی اس لیے تقریباً اڑھائی تین مہینے کا reserve تھا۔ آج آپ کی imports تیس بلین ہیں اور اگر چودہ بلین آپ کے reserve ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ پانچ مہینے کا reserve آپ کے

پاس ہے۔ یہ سارے معاشی حقائق ہیں۔ ہمیں ان کو سہل انگاری سے نہیں بیان کرنا چاہیے۔

یہ ایک وضاحت کرنے کے بعد جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ میں ان نکات کو repeat نہیں کروں گا جو میرے دوست اسحاق ڈار نے دیئے ہیں۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں انہوں نے بہت صحیح تنقید کی ہے لیکن میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس پر حکومت کی طرف سے ' بلکہ اس پر آنے سے پہلے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ وسیم سجاد صاحب نے ایک بات کہی کہ ہارنے والا ہمیشہ الیکشن میں دھاندلی کی بات کرتا ہے۔ دیکھئے جب دھاندلی ہوگی تو اس کی بات ضرور کی جائے گی اور دھاندلی کا اعتراف ریفرنڈم میں جیتنے والے کو publicly کرنا پڑا۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد دھاندلی کی بات کس نے نہیں کی؟ سب جانتے ہیں ۔ ہاں اس وقت کے حکمرانوں نے ان results کے قانونی تقاضوں کو پورا نہیں کیا اور پارٹی جیتی ' اس کو اقتدار دینے سے انکار کیا جس سے سارے مسائل پیدا ہوئے۔ اس لیے میرے خیال میں ہمیں ذرا سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے۔ اسی طرح سے یہ بات کہ اپوزیشن والے لازماً بجٹ چاہے کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو' اس پر تنقید کرتے ہیں' یہ بات بھی ذرا صحیح نہیں ہے ۔ بار بار حکومت والے یہ کہہ رہے ہیں کہ اپوزیشن facts face کرنے کو تیار نہیں ہے اور وہ صرف کیڑے نکالنا جانتی ہے ۔ جناب والا میں برملا یہ بات کہتا ہوں کہ اس زمانے میں معاشی اعتبار سے چند نتائج مثبت بھی نکلے ' اس کا انکار نہیں کرتے ۔ لیکن ہم اس بات کے خلاف ہیں کہ آپ half truth پیش کریں' باقی حقائق کو چھپائیں' اور اس طریقے سے غلط تصویر کو پیش کرنے کی کوشش کریں ۔ یہ بددیانتی بھی ہے اور میری نگاہ میں یہ معاشی اعتبار سے policy makers کے لیے suicide ہے ۔ آپ کو حقائق کو حقائق ماننا چاہیے ۔ یہ صحیح ہے کہ 7% قومی دولت میں اضافہ ہوا ہے ۔ یہ بھی صحیح ہے کہ پہلے تین سال میں یہ اضافہ average دو فیصدی تھا' یہ بھی صحیح ہے کہ یہ بعد میں سات فیصدی رہا ہے اور انہوں نے average نکال لیا 8 سال کا... تو وہ پانچ فیصدی سے زیادہ نہیں بڑھتا ہے اور اگر آپ compare کریں تو اس ریجن کا بلکہ ساری دنیا کی least income countries سے' تو ہم ان سے پیچھے ہیں' آگے نہیں ہیں ۔ تو facts کو facts بیان کیجیے ۔ پھر یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ آپ facts کو چھپاتے ہیں اور پھر جو جزوی تصویر لاتے ہیں اس کو بھی پروپیگنڈے کے ذریعے سے چاہتے ہیں کہ ان چیزوں کو مان

لیا جائے ۔ جس طرح وزارت خزانہ نے اس بجٹ کے سلسلے میں اخبارات میں اشتہار بازی کی ہے' وہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ آدھی تصویر دی گئی ہے اور قومی پیسے کا اس طرح ضیاع کیا گیا ہے ' آپ اخبار اٹھا کر دیکھ لیجیے ' ایک ہی اشتہار ' ایک ہی صفحے پر دو جگہ موجود ہے ۔ اور سارے اخبارات کے اندر موجود ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو حقائق ہوتے ہیں وہ خود بولتے ہیں ۔ فارسی کی مشہور مثل ہے' کہ مشک وہ ہے جس کی خوشبو خود آئے۔ مشک کو اخبار کے بیان کی ضرورت نہیں ہوتی اور جہاں اخبار چیخے چلائے اور advertise کرے تو وہاں مشک نہیں ہے ' کوئی اور شے ہے اور یہی معاملہ ان کے ساتھ ہے ۔ میں جناب والا صرف چند چیزیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تاکہ تصویر مکمل ہو سکے ۔ بلا شبہ یہ بات کہی ہے کہ قومی دولت بڑھی ہے ۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی حقیقت ہے کہ افراط زر میں اضافہ ہوا ہے اور یہ بات کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ جو بات آج قیمتوں میں اضافے کے بارے میں کی جا رہی ہے وہ مبنی بر حقائق نہیں ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس سے پہلے بھی افراط زر کا مسئلہ پیدا ہوا ہے' قیمتیں بڑھیں ہیں ' لیکن اس سے آج جیسی قوت خرید متاثر نہیں ہوتی اور آج کے ایک شخص کی مشکلات اور مجبوریاں ' اس لیے سب حقائق کو سامنے رکھیے ۔ آپ ایکسپورٹ بڑھانے کی بات کر رہے ہیں لیکن یہ نہیں بتاتے کہ trade deficit اڑھائی اور تین ارب سے بڑھ کر آج بارہ اور تیرہ ارب پر پہنچ گیا ہے ۔ balance of payment کا figure دو بلین سے بڑھ کر آج چھ بلین پر پہنچ کیا گیا ہے ۔ جب تک یہ پورے حقائق سامنے نہیں آئیں گے' بات نہیں بنتی ۔ وزیر مملکت برائے خزانہ نے اپنی تقریر میں ایک بار نہیں' چھ بار یہ بات کہی ہے کہ ہم نے جو ہدف دیا تھا' اسے پورا کیا ہے ۔ حد یہ ہے کہ یہاں تک انہوں نے کہا ہے کہ industrial production کا ہم نے اپنا ہدف پورا کیا ہے ۔ ایکسپورٹ کا ہم نے اپنا ہدف پورا کیا ہے ۔ inflation میں ہدف پورا کیا ہے اور مجھے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ تمام دعوے حقیقت نہیں ہیں ۔ آپ بجٹ اٹھا کر دیکھ لیجیے ۔ میں آپ کے سامنے ایک list دے رہا ہوں ۔ صنعتی پیداوار کا ہدف پچھلے بجٹ میں گیارہ فیصد تھا۔ آپ نے 6.8 حاصل کیا ہے۔ Large scale industry کا ہدف 13% تھا ' آپ نے 8.8% حاصل کیا ہے ۔ افراط زر کا ہدف 6.5% تھا' آپ نے 7.9% حاصل کیا ہے ' اس سے کہیں زیادہ ۔ آپ کا برآمدات کا ہدف 18.9 billion dollar تھا' آپ نے 17.3 billion

dollar حاصل کیا ہے۔ آپ کا trade deficit کا ہدف 8 billion جبکہ actually trade deficit 13 billion ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں دعوے کرنا کہ ہم نے جو actual ہدف رکھا تھا وہ پورا کر لیا ہے، اس سے بڑا ظلم، اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہو سکتا ہے۔

لیکن میں انہیں ایک اور آئینہ دکھانا چاہتا ہوں، صرف ایک سال کا نہیں، بلکہ ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ 2004 کے بجٹ میں جناب شوکت عزیز صاحب نے وزیر خزانہ کی حیثیت سے جو بجٹ پیش کیا تھا اس میں یہ کہا تھا کہ ہم continuity کی بنیاد پر اب year to year کی بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم تین سال کے اہداف مقرر کر رہے ہیں اور یہ تین سال کے اہداف ہماری کامیابی یا ناکامی کا criterion ہوں گے۔ جناب والا میں نے یہ دونوں budgets compare کیے ہیں ، ان کا دعویٰ 2004 میں تھا کہ 2007 میں جو موجودہ سال ہے افراط زر 5 % پر آ جائے گی، افراط زر اس وقت 7.9% ہے ۔ ان کا دعویٰ کا کہ بجٹ کا جی ڈی پی کا خسارہ 3 % ہو جائے گا، آج 4.2 % ہے۔ ان کا دعویٰ ہمارا growth 2007 میں 8% ہوگا، وہ 7% ہے ۔ ان کا ارشاد تھا کہ balance of payments deficit 1.8 ہوگا، وہ actually 5 % ہے۔ یہ key indicators ہیں جن سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جو اہداف مقرر کیے گئے تھے وہ پورے نہیں ہوئے۔ ٹھیک ہے جتنا آپ نے حاصل کیا ہے ہم اس کا انکار نہیں کرتے لیکن ہم آپ کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ آپ نے جو حاصل نہیں کیا، جہاں آپ پیچھے رہے ہیں، جہاں آپ نے fail کیا ہے، اس کو چھپا کر آپ یہ کہیں کہ ہم نے دودھ اور شہد کی نہریں بہا دی ہیں، یہ دعویٰ غلط ہو گا۔

اس کے بعد جناب والا! آپ مجھے اجازت دیں کہ میں سب سے اہم مسئلے کی طرف آؤں اور وہ غربت کا مسئلہ ہے ۔ میرے بھائی وسیم سجاد صاحب نے ایک، دو ڈالر کی بات کی ہے۔ یہ بڑے سوچے سمجھے فنی مباحث ہیں جن کی بنیاد پر poverty line متعین کی جاتی ہے ، internationally one dollar and two dollar یہ bench mark ہیں۔ ہم نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ calorie intake کا ہے اور calorie intake کی بنیاد پر جو poverty line بنتی ہے وہ تقریباً ساڑھے آٹھ سو روپے بنتی ہے ۔ ایک ڈالر پر اٹھارہ سو روپے، دو ڈالرز پر چھتیس سو روپے، ٹھیک ہے مختلف ہو سکتے ہیں مجھے اس سے انکار نہیں لیکن آپ اسے consistently

compare کریں اور ساتھ ہی یہ دیکھیں کہ poverty reduction کے بارے میں جو دعوے آپ کر رہے ہیں corresponding economic activity اس کو support کر رہی ہے یا نہیں۔ آپ یہ دیکھیے کہ 2000-1999 کے بارے میں دعوٰی یہ ہے کہ اس وقت 34% poverty تھی، 34% کے معنی یہ ہیں آبادی کے پانچ کروڑ افراد poverty line سے نیچے تھے۔ 2005 کے بارے میں آپ کا دعوٰی یہ ہے کہ پانچ سال میں یہ تعداد کم ہو کر 24% رہ گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس زمانے میں ایک کروڑ تیس لاکھ افراد خط غربت کو cross کرکے سہولت کی زندگی میں آئے ہیں۔ اس زمانے کے بارے میں اگر آپ employment کو دیکھیں، agriculture production کو دیکھیں، industrial production کو دیکھیں، per capita income rise کو دیکھیں، یہ چاروں indicators ساتھ رکھ لیں تو کوئی economist یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس فریم ورک کے اندر ایک کروڑ تیس لاکھ افراد افلاس سے نکل کر سہولت کی زندگی میں آسکتے ہیں۔

جناب والا! مجھے اجازت دیں کہ میں اسی سروے کو پیش کروں جس کی بنیاد پر یہ claim کیا جا رہا ہے، اس لیے کہ جب میں نے اس کا گہرائی میں مطالعہ کیا وہ دو volume کے اندر ہے، پہلی volume کے بارے میں جو بات کہی گئی ہے اس کے متعلق ہے لیکن اگر آپ اس کے second volume کو دیکھیں جس میں سارے صوبوں کی تفصیلات ہیں تو ہمارے سامنے مختلف صورتحال آتی ہے وہ یہ ہے۔ جس کی بنیاد پر سارے دعوے کئے جا رہے ہیں۔ اس کی second volume کا مطالعہ آپ کیجیئے تو اس کے اندر یہ ہمارے سامنے انہیں samples پر جو چودہ ہزار سال سے samples، ہیں جن کے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں۔ ان سے یہ سوال کیا گیا۔

"Are you much worse off, worse off in the same position better or much better?"

بڑے اہم سوال ہیں اور اس سے ہمیں معلوم ہو گا کہ جو غریب طبقے ہیں آیا وہ اس پر آئے ہیں یا نہیں۔ جناب والا! اس survey کی روح سے 24.15% نے کہا کہ ہم worse off یا most worse off ہیں۔ دوسروں نے کہا کہ ہمارا وہی حال ہے۔ جس کے صاف معنی یہ ہوئے کہ اس

پورے survey کے اندر ۵ سو فیصد نے کہا کہ یا ہمارا وہی حال ہے یا ہم much worse off ہیں۔ یہ سارے کے سارے طبقات نچلے طبقات ہیں۔ اگر ان کا مقصد یہ ہے تو پھر poverty line سے ہم باہر کیسے نکلیں۔ اسے آپ کیسے explain کر سکتے ہیں۔

جناب والا! ابھی پچھلے ماہ Asian Development Bank کی رپورٹ آئی ہے اور انہوں نے independently survey کیا ہے کیا perception ہے poverty کے بارے میں۔ وہ رپورٹ صاف کہتی ہے۔

"Common perception holds, that the development programmes including the SAP have not brought about any real qualitative change in the country particularly in rural areas".

ابھی آپ کے سامنے rural areas کی فراوانی اور خوشحالی کے بارے مین بڑی شاندار تقریر میرے بھائی صاحب نے کی ہے۔ جناب والا! Agriculture میں land area میں cultivation میں پچھلے دس سالوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ Water supply کم ہوئی ہے۔ input utilization نیچے گیا ہے۔ natural conditions Output سے vary کیا ہے۔ پورا pattern جو پچھلے تیس سال سے تھا اس میں کوئی real productivity نہیں بڑھی۔ اس کے بعد آپ یہ کہتے ہیں تو وہاں تو بھائی خوشحالی آ گئی۔ میرے پاس رپورٹ موجود ہے جو agriculture سے متعلق تمام جو کسان ہیں ' آباد کار ہیں' وہ بتلاتے ہیں کہ جو آپ کی support price ہے عام کسان کو نہیں مل رہی ہے۔ جس subsidy کی بات آپ کرتے ہیں fertilizer کے اوپر وہ subsidy intermedials کھا جاتے ہیں۔ ہمیں fetilizer اس قیمت سے کہیں زیادہ ملتا ہے جو ordinary available ہوتا ہے۔ اسے market سے نکال لیتے ہیں۔

جناب والا! یہ آباد کار کی رپورٹ ہمارے پاس موجود ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس سال paddy کی support price کا اعلان ہی نہیں ہوا ہے۔ تو جناب والا! صورت حال وہ نہیں ہے جو آپ بیان کر رہے ہیں۔

دوسرے مسئلے پر آئیے جناب والا! اور وہ یہ ہے کہ ملک میں دولت کی عدم مساوات

میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ جس survey کو ابھی quote کیا ہے ذرا اسی کو نکال کر پڑھ لیں۔ اس survey کی روح سے co-efficient جو طریقہ ہے بھانپنے کا کہ دولت کی تقسیم کی کسی ملک میں کیا کیفیت ہے اس کی روح سے جو 20$ سے کم تنخواہ والے ہیں اور جو 20% upper income group والے ہیں ان کے درمیان دولت کا تفاوت بڑھائیں اور upper 20% کو چار سو فیصد ی زیادہ دولت پہنچی ہے۔ وزیر مملکت نے دعویٰ کیا ہے کہ ہمیں بزرگوں نے بتایا تھا کہ امیروں سے لو غریبوں کو دو۔ جناب والا! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ یہاں غریبوں سے لیا جاتا ہے اور امیروں کو دیا جاتا ہے۔ Indirect Taxes جو withholding tax کے بعد ۰۸-۲۷ میں وہ دولت کی غریبوں سے امیروں کی طرف مراعات کا ایک process ہے۔

جناب والا! ایک دوسرا survey جو 10% کے بارے میں ہے وہ ہولناک نتائج ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس .survey کی بروح سے سو روپے اگر قومی آمدنی میں بڑھتے ہیں تو جو غریب 10% ہے ان کو صرف تین روپے ملتے ہیں اور جو upper 10% ہیں ان کو 34 روپے ملتے ہیں۔ یعنی ان کے درمیان 11 times کا ایک ہزار ایک سو فیصدی کا فرق ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس سے ملک میں تصادم پیدا ہو رہا ہے، جس ذریعے کے طور پر نفرتیں پروان چڑھ رہی ہیں۔ خود کشیاں ہو رہی ہیں۔ جناب والا! انڈیا میں بھی BJP نے shining India کی بڑی باتیں کی تھیں۔ لیکن دولت کی عدم مساویانہ تقسیم exploited distribution of work جس کی وجہ سے وہ ہارے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں جناب والا! کہ کبھی اس ملک میں دولت کی ریل پیل ایک طرف، غربت اور فاقہ اور افلاس ایک طرف، وہ کیفیت نہیں تھی جو آج ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں کبھی خود کشی خاص طور پر بھوک کی وجہ سے، افلاس کی وجہ سے نہیں ہوئی لیکن یہ سات سالہ دور ہے جس میں پہلی مرتبہ بڑے پیمانے کے اوپر اور اگر اخباری اطلاعات صحیح ہیں تو یہ تعداد تین سو، ساڑھے تین سو افراد کے ہلاک ہونے کی ہے۔

خدا کے لئے غور کیجیے، اللہ کا خوف کھائیے کہاں آپ قوم کو لے جا رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے دولت مندوں کو ٹیکس لگایا ہے۔ میں نے اس بجٹ کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ جناب

والا! اس میں ایک پیسے کا ٹیکس بھی دولت مندوں پر نہیں لگایا گیا۔ ہم کہہ کہہ کر تھک گئے ہیں۔ سینیٹ کی متفقہ قرارداد ہوئی کہ stock exchange میں جو دولت لائی جا رہی ہے۔ وہ speculative ہے۔ وہ gambling کی ایک شکل ہے۔ جس شخص نے بیس سال محنت کر کے صنعت لگائی، خون پسینہ ایک کیا وہ 25% tax دے رہا ہے۔ یہ speculative, floating money ہے اور آپ ذرا جناب چیئرمین! 1999 میں stock exchange کا capitalization 367 billion rupees تھا۔ اس وقت سات سال کے بعد آج وہ 3500 billion ہے 10 times اضافہ ہوا ہے۔

اگر میں مان بھی لوں کہ آپ کا GDP double ہو گیا ہے۔ آپ کی industrial growth 80% بڑھ گئی ہے۔ آپ کی agriculture کے اندر 40% اضافہ ہوا ہے۔ کیا justification ہے کہ stock exchange کا جو paper ہے وہ 10 times بڑھ گیا ہے اور اس میں چند افراد billionaire اور چند سو millionaire بنے ہیں لیکن آپ کے اوپر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ real estate کی قیمتیں 10 times بڑھ گئی ہیں ہم چیخ رہے ہیں آپ ان کے اوپر ٹیکس نہیں لگاتے۔ بڑے بڑے landlord جو ایک ایک شادی کے اوپر کروڑوں خرچ کرتے ہیں۔ کوئی ٹیکس نہیں لگایا ان کے اوپر۔ سارا ٹیکس عوام دے رہے ہیں۔ جناب والا! ہم آتش فشاں ہیں اور رہیں گے۔ کہاں آپ جا رہے ہیں یہ دوسرا مسئلہ ہے جناب والا!۔

تیسرا مسئلہ جناب والا! اس کے بارے میں میں نے بغور اندازہ کیا جو اس وقت real issues ہیں economy کے، poverty alleviation نظر انداز ہے۔ distribution of income کو بھی نظر انداز کیا گیا ہے۔ لیکن آئیے، fiscal economy, poverty economy, poverty production جو آپ کا ہے وہ تقریباً ۴۴ ملین ہے اور 56% جو ہے وہ service ہے۔ دیکھنے تاریخ کا مطالعہ کر لیجیے، معاشیات کی کوئی کتاب پڑھ لیجیے بلاشبہ services sector کا ایک رول ہے۔ لیکن جس ملک میں agriculture, industry, heavy industry اور پھر ہماری جیسی آبادی کی situation میں small and medium industry. اگر یہ national base آپ کہتے ہیں کہ ترقی نہیں کرتا تو محض service sector کے بڑھنے سے banking sector کے بڑھنے سے آپ نہ ترقی کر سکتے ہیں اور نہ اسے sustain کر سکتے ہیں۔

آپ foreign capital کی بات کرتے ہیں میں نے بھی اس کا تجزیہ کیا ہے۔ اور ٹھیک ہے foreign capital آیا لیکن جناب والا! 7 billion telecommunication میں سے گیا ہے۔ 2 billion gas and energy سے گیا ہے۔

جو real sectors ہیں آپ کی economy کے according to policy وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ service sector میں آنے کے معنیٰ یہ ہے کہ کچھ روز گار ضرور پیدا ہو گا لیکن productive capacity پیدا نہیں ہو گی۔ صرف ٹیلیفون سے productive capacity پیدا نہیں ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس سال بھی، ابھی تو شروعات ہے اس سال 501 million dollar profit کا repatriated کیا ہے ایک سال کے اندر اور یہ برابر escalate کرے گا۔ مستقبل میں آپ کہاں لے جانا چاہتے ہیں

(اس دوران اذان ظہر سنائی دی)

جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ اصل fiscal economy, commodity hectre, agricultural manufacture اگر وہ بیمار ہے تو پوری معیشت بیمار ہے اس کی بیماری کے ساتھ ساتھ آپ کے پاس کچھ اچھے indicators ہیں تو وہ قابل فخر نہیں بلکہ قابل فکر ہیں۔ میں آپ کو ٹیکسٹائل انڈسٹری کی مثال دیتا ہوں۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری میرے بھائی وسیم نے صحیح کہا کہ backbone ہے۔ 60% آپ کی exports ٹیکسٹائل سے ہے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ دو سال سے ٹیکسٹائل انڈسٹری شدید crisis کا شکار ہے۔ ابھی تک آپ کوئی صحیح strategy develop نہیں کر سکے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس سال raw cotton تین ارب ڈالر کی export ہوئی جبکہ yarns, clothes, garments کی رفتار سست رہی۔ آپ کو معلوم ہے کہ 116 ٹیکسٹائل ملز پچھلے دو سال میں بند ہوئیں۔ 1/2 ملین spindle غیر متحرک ہیں۔ several million افراد اس کی وجہ سے بے روز گار ہوئے۔ وجہ اس کی کیا ہے؟ میں سرمایہ کاروں کو defend نہیں کر رہا، ان کی غلطیاں بھی ہیں۔ انہوں نے پچھلے پانچ سال میں مشینری import کے بہت زیادہ دعوے کئے تھے لیکن کہاں اس مشینری کے import کے نتائج ہمیں نظر آ رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری development جس frame work میں ہوئی تھی اس وقت rate of interest 5 or 6% تھا۔ اس وقت آپ نے rate of interest کو عملاً

12 اور 13 فیصد پر پہنچا دیا ہے۔ double ہو جانے سے feasibility کام نہیں کر رہی۔ آپ کوئی نئی پالیسی نہیں لا سکے۔ fiscal policy حالات کو دیکھ کر change کرنی پڑتی ہے۔ دو سال سے لوگ چیخ رہے ہیں اور آپ سو رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ٹیکسٹائل آج crisis میں ہے۔ ٹیکسٹائل ہی نہیں ، labour industry,surgical goods industry, حتیٰ کہ ہماری sports industry یہ چاروں بڑی بڑی صنعتیں crisis میں ہیں اگر ہم نے ان کے لئے صحیح package نہ دیا اور بجٹ میں کوئی ایسی چیز مخصوص نہیں ہے جس سے ملک crisis سے نکل سکے۔ جناب والا! exports اس لئے نہیں بڑھ رہی ہیں کہ productive sector پیچھے ہے۔ وہ association نہیں ہے اس میں quantity and quality دونوں کے اعتبار سے آپ competitive نہیں ہیں جب تک یہ پیدا نہیں کریں گے، آپ sustain نہیں کرسکتے۔

جناب والا! foreign exchange کی بات بھی میرے بھائی وسیم سجاد نے کی ہے وہ اس وقت ہے نہیں، وہ economist نہیں ہیں،

سینیٹر وسیم سجاد ، میں ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، ہاں دیکھ لیا پیچھے بیٹھے ہیں (سینیٹر وسیم سجاد کی طرف دیکھتے ہوئے)۔ وہ economist نہیں ہیں اس لئے میں ان کو دوش نہیں دیتا۔ اس لئے کہ جس کسی نے ان کو brief کیا ہے اس میں انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ تو صحیح ہے کہ روپے اور ڈالر کا جو exchange ratio ہے وہ اس دورانیے میں یہی رہا ہے۔ لیکن وہ یہ بتانا بھول گئے کہ اس زمانے میں ڈالر خود چالیس فیصدی international market میں devalue ہوا ہے جس کے نتیجے کے طور پر ہم بھی اس کے نتیجے میں آگئے۔ اگر آپ Rupee and Pound کی rate دیکھیں تو یہ 80 روپے سے بڑھ کر آج 120 روپے ہے۔ اگر آپ Rupee and Euro کو دیکھیں تو وہ شرح بھی بدل گئی ہے۔ یہ بات جو superficial آپ کو بتائی گئی ہے یہ صحیح نہیں ہے again it is part of the truth, it is not total reality.

میں آخر میں اس طرف آتا ہوں کہ جو پہلا failure ہے وہ یہ ہے کہ جو physical economy اور compatible economy ہے وہ lack کر رہی ہے، وہ مشکلات کے اندر ہے۔

جس طرح اس کے لئے آپ کوئی پالیسی نہیں لے کر آئے۔ اسی کے consequences میں balance of payments بھی اور balance of trade بھی جناب والا! اگلی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں جو میری نگاہ میں کئی حیثیت سے غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے وہ ہے مسلسل ہماری indebtedness کا بھاما۔ میں ان figures کو repeat نہیں کروں گا جو اسحاق ڈار صاحب نے دیے ہیں وہ حقائق ہیں۔ میری نگاہ میں ہماری dependence in real terms estate پر بڑھی ہے۔ چونکہ GDP دو وجوہ سے بڑھ گیا ہے۔ ایک سائز کا بڑھنا جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے وہ تقریباً بیس فیصد ہے۔ دوسرا جو unearned foreign remittances آ رہی ہیں وہ بھی بہرحال ہماری National income کا حصہ بن جاتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی productive activities کی وجہ سے نہیں آرہی بلکہ مجھے پریشانی ہے کہ جو fiscal space اس حکومت کو حاصل ہوئی تھی اس زمانے میں، پچھلے سات سال میں foreign remittances تقریباً چھبیس بلین ڈالر رہے۔ تقریباً بارہ ملین ڈالر مختلف طریقے سے war on terror میں ہم نے تعاون کیا ہے، اس کی بنا پر حاصل ہوئے ہیں۔ جناب والا! اس چونتیس پینتیس بلین کو بجائے اس کے کہ productive channel میں ڈال کر، investment کی شکل دے کر، ملک کے لیے مستقل ترقی کا سامان پیدا کرتے یہ سارے کا سارا ئی کس consumption میں گیا ہے، speculation میں گیا ہے، سٹاک ایکسچینج میں گیا ہے، real estate میں گیا ہے اس کا کوئی حقیقی فائدہ نہیں ہوا یہ lack of policy ہے۔ جناب والا! مجھے اجازت دیجئے کہ میں یہ بھی کہوں گا کہ جس چیز کو اس بجٹ میں عوام کے لئے ریلیف کہا گیا ہے subsidies کہا گیا ہے اس کا گہرائی میں جا کر تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ subsidies کی پالیسی آج سے شروع نہیں ہوئی، برابر رہی ہے، یہ بھی continuity of policy کا حصہ ہے لیکن یہ assess کرنے کی ضرورت ہے کہ subsidy کتنی substantial ہے اور subsidyکے کیا نتائج نکل رہے ہیں۔

پہلی بات جناب والا! یہ ہے کہ 211 billion subsidy میں سے 90 ملین تو واپڈا اور KESC کے جو نہایت مفلوک الحال اور غریب سفید ہاتھی ہیں ان کے لئے دیا گیا ہے۔ اس سے کوئی فائدہ عوام کو نہیں پہنچا۔ باقی جو 111 رہ جاتا ہے اس میں سے 107 پچھلے سال دیا گیا تھا۔ تو actual جو increase ہے اس میں تو صرف چھ سات بلین ہے۔ پھر اس کا آپ تجزیہ کریں،

کہا جاتا ہے کہ یوٹیلٹی سٹورز' جناب والا! یوٹیلٹی سٹور کی تعداد اس وقت ایک ہزار ہے۔ خدا کرے کہ miracle ہو جائے اور اگلے چار مہینے میں پانچ ہزار بن جائے لیکن پچھلے ساٹھ سال میں تو ہم ایک ہزار سے نہیں بڑھا سکے۔ یہ ایک ہزار بمشکل آبادی کے ایک سے دو فیصدی کا احاطہ کرتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یوٹیلٹی سٹورز سے خرید کرنے والے صرف فاقہ کش اور غریب ہوتے ہیں۔ جو کچھ یوٹیلٹی سٹورز کو آپ دے رہے ہیں وہ سارے کا سارا گویا کہ غرباء کی مدد کے لئے جا رہا ہے۔ میں اس سے بڑھ کر کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی یوٹیلیٹی سٹورز کو جو کچھ دیا گیا اس کا فائدہ intermedials کو ہوا ہے' عام افراد کو بہت کم ہوا ہے۔ اس سے کہیں بہتر یہ تھا کہ آپ یہی رقم جو آپ کی import duty edible oil, vegetable ghee کے اوپر ہے اسے آپ کم کر دیتے۔ ایکسائیز اور سیلز ٹیکس کو آپ کم کر دیں۔ اس کے نتیجے کے طور پر ہر شخص کو اشیاء ضرورت سستی مل سکتی ہیں یہ راستہ اس کا نہیں ہے۔ آج کے دور میں بڑی دلچسپ study ہے آپ کی اجازت سے دو ایک چیزیں میں بتاتا ہوں کہ یہ جو غریبوں کے لئے ریلیف بیان کیا گیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ 1.2 billion rupee گھی کے لئے دیئے جا رہے ہیں جس کا نتیجہ ہمارے سامنے آتا ہے کہ ہر فرد کو دو روپے کا فائدہ پہنچے گا۔ اس دو روپے کو وہ اوڑھے گا' بچھائے گا' پیئے گا' کھانے کا کیا کرے گا؛ بعینہ یہی کیفیت باقی تمام چیزوں کے بارے میں ہے۔ بجٹ کی تقریر میں بھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ یہ بات کہی گئی ہے کہ ہم نے خوشحال پاکستان کے سلسلے میں اور میں آپ کو متوجہ کرنا چاہوں گا' اس لیے کہ ایسے عجیب و غریب کارنامے اس میں انہوں نے انجام دیئے ہیں جس کو un-noticed چھوڑنا صحیح نہیں ہے ۔ فرمایا جا رہا ہے کہ اس بجٹ میں یہ کہا گیا ہے صفحہ ۲۷ پر item نمبر ۵۰ کہ ہمارے "خوشحال پاکستان پروگرام" کے تحت حکومت نے چودہ ہزار گاؤں کو ڈیڑھ ارب روپے کی لاگت سے بجلی فراہم کی ۔اسی صفحہ کے ساتھ ایک تصحیح بھی موجود ہے اور وہ تصحیح یہ ہے کہ چودہ ہزار کو انچاس ہزار کر لو اور ڈیڑھ ارب کو 21.6 ارب روپے 'جناب والا! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ ایک سال کے figure ہیں' کیا یہ آپ کے پاس کے figure ہیں یا ایک سال کی figure ہے اور پھر ساتھ ہی میں دیکھتا ہوں کہ اس زمانے میں electricity capacity میں کوئی اضافہ

نہیں ہوا ہے - electricity کے جو utilization ہیں وہ ۱۳ ہزار کلوواٹ کے اوپر static ہیں ' یہ کہاں سے ہو گیا پھر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بجلی اور پانی ان کے بارے میں اس پورے دور میں ۹۹ء تک تمام صوبے میں کونسا پراجیکٹ ہے جس کے نتیجے کے طور پر آپ کی capacity بڑھی ہے - electricity نہیں بڑھی ہے- اس کے برعکس لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے - کراچی والے چلا رہے ہیں اور پورے ملک میں لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے -انرجی پالیسی موجود نہیں ہے - اس سے زیادہ انرجی conservation پر ساری دنیا میں واویلا ہو رہا ہے کہ 2-K کے معاملات آ رہے ہیں - امریکہ بھی مجبور ہو کر کچھ چیزوں کو ماننے کے لیے تیار ہو رہا ہے لیکن ہمارے ہاں energy conservation policy کے بارے میں کوئی thinking نہیں ہے - اس بجٹ میں ان چیزوں کا کوئی ذکر نہیں ہے -جو آپ کے real issues ہیں-پانی اور بجلی کے لیے آئندہ ہم کھائی میں جا رہے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ انڈسٹریز ہم لگا بھی دیں تو وہ collapse ہو جائیں گی - انفراسٹرکچر موجود نہیں ہے -per capita water consumption ہے وہ کم از کم پورا ہو رہا ہے -جناب والا! dams کی بات کی گئی ہے - میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اسی ایوان کی ایک کمیٹی نے نثار میمن صاحب کے ساتھ بڑی اچھی رپورٹ تیار کی - آپ سے دو سال پہلے تیار کی - بتایا ہے کہ کن چیزوں کے بارے میں اتفاق رائے ہے -جناب والا! جن چیزوں کے بارے میں اتفاق رائے ہے -اس کے بارے میں بھی feasibility تک نہیں ہے -باقی dams کے بارے میں اب جو پیسے رکھے گئے ہیں - ایک سال کے بعد شاید اس کی feasibility آئے گی وہ آتی ہے یا نہیں ؛ نیلم ڈیم کی بات کی جا رہی ہے - آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں - نیلم ڈیم کا approval آج سے چھ سال پہلے ہوا ہے - ہندوستان نے اس زمانے میں ایک نہیں دو ڈیم کشمیر میں بنا لیے ہم ہاتھ پے ہاتھ دھرے بیٹھے ہوئے ہیں-اب کہتے ہیں کہ اگلے سال شروع کریں گے - آپ کو اپنے آٹھ سال کا حساب دینا ہوگا-lip service آپ نے بہت کی ہے لیکن ان چیزوں کی طرف جو حقیقی مسائل ہیں جو حقیقی issues تھے آج تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی - جناب والا! حقیقت کی طرح اہم چیزیں ہیں - اس کے ساتھ جناب والا سبسڈی کبھی بھی کوئی دیرپا issues کا طریقہ نہیں ہے -ملک میں افراط زر کو یا مہنگائی کو کنٹرول نہیں کیا جا سکتا-ڈار صاحب نے اس بارے میں باتیں کہی ہیں لیکن آخری بات مہنگائی کو کم کرنے کا انحصار جس چیز

کے اوپر ہے وہ پیداوار کو بڑھانا اور پیداوار کی لاگت کو کم کرنا ہے ' اگر سبسڈی آپ دیں تو وہ specific ہونی چاہیے اور اس طرح ہونی چاہیے کہ جو متعین چند اشیاء ہیں جن کو ہم چاہتے ہیں کہ سپورٹ دی جائے وہ کم production کی ہیں ہمارے ہاں in put کی قیمتیں بار بار بڑھتی ہیں۔ اس لیے سبسڈی کی پالیسی صحیح نہیں ہے۔ساتھ ساتھ اس بات کی incom distribution کی پالیسی آپ درست کریں ۔جب تک income distribution صحیح نہیں ہوتی ہے تو ریجنل توازن قائم نہیں ہوتا۔ صوبوں کے درمیان بلوچستان اور صوبہ سرحد سب سے زیادہ متاثر نہیں اور میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ پنجاب اور سندھ میں بھی کچھ علاقے ایسے بھی پیچھے ہیں لیکن ان کے لیے special affirmative policy حکومت کی ہو جس پر ہم کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں ۔ جو بیت المال کی بات کی گئی ہے میں نے اس کو پھر correct کیا ہے ۔ جناب والا! کہا گیا ہے کہ اس طریقے سے ۲۲ لاکھ افراد کو ہم سپورٹ کرتے ہیں لیکن جو رقم ساڑھے سات ارب روپے رکھی گئی ہے تو اس کو تقسیم کریں تو اس کے بارے میں ایک سال میں ایک فرد کو 340/ روپے ملیں گے ۔ اب اس میں وہ کیسے خوشحال ہو جائے گا۔میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔جناب والا! fiscal discipline کی بات کی گئی ہے لیکن fiscal discipline کا حال یہ ہے کہ غیر ترقی یافتہ اخراجات کے اندر اس سال کے بجٹ میں 151 ارب کا اضافہ ہوا ہے اور اسے developmentبھی کہتے ہیں۔اس میں اگر آپ اوریجنل اور estimated revised budget کو دیکھیں تو اس میں 50 ملین کی کمی ہوئی ہے ۔ تعلیم اور صحت کی بار بار بات کی جا رہی ہے ۔ Higher education کے لیے allocation ضرور بڑھی ہے لیکن بحیثیت مجموعی اس وقت بھی تعلیم کے لیے تمام وسائل ملا کر 2 or 2.2% سے زیادہ GDP کا نہیں آ رہا جب کہ اس سے پہلے 80s میں ہم 2.4% تک پہنچ چکے تھے اور ہماری commitment تھی کہ 4% کیا جائے گا۔

صحت ہر کسی کی خراب ہے 0.7% صرف صحت پر جا رہا ہے اور اس میں کتنا کرپشن کی نظر ہو رہا ہے؛ پچھلے دنوں "ڈان" نے ایک بڑی دلچسپ سٹڈی شائع کی ہے جس میں بتایا ہے کہ 12000 ghost schools سے زیادہ ہیں۔ اتنی تعداد میں وہ سکول ہیں جو کل تعداد کا تقریباً پانچ فیصد ہیں کہ ان کی بلڈنگ نہیں ہے۔ Another 10% کے اندر بلڈنگیں ہیں لیکن اس حال میں

نہیں ہیں کہ ان کو استعمال کیا جا سکے۔ 35% میں پانی موجود نہیں ہے۔ Education کا یہ حال ہے۔ پھر ذرا آپ دیکھیے کہ public sector education کی quality کا کیا حال ہے۔ کون یہ توقع رکھے گا کہ ان public schools سے نکل کر ہم ایک اچھی قیادت فراہم کر سکتے ہیں۔ خدا کے لیے ان چیزوں کی فکر کیجیے۔ محض خوشنما الفاظ مسائل کا حل نہیں ہیں۔ میری نگاہ میں یہ بجٹ خاصا مایوس کن ہے۔ انہیں جو opportunities حاصل ہوئی تھیں، ان کا استعمال نہیں کیا گیا۔ جو وسائل موجود تھے، ان میں corruption, mismanagement, lack of planning, lack of proper monitoring... پچھلے سال کے بارے میں Planning Commission کی جو report آئی تھی، اس میں پہلے نو مہینے میں utilization 34% تھا۔ اس دفعہ ذرا improved آیا ہے لیکن وہ بھی 58% ہے اور یہ 58% پچاس ارب کم کرنے کے بعد ہے original figure کا نہیں۔ جناب والا! ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بیرونی سرٹیفکیٹ بہت پیش کیے جاتے ہیں۔ میرے پاس جو پانچ، چھ رپورٹیں موجود ہیں، ڈار صاحب نے Transparency International کی report پیش کی ہے۔ World Bank کی طرف سے ایک اور important survey Human Resource Development آتا ہے۔ Human Resource Development میں دنیا کے 164 ممالک میں سے ہماری پوزیشن 134 ہے اور ہماری یہ پوزیشن برابر گر رہی ہے۔ ایک اور World Competition Report آتی ہے، یہاں پر privatization کی بہت باتیں ہوئی ہیں، privatization in principle in dispute نہیں ہے، یہ کوئی آپ کی continuity نہیں ہے، یہ پالیسی آپ سے پہلے بنی تھی۔ آپ کو معلوم ہے 1999 سے پہلے نو سال میں تقریباً 59 billion کا privatization ہوا اور آپ کے زمانے میں 390 billion کا ہوا، ہمیں اس سے انکار نہیں لیکن اصل چیز یہ ہے کہ privatization اس طریقے سے ہو کہ نمبر ایک آپ کے strategic interests compromise نہ ہوں۔ آپ کی معیشت میں foreigners کسی ایسی پوزیشن میں نہ آئیں کہ اس سے آپ کی self reliance متاثر ہو۔ جناب والا! میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ banking sector بڑا sensitive sector ہے، امریکہ میں قوانین موجود ہیں کہ کسی امریکی بنک میں باہر والے 5% سے زیادہ capital نہیں رکھ سکتے۔ ہماری پوزیشن یہ ہے کہ 1999 سے پہلے 10% foreign banks تھے اور 90% اپنے

ہاتھوں میں تھا۔ اس وقت foreign banks کی position 50% سے زیادہ ہو چکی ہے۔ یہ بات کہ وہ inefficient تھے، حبیب بنک، یو بی ایل، مجھے اس سے انکار نہیں ہے لیکن اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے اس کو politicise, beaucratise کیا تھا۔ آپ ایک ایسا model develop کر سکتے تھے کہ جس میں management change کرتے، management کو professional بناتے، اس کو incentive دیتے، آپ share holder برقرار رکھتے اور پھر سٹاک ایکسچینج کے ذریعے سے آہستہ آہستہ release کرتے لیکن آپ نے وہ راستہ اختیار نہیں کیا۔ پرائیویٹائزیشن سے انکار نہیں ہے، privatization کا طریقہ، پھر privatization کی قیمت، حبیب بنک کو آپ نے جس قیمت پر دیا وہ شرمناک ہے، سٹیل مل آپ دے چکے تھے اور میں کوئی secret بیان نہیں کر رہا ہوں کہ جب PTCL کے بارے میں question کیا گیا، سوالات اٹھائے گئے تو جس پارٹی نے خریدا ہے وہ صرف ایک ہی بات کہتی تھی کہ ہمیں sovereign نے وعدہ کیا ہے، sovereign نے commitment کیا ہے۔ کون ہے وہ sovereign کسے اختیار ہے پاکستان کے assests کو اس طریقے سے family silver کو اس طرح بیچیں گے تو کہاں جائیں گے۔ پرائیویٹائزیشن صحیح ہے لیکن اس کو اس کی حدود کے اندر ہونا چاہیے۔ مارکیٹ اہم ہے لیکن مارکیٹ اگر unguarded, unguided ہے تو پھر cartels, monopolists, manipulators اسے use کریں اور عوام کا exploitation ہو گا تو اس لیے balanced policy کی ضرورت ہے جس کا کوئی نشان اس بجٹ میں نظر نہیں آتا ہے۔

جناب والا! میری نگاہ میں جو key issues اس وقت economy کے ہیں، بدقسمتی سے یہ بجٹ انہیں bypass کر گیا ہے۔ poverty, unemployment, income distribution, physical economy خصوصیت سے agriculture and industry, small and medium industry, balance of payments and balance of trade کا جو disbalance ہے اس کو صحیح کرنے کی کوشش ہے۔ یہ بنیادی issues تھے، ان کے بارے میں آپ خاموش ہیں۔ دولتمندوں پر ٹیکس، خاص طور پر جہاں سے آپ وصول کر سکتے تھے، ان کو protection دی گئی ہے۔

Globalization کے نام پر آپ نے اپنی معیشت کو دوسروں کے لیے کھول دیا

ہے، دوسروں کے لیے ہم ایک منڈی بن گئے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ یہ deindustrialization کا ایک process ہے، یہ ہمیں کہاں لے جائے گا۔ ٹھیک ہے competition ہونا چاہیے، ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ guarded انداز میں ہونا چاہیے۔ آپ نے privatize کیا ہے، دنیا بھر کی تاریخ پڑھ لیجیے جہاں privatize ہوا ہے وہاں اس کے ساتھ consumer interest, regulatory bodies بھی بنائی جاتی ہیں۔ مسز تھیچر کے زمانے میں سب سے پہلے انگلستان نے یہ کام کیا تھا انہوں نے 9 regulatory bodies بنائیں اور اس کی وجہ سے انہوں نے عوام اور consumer کے مفادات کا تحفظ کیا۔ آپ نے اس قسم کا کوئی اقدام نہیں کیا۔ جن industries کو آپ نے privatize کر لیا ہے وہاں بھی consumer کے protection کے لیے کوئی قانون موجود نہیں ہے، کوئی process موجود نہیں ہے اور جہاں پر monopoly control authority ہے، وہ ان ethics میں موجود ہے لیکن اس کا mechanism موجود نہیں ہے۔ آپ سیمنٹ کی قیمتوں میں دیکھ چکے ہیں، شوگر کی قیمتوں میں دیکھ چکے ہیں، یہ لوگ کیا کھیل کھیل رہے ہیں۔ مجھے سب سے بڑا دکھ یہ ہے کہ اس پورے دور میں ایک elitist economy، امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر کرنا ہے۔ اس کے بعد پھر آپ باجے بجائیں اور کہیں کہ بڑی خوشحالی آجائے گی تو یہ زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔

جناب والا! پالیسی میں بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے، جب تک وہ تبدیلی نہیں آتی ہم اس crisis سے نہیں بچ سکتے۔ یہ ہمارا مشترک مسئلہ ہے، یہ قوم کا مسئلہ ہے، یہ کسی ایک پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے لیکن اس کے لیے مفاد پرستوں سے چھٹکارا ضروری ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ جن لوگوں نے بنکوں سے قرضے لیے ہیں ان سے ہم ایک ایک پائی وصول کریں گے، آپ نے کیا وصول کیا ہے۔ جو پالیسی آپ نے bank revolution اور surveillance کی اختیار کی ہے اس کے نتیجے کے طور پر تمام جو بااثر طبقات تھے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ بنک کو آپ دیکھیے، بنکوں کا جو نفع 90s میں نو ارب روپے تھا، اس سال وہ 105 ارب ہے، بنکوں پر taxation ہم نے کم کیا، 45 سے ختم کر کے اس کو ہم 38 پر لے آئے ہیں، 35 پر لا رہے ہیں۔ Bank کا spread آپ دیکھیے، 1999ء میں depositor کو ساڑھے چھ فیصدی مل رہا تھا، آج under 4% ہے، آج bank spread ساڑھے سات per cent ہے، خود State Bank چیخ رہا ہے، State

Bank کی economy کا اتنا فائدہ تو ہوا ہے کہ وہ limited ہے ان کی رپورٹ کا اگر آپ بغور مطالعہ کریں تو کہیں foot note میں، کہیں دبے الفاظ میں یہ بات آتی ہے۔ اسٹیٹ بنک نے fiscal discipline کے بارے میں اپنی تشویش کا اظہار کی ہے، اسٹیٹ بنک نے balance of payment کے discipline کے بارے میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اسٹیٹ بنک نے balance of trade کے بارے میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اسٹیٹ بنک نے بنکوں کے spread کے بارے میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ یہ سارے کے سارے multiple قسم کے issues ہیں لیکن ان کی طرف کوئی فکر نہیں کر رہے۔ جب تک آپ ان hard issues کو address نہیں کرتے، ملک معاشی ترقی کے راستے پر نہیں جائے گا، وہ ترقی جس کا کوئی فائدہ عوام کو پہنچے۔

ابن مریم ہوا کرے کوئی

مرے دکھ کی دوا کرے کوئی

جب تک کہ آپ عوام کے مسائل حل نہیں کرتے تو آپ اپنی ذمہ داری کو پورا نہیں کریں گے۔ جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(Thumping of desks)

Mr. Chairman: Thank you. Memon sahib you like to speak now or after lunch? Because there are no media up side, you can speak after break for lunch.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، نماز اور کھانے کے بعد رکھ لیں۔

جناب چیئرمین، ہم reconvene چار بجے کریں گے۔

We will adjourn now for lunch and prayer and *Inshallah* reconvene at 4.00 p.m. May I just suggest to all the members who have given notices and proposals to make recommendations, to please attend

the Standing Committee proceedings which are going on right now. Thank you.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علیٰ المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then adjourned for lunch and Zohar Prayer]

[The House reassembled at 4.35 p.m. with Mr. Deputy Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.]

Mr. Deputy Chairman: Enver Sahib, if you want to read it out.

چلیں آپ اسے verbally بتا دیں۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, it is regarding the Pakistan Cricket Board.

جناب ڈپٹی چیئرمین، اچھا، ٹھیک ہے۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, the Chairman adhoc Committee, Pakistan Cricket Board, Mr. Nasim Ashraf has expressed in his press conference and disgraced me as sick mind.

I am being a member of the Senate and a member of the Standing Committee on Sports had announced a token strike to protest against false promises made by Mr. Nasim Ashraf regarding the implementation of the Pakistan Cricket Board constitution which could not be done.

This amounts to the incompetence of the Chairman, Adhoc Committee, Pakistan Cricket Board. I understand that he also used a third rate language in the press conference about me which could not be

published by the print media due to the indecent language.

The behaviour of the Chairman, Adhoc Committee, PCB has breached the privilege of a member of the Parliament and member of the Standing Committee on Sports which is highly objectionable and is required to be referred to the Privilege Committee for taking necessary action in this regard. A photo copy of the press report published in daily 'The News' dated 1st June,07 is enclosed herewith for ready reference.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Please take your seat. I think I hold the motion in order and it is referred to the Committee on Privileges.

Senator Muhammad Enver Baig: Thank you Sir.

آپ میں سے اب، ڈاکٹر مالک صاحب آپ بولیں گے؛ اچھا ٹھیک ہے۔ مولانا راحت حسین صاحب! آپ تقریر شروع کریں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والذین انا ...... قال اللہ تبارک و تعالی..... صدق اللہ العظیم۔

شکریہ۔ جناب چیئرمین! دو ہزار سات اور دو ہزار آٹھ کے بجٹ پر عام بحث جاری ہے۔ جناب چیئرمین! مملکت اور مملکت کے اصول، جو اللہ رب العالمین اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اسلامی ریاست کے لیے وضع کیے ہیں، اگر انہی اصول کو ہم اپنائیں اور انہی اصول پر عمل پیرا رہیں تو ہماری بہت سی مشکلات اور بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! پاکستان بننے کے بعد آج تک نصف صدی سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ مختلف ادوار اور مختلف حکومتیں اور مختلف چہرے بدلتے جا رہے ہیں اور ہم آج بھی اپنے ان گوناگوں مسائل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! جس مقصد کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا

تھا اور جس نعرے کے بل بوتے پر اس ملک کے ہزاروں باسیوں نے اور ہزاروں مسلمانوں نے قربانیاں دیں، آج اس ملک میں صرف وہی نعرہ، صرف نام کا ہی نعرہ رہ گیا ہے اور اسی نعرے کو عملی جامہ پہنانے میں ہمارے حکمرانوں اور ملک کے مقتدر حلقوں نے کوئی بنیادی کردار ادا نہیں کیا۔

جناب چیئرمین! پچھلے سال، بلکہ چار سال سے کروڑوں اربوں روپے کا بجٹ مختلف سیکٹرز اور مختلف مدات کے لیے پیش کیا جا رہا ہے اور پاس کیا جا رہا ہے، لیکن پھر بھی ہمارے مسائل جوں کے توں ہیں۔ مسائل حل نہیں ہو رہے۔ کرپشن کا بازار گرم ہے اور جتنے بھی ترقیاتی منصوبے ہیں، وہ ایک سال سے دوسرے سال کا انتظار کر رہے ہیں اور ہم خود اور ساری مملکت اور مقتدر حلقے اس کے ذمے دار ہیں اور کل اللہ کے سامنے بھی ہم کو جواب دینا ہو گا۔ جناب چیئرمین اللہ رب العالمین نے ایک قاعدہ کلیہ رکھا ہے۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا کہ جب آپ خرچ کرتے ہیں تو آپ اسراف سے کام نہ لیں اور نہ بخل سے کام لیں بلکہ درمیانی راستہ اختیار کریں۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے کہ آپ بخیل نہ بنیں اور اتنے سخی بھی نہ بن جائیں کہ بخل کی وجہ سے آپ ملامت پائیں اور اسراف کی وجہ سے آپ پھر دوسروں کے سامنے، دوسری اقوام کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ جناب چیئرمین! ہماری مملکت اور ہماری اقتصادیات بیرونی ممالک کے قرضوں کی مرہون منت ہے۔ یہاں نہ کوئی نظام عشر ہے، یہاں نہ کوئی نظام زکوٰۃ ہے۔

اقتصادیات اور معیشت میں اگر ہم حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کو دیکھیں کہ ان کے زمانے میں بادشاہ نے خواب دیکھا اور انہوں نے سات سال کے لیے بادشاہ کو ایک منصوبہ دیا اور اپنے مملکت کو قحط سے نکالنے کے لیے یوسف علیہ السلام نے ایک زبردست قسم کا منصوبہ پیش کیا اور مملکت یوسف پھر ساری دنیا کے لیے ایک تجارتی منڈی بن گئی اور ساری دنیا کے قحط زدہ لوگ ان کے ملک میں آیا کرتے تھے اور یہاں ہمارے ملک کی یہ صورتحال ہے کہ ہم دوسرے ممالک کے سامنے ہاتھ پھیلا رہے ہیں اور باہر سے قرضے وصول کر رہے ہیں۔ وہ کون سا مسئلہ ہے جس کا حل قرآن و سنت کے اندر نہیں اور فقہ میں موجود نہیں خواہ تجارت کا مسئلہ ہو، زراعت کا مسئلہ ہو، معدن کا مسئلہ ہو، وظائف کا مسئلہ ہو اور قرآن کریم نے ذخیرہ اندوزی کے بارے میں بھی اللہ رب العالمین نے بہت سارے مسائل بیان فرمائے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہماری مصیبت

یہ ہے کہ بجٹ تیار کرتے وقت ہم صرف اپنی سوچ اور اپنے ماہرانہ ذہن کو سامنے رکھتے ہیں۔ ہم نے کبھی یہ کوشش نہیں کی اور کبھی یہ زحمت نہیں اٹھائی کہ بجٹ تیار کرتے وقت قرآن و سنت سے کوئی رہنمائی حاصل کریں۔

جناب چیئرمین! بجٹ دستاویزات میں ترقیاتی منصوبوں کے حوالے سے جو بات کہی گئی ہے وہ صرف الفاظ تک محدود ہے اور اس میں ناانصافی کی گئی ہے۔ جناب چیئرمین! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو اپنی کمر مبارک پر غلہ لاد کر غریبوں کی دہلیز پر خود جا کر، ان کے مسائل حل کیا کرتے تھے اور اسلام نے یہاں تک درس دیا ہے، سلیمان علیہ السلام نے ایک چیونٹی کو گرفتار کیا، گرفتار کرتے وقت انہوں نے چیونٹی سے پوچھا کہ آپ کا ایک سال کا خرچہ کیا ہے؟ ہمارے ملک میں انسان بھوکوں مر رہے ہیں اور یہاں بڑے بڑے خاندانوں کے لوگ، جاگیردار اور سرمایہ دار طبقہ ملک کے حکمران اپنی شاہ خرچیوں میں مصروف ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمارا بجٹ بیرونی قرضوں کے مرہون منت ہے اور ہمارا سارا ملک سود کی لعنت میں جکڑا ہوا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (عربی) اللہ تعالیٰ سود کے نفع اور سود کے معاملات کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ یہ اللہ رب العالمین کا وعدہ ہے کہ وہ کبھی سودخوروں کو کامیاب نہیں ہونے دیتے۔

جناب والا! جن حکمرانوں میں ناانصافیاں ہوں، انصاف نہ ہو اور ملک کے خزانے کو پسند اور ناپسند کی بنیاد پر وہ تقسیم کرنے لگ جائیں تو ان حکمرانوں کے بجٹ کو آپ کیسے انصاف پر مبنی قرار دے سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کے بجٹ میں پسماندہ اضلاع کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں پسماندہ ضلع شانگلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس بجٹ میں اس ضلع کو کیا دیا گیا ہے، شانگلہ، بٹ گرام، کوہستان، دیر، چترال، سوات اور جتنے بھی پسماندہ اضلاع ہیں ان کو یکسر نظرانداز کیا گیا اور ان پانچ سالوں میں ان کو funds release کیے گئے ہیں وہ صرف ایک بندے کے لیے release کیے گئے ہیں۔ جناب والا! میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ اسی بجٹ ضلع شانگلہ کے لیے صرف چار سکیمیں رکھی گئی ہیں اور وہ بھی پرانی سکیمیں ہیں، پچھلے اور اس سے گزرے ہوئے سال کی سکیمیں ہیں۔ اس میں ایک لڑکیوں کا ڈگری کالج ہے جو کہ ضلع شانگلہ کے ہیڈکوارٹر الپوری میں ہے اس کے ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں پچھلے سال اس کے funds release ہو چکے ہیں اور اس کی advance payment 2 crore rupees بھی ہو چکی ہے اور

یقین جانیں چیئرمین صاحب! میں آپ کے سامنے ایوان کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر آپ کو بتانا چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے، اس سارے House کی وساطت سے کہ اس Girls Degree College کا وجود نہیں ہے۔ اس کے لئے زمین نہیں خریدی گئی اور اس کے لئے دو کروڑ روپے نکل چکے ہیں۔ یہ تیسرے سال کا منصوبہ ہے جناب چیئرمین! اور دو TV Booster ایک بمقام میر ابشام اور بمقام تحصیل پورن، ضلع شانگلہ اور اس کی payments ہو چکی ہیں۔ Advance payments لئے گئے ہیں لیکن اس میں تین، تین لاکھ روپے کا کام بھی نہیں ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! اس طرح ہماری سڑک جو کوہستان اور گلگت کو ملاتی ہے ایک عظیم شاہراہ ہے۔ MRDP Malakand Development Project اس کی وساطت سے ہو رہا تھا۔ یہ ایک سکیم تھی۔ ہمارے ایک سیاسی وزیر، سیاسی امور کے ماہر وزیر وہ بھائی بھی کہلاتا ہے اور الہام construction company والوں نے اسی سکیم کا ٹھیکہ لیا اور تین چار سال تک 34 crore rupees کمائی میں اس نے لے لئے اور پھر واویلہ شروع کیا کہ NSC کے حوالے کر دے۔ ابھی NSC کے حوالے ہوا اور پھر وہاں تقریر کرتے ہوئے ایک وزیر جن کا ہمارے ضلع سے تعلق ہے وہاں اس نے تقریر کی کہ تین ماہ کے اندر یہ سڑک مکمل ہو جائے گی۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اسی بجٹ میں اس شاہراہ کے لئے صرف 50 lac rupees رکھے گئے ہیں۔ حالانکہ ایک کلو میٹر کا تخمینہ لاگت اسی روڈ کے لئے چار کروڑ روپے ہے تو آپ خود فکر کرلیں، تو اس کا آدھ بنتا ہے ایک کلو میٹر کا، تو اس سے یہ کس طرح بنے گی۔ میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں جناب چیئرمین! کہ اسی وزیر کی وساطت سے directive کی شکل میں 62 crore rupees release اور 62 کروڑ کی advance payments ہو چکی ہیں۔ water supply کی مد میں 2003-2004 میں اور 2004-05 میں 7 crore 45 lacs rupees release ہو چکے ہیں لیکن اس side پر ایک پائی بھی خرچ نہیں کی گئی اور water supply scheme بھی موجود نہیں اور رقم کا ایک بندر بانٹ کیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ کہاں کا ظلم ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر فرات دریا کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا مر جائے تو اللہ کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ جواب دہ ہو گا۔ آج ہمارے ضلع کی یہ حالت ہے کہ چار پانچ لاکھ آبادی والا ضلع، پہاڑی

ضلع، جس میں لوگ پہاڑی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور وہاں 5% سڑک، پکی سڑک بھی نظر نہیں آئے گی۔ جو link roads بنائے ہیں وہ بھی صوبائی حکومت نے اپنے ADP میں ڈالے ہیں۔ ERRA کے لوگ بھی وہاں سیاست کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں اس حوالے سے آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہاں خوشحال پاکستان کی بات ہو رہی ہے۔ تو خوشحال کی بات ہے یا خوشحال مقام کی بات ہے۔ مجھے پتہ نہیں کہ خوشحال پاکستان فنڈ ہے تو خوشحال المقام فنڈ ہے۔ جناب والا! آج تک ایک سال ہو چکا ہے۔ ایک سال تک ہماری جتنی بھی schemes ہیں Local Government نے ساتھ دیا ہے۔ ابھی میں نے وزیر خزانہ صاحب سے بات کی ہے تو اس نے کہا کہ آپ کا fund release نہیں ہو گا۔ آپ DM سے رابطہ کرلیں۔ وہاں approach کرلیں۔ وہ directly issue کرے گا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہمارا ترقیاتی فنڈ جو ایک ممبر کا ایک صوابدیدی حق ہے۔ ہم نے schemes دی ہیں۔ آج تک ہمارا ترقیاتی فنڈ release نہیں ہوا۔ جناب چیئرمین! اس ناانصافی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس بجٹ اور ان documents کو اور بجٹ تقریر کو اس ملک کے لئے زہر قاتل سمجھ رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ صرف خالی خولی دعووں اور نعروں کا مجموعہ ہے اور اس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا مطالبہ ہے کہ ضلع شانگلا، سوات، دیر، چترال، بٹگرام اور کوہستان جہاں بڑے بڑے جنگلات ہیں اور سارے ملک کی لئے لکڑیوں اور فرنیچر کے لئے، سارے ملک میں استعمال کئے جا رہے ہیں، وہاں جنگلات تباہ ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے ضلع میں میرا مطالبہ ہے کہ وہاں سوئی گیس کی سپلائی کو یقینی بنایا جائے۔ یہاں ایک پلانٹ تعمیر کیا جائے۔ ضلع شانگلا میں ذیشان کے مقام پر ایک cadet college کی منظوری دی جائے۔ اس لئے کہ کوہستان، گلگت، چلاس، بٹ گرام اور ہمارا سوات بھی اس سے لنک کرتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہمارا ضلع، ضلع شانگلہ ہر قسم کی بنیادی ضروریات سے محروم ہے۔ صحت کے لئے وہاں کوئی اعلیٰ معیاری ہسپتال نہیں ہے۔ ہمارے لوگ پشاور یا اسلام آباد یا بٹوال آتے ہیں وہاں ایک معیاری ہسپتال قائم کیا جائے۔ جناب چیئرمین! میری چند گزارشات تھیں اور میں نے آپ کے سامنے رکھ دی ہیں۔ اور یہ میں آپ کی وساطت سے پھر مطالبہ کرتا ہوں اور قائد ایوان بھی موجود ہیں، منسٹر صاحبان بھی تشریف فرما ہیں۔ ہمارے یہاں سینیٹ اپوزیشن لیڈر بھی

تشریف فرما ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہاں جتنے بھی funds directory کی شکل میں ایک منسٹر کو، ایک قومی اسمبلی کے ممبر کو release ہو چکے ہیں اس کی advance payment ہو چکی ہے۔ اس کی inquiry کی جائے اور جمال لغاری صاحب اس کے گواہ ہیں اور ہماری سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین جناب ڈاکٹر محمد علی بروہی اس کے گواہ ہیں کہ میں نے سٹینڈنگ کمیٹی میں بارہا احتجاج کیا ہے۔ میں نے مطالبہ کیا ہے کہ وہاں visit رکھ کر سٹینڈنگ کمیٹی کی، لیکن Standing Committee کی visit کو وہاں روکے رکھا اور ہمارے سینیٹ کے ممبر مولانا محمد حسین بھی اس بات کے گواہ ہیں وہاں ایک بڑے صاحب سے فون کیا گیا کہ وہاں سٹینڈنگ کمیٹی کا آپ visit نہ رکھیں۔ شانگلہ کا visit نہ رکھیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔ میں نے پھر requisition جمع کروائی۔

میرے ساتھ چیئرمین صاحب نے وعدہ کیا اور آج تک، وہاں ہمارا ضلع پریشانی میں مبتلا ہے۔ یقین جانیں جناب چیئرمین! 28 crore rupees پچھلے سال release ہو چکے ہیں۔ اور اس 28 crore rupees کا بالکل اوپن ٹینڈر نہیں ہوا۔غلط طریقے سے ٹینڈر ہوا ہے۔ اپنے من پسند افراد میں ٹینڈر تقسیم کئے گئے ہیں۔ آپ ڈی جی سے پوچھیئے، پاک پی ڈبلیو ڈی والوں سے پوچھیے، وہاں پشاور والوں سے پوچھیئے،جناب چیئرمین! یہ ظلم کب تک رہے گا۔ میری درخواست یہ ہے کہ آپ خود اس پر stand لے لیں۔ اور وہاں ہمارے ضلع میں جو ناانصافی ہو رہی ہے اس کو روکا جائے اور ہمارے جو ترقیاتی فنڈز ہیں اس کو release کیا جائے۔ ضلع شانگلہ میں Mega Project کے لئے خصوصی گرانٹس منظور کی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔نثار میمن صاحب please take the floor

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: میں عدم دلچسپی کے حوالے سے اور اس پر خاص اشخاص کی اتنی گرفت ہے کہ وہ ایک Standing Committee کے اجلاس کو بلانے تک کے روادار نہیں ہیں۔ کیونکہ وہاں ان کا پول کھل جائے گا۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ 30th March تک ایم ایم اے اور متحدہ اپوزیشن والے اپنے اپنے نام دیں گے تاکہ جو ہمیں دس دس کمیٹیاں ملی ہیں۔ ہم نے آپ کی اس ruling کو مدنظر رکھتے ہوئے متحدہ

اپوزیشن لیڈر جناب رضا ربانی صاحب سے جا کر گزارش کی انہوں نے میرے سامنے ایک دفعہ نہیں چار دفعہ ٹیلیفون کیا ہے لیکن اس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ جناب چیئرمین ! یہ ہمارا بنیادی، آئینی ، اخلاقی اور قانونی حق ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، درست ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، آپ برائے مہربانی اس کے بارے میں تحقیقات کریں کہ اس لئے وہ کیوں-----

جناب ڈپٹی چیئرمین ، بالکل اسی session میں کریں گے ۔جمال خان صاحب please be brief کہ پھر وہ----

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری، میں جناب بنگزئی صاحب کی بات کا ہی نوٹس لیتے ہوئے Treasury Benches کی طرف سے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ان Committees کا تعلق ہے۔ بہت زیادہ اہم کام ہے۔ کئی Ministries ہیں جن کے اوپر کسی قسم کا کوئی check and balance نہیں رکھا جا رہا۔ ضرور بننی چاہیئے لیکن یہ فاضل اپوزیشن کے اوپر منحصر ہوتا ہے کہ آپس میں یہ sort out کریں ۔ Between Pakistan Peoples Party and between M.M.A. کہ کونسی کمیٹی کے کون چیئرمین ہوں گے یہ تو ان کی کورٹ کے اندر گیند ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے یہ طے ہو گیا ہے۔ صرف وہ Chief Whip آ جائیں۔ کامل علی آغا صاحب آج وہ موجود نہیں ہیں۔ وہ اس کو انشاء اللہ final کر دیں گے۔ لیاقت علی بنگزئی صاحب۔ ہمارے نیشنل اسمبلی کے دوست الیکشن میں جائیں گے۔ ہم Committees کو فعال کریں گے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، آپ کی ruling کی violation ہو رہی ہے۔

Mr. Deputy Chairman: You are right. Chief Whip صاحب آ جائیں۔ جی بالکل اسی session میں نبٹائیں گے۔ پہلی پہلی meetings کر دیں گے۔ اور آپ کے چیئرمین بھی انشاء اللہ elect ہو جائیں گے۔

Mr. Deputy Chairman: Nisar Memon sahib please take the floor.

سینیٹر نثار احمد میمن، بہت بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ آج جو debate ہوئی ہے اس میں کئی اہم سوالات اٹھائے گئے ہیں معزز دوستوں کی طرف سے۔ میں جانتا ہوں اور میں بڑی عزت کرتا ہوں جناب اسحٰق ڈار صاحب کی جو کہ ایک مانے ہوئے accountant رہ چکے ہیں اور اس ملک کے وزیر تجارت اور خزانہ بھی رہ چکے ہیں، میں ان کی بڑی قدر کرتا ہوں، ان کے خیالات کی قدر کرتا ہوں اور اس کے بعد ہم نے سینیٹر پروفیسر خورشید احمد صاحب کو بھی سنا اور پروفیسر صاحب نے، جو کہ ایک مانے ہوئے economist ہیں، ان کے خیالات کو بھی سنا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کہیں پر کوئی gap ہے understanding کا کیونکہ میں نہ تو اپنے آپ کو accountant کہتا ہوں اور نہ ہی میں اپنے آپ کو economist کہتا ہوں۔ مگر میں ایک شاگرد ضرور ہوں economy کا اور چونکہ پچھلے چار سالوں سے ہم یہاں پر اس ایوان میں پاکستان کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں اور بجٹ کے بارے میں مختلف issues کو لے کر چل رہے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ میرا ان سے جو بنیادی سوال ہے اور جو چیز ذہنوں میں clear کرنی چاہیے کہ آج جب یہاں پر ہم ملتے ہیں تو کیا پاکستان کا معاشی نظام ایک socialist نظام رہا ہے یا یہ ایک capital laissez faire کا نظام رہا ہے۔ یہ بات اگر ہم واضح طور پر سمجھ لیں کہ یہ جو نظام رہا ہے یہ capitalist form of economy رہا ہے اور Laissez faire ہے تو پھر کافی سوالات جو اٹھائے گئے ہیں مجھے یقین ہے کہ ان کا جواب ان کو خود مل جائے گا اور میں کوشش کروں گا کہ انہوں نے جو بنیادی سوالات اٹھائے ہیں ان کا بھی جواب دوں۔

آج بہت ضروری ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ پاکستان میں جو کچھ بجٹ میں آیا ہے، حکومت نے دیا ہے اور حکومت وہ ہوتی ہے جو ایک majority کو represent کرتی ہے۔ اس کا ہمیں احترام کرنا پڑے گا چاہے ہم حکومت میں ہوں یا نہ ہوں۔ یہ صدر پاکستان کے آنے کے بعد یعنی 1999 کے بعد ایک جمہوریت جو بنیادی ستون ہے، local Government, Provincial Government, Federal Government and Senate کا جو جمہوری نظام یہاں پر آیا ہے

جس میں media کی آزادی بھی شامل ہے۔ ہم نے یہ دیکھا کہ ہر سال بجٹ بنتا ہے' یہ عوام کی امنگوں کو reflect کرتا ہے۔ میں ایک چیز بتانا چاہوں گا کہ ہم نے جب یہاں پر فروری میں pre-budget session کیا تھا تو اس وقت کچھ باتیں ہوئی تھیں اور میں یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے کئی دوستوں نے اس میں کہا تھا کہ عام آدمی پر focus ہونا چاہیے اور development مختلف علاقوں کی ہونی چاہیے اور پاکستان کا strong defence ہو اور پاکستان میں کھانے پینے کی اشیاء اور energy کا میسر ہونا بہت ضروری ہے۔

یہ چند چیزیں جو اس وقت کہی گئی تھیں' میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں آج آپ کے توسط سے میں یہاں پر اس ایوان میں یہ بتانا چاہوں گا کہ آئیے دیکھیں کہ آیا یہ بجٹ جس کو ہم مختلف دوستوں نے عوامی بجٹ بھی کہا ہے' کچھ نے election budget بھی کہا' کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ آزاد فضاء کا بجٹ ہے اور کئی لوگوں نے یہ کہا کہ یہ عام آدمی کے لیے ماضی میں جو مسائل create کیے گئے تھے ان کو آسان کرنے کا ایک بجٹ ہے۔ میں چاہوں گا کہ آپ کے توسط سے تین نکات اٹھاؤں۔پہلا یہ ہے کہ یہ جو بجٹ ہے میں اس کو پاکستانی عوام کے لئے ایک خوشخبری سمجھتا ہوں۔ میں اس کو ایسا کیوں سمجھتا ہوں؟ اس لیے کہ اس بجٹ میں سب کے لیے کچھ نہ کچھ یقیناً رکھا گیا ہے۔ مبارکباد کے مستحق وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس بجٹ کو صدر پاکستان کی direction میں مرتب کیا اور عوام کے سامنے پیش کیا۔ اس بجٹ میں مبارکباد اس لیے ہے' غریبوں کا' کم آمدنی والے لوگوں کا' متوسط طبقے کو جو کچھ دیا گیا ہے جس کے وہ حق دار ہیں اور یہ جو کچھ وہاں پر نظر آتا ہے یقیناً وہ اس کے حقدار تھے ان کو یہ حق دیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ دیہی علاقے' جو زراعت پیشہ لوگ ہیں جو ہماری معیشت کی ریڑھ کی نسبت رکھتے ہیں ان کے لیے خاطر خواہ اقدامات کئے گئے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر ہم کسی ملک کی معیشت کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں تو اس ملک کا اندرونی اور بیرونی خطرات سے دفاع کرنے کے لیے بھی خاطر خواہ اقدامات اس بجٹ میں ہونے چاہئیں۔

آئیے پہلے یہ دیکھیں کہ اس بجٹ میں کیا کیا دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ غربت کی کمی کے لیے جو ریلیف دیا گیا ہے اس کی فہرست اتنی لمبی ہے کہ اگر میں اس پورے ریلیف کو شروع کروں تو سب دوستوں کو یاد آئے گا کہ اس میں کیا کیا دیا گیا ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے

کہ یہ elitist budget ہے تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سول سرونٹ، نچلے گریڈ کے لوگ تھے اگر ان کے لیے پندرہ فیصد increase کیا گیا ہے تو کیا یہ elitist ہے۔ کیا یہ ان کا حق نہیں تھا کہ اگر سات سے آٹھ فیصد inflation ہو رہا ہے اور خود inflation یقیناً حکومت نے دکھایا ہے۔ 10% ہے اگر پندرہ فیصد ہوگا تو ان کے پاس کچھ space ہوگا یہ غریب لوگوں کے لیے کیا گیا ہے۔ یہ کم آمدنی والے لوگوں کے لیے کیا گیا ہے۔ پھر جو پنشن لیتے ہیں وہ یقیناً اس وقت active نہیں ہیں ان کے لیے پندرہ سے بیس فیصد کا اضافہ اور پھر جو کلریکل سٹاف تھا ان کے گریڈ کو بڑھا کر اس طرح سے 87500 لوگوں کو فائدہ پہنچایا گیا ہے۔ اب ان کے رہنے کے لیے۔ لوگوں کی تنخواہوں کا بھی ہوگیا، پنشن کا بھی ہوگیا۔ پھر رہنے کے لیے accommodation کے لیے 37000 مکانات شروع کرنے کا پلان اس بجٹ میں موجود ہے۔ اب یہ کہنا کہ کیا 37000 کافی ہونگے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر یہ ایک direction ہے یہ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی نشاندہی کرتا ہے کہ آپ بھی اس جانب جائیں تاکہ پاکستانی عوام جن کو گھروں کی ضرورت ہے ان کو گھر مل سکیں۔ اس کے بعد اگر ہم دیکھتے ہیں کہ Provincial and District Government کے ساتھ مل کر 250000 یونٹس بنانے کا بھی پلان کیا گیا ہے۔ یہ نہ صرف اسلام آباد یا Federal Territory کی بات ہے بلکہ یہ پورے پاکستان میں صوبائی حکومت اور یونین کونسل کے ذریعے ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہتا ہوں کہ بات ہو رہی تھی کہ one dollar a day میں حساب کر رہا تھا، میں accountant تو ہوں نہیں مگر ایک ڈالر کی جب بات کرتے ہیں تو ساٹھ روپے یومیہ، اگر اس کو 30 سے ضرب دیں تو یہ اٹھارہ سو روپے ہو جاتا ہے۔ آج پاکستان میں چار ہزار کو بڑھا کر چار ہزار چھ سو کیا گیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ہمارے دوست اسحاق ڈار صاحب نے اس کو اچھا قدم کہتے ہوئے کہا کہ اس کو اور آگے بڑھایا جائے۔ مقصد یہ کہ direction صحیح ہے اب ایک ڈالر کی بات نہیں ہورہی ڈھائی ڈالر a day اس میں موجود ہیں یہ صرف حکومت کی طرف سے نہیں ہوگا یہ ایک قانون ہے جو اس وقت بن رہا ہے۔ فنانس کمیٹی دیکھ رہی ہے، گویا اب یہ لازم ہو جائے گا اب پرائیویٹ سیکٹر میں کم از کم اجرت 4600 دی جائے گی اس کے بعد old age benefit کا ہے، contract employees کا ہے، workers welfare fund کا ہے یہ ساری چیزیں کیا امیروں کے لئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ خدا کے

واسطے اس بجٹ پر سیاست نہ کریں۔ اس بجٹ کو budget document کے طور پر دیکھیں۔ اس میں یہ دیکھیں کہ غریبوں کے لیے کیا کیا گیا۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔ دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ inflation ہے' افراط زر بڑھ رہی ہے یقیناً اس capitalist form of معیشت میں ہمیشہ جب پیسہ آتا ہے تو اس میں ایک monetary policy رکھی جاتی ہے تاکہ پیسے کا expansion جو M-1 کا کہا گیا ہے اگر ہم اسی بات کو مانیں جو ہمارے دوست کہہ رہے ہیں تو گویا پھر جو inflation ہے وہ بڑھ جائے گی۔ اس کا کیا طریقہ ہے میرے خیال میں اس کے لیے planning ہے' اس کے لئے پروگرام ہے اور وہ یہ ہے کہ غریبوں کی جو بھی استعمال کی چیزیں ہیں جب بڑھ رہی تھیں تو میرے خیال میں جن لوگوں نے بڑھائیں ہیں وہ غریب لوگ نہیں تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو سرمایہ زیادہ بنانا چاہتے تھے اس کو کم کرنے کے لیے کیا طریقہ کار تھا اگر ایک ہزار یوٹیلیٹی موجود تھے۔ اگر پانچ ہزار اور کیے جا رہے ہیں تو کیا یہ صاف ظاہر نہیں ہے کہ ہم اور حکومت یہ چاہتی ہے کہ عوام کو کھانا سستے داموں میں میسر ہو اور اس کے لیے آپ نے خود دیکھا کہ دال چنا 'اور سارے جو major relief ہیں اس میں میں زیادہ جانا نہیں چاہتا ہوں مگر یہ ساری چیزیں یوٹیلیٹی سٹور سے ملیں گی تو اگر یوٹیلیٹی سٹورز نہ ہوں تو میں انتظار کرتا رہا کہ ہمارے پڑھے لکھے دوست ہیں قابل دوست ہیں' یقیناً مجھے کہیں گے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ مگر یہ ہونا چاہیے' مگر مجھے ان کی تقاریر میں کہیں یہ نظر نہیں آیا کہ اس کو چھوڑ دیجئے؛ اس کو کرنا چاہیے تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بالکل مناسب اقدام لیے گئے ہیں اور یوٹیلیٹی سٹورز کے ذریعے قیمتوں میں کمی لانے کے لیے یہ ایک کنٹرول میکنزم ہوتا ہے۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ farmers کے لیے بھی کئی چیزیں بازار میں لگتی ہیں وہ بھی کیا گیا ہے اور بیت المال کا بھی ہے ہر جگہ آپ دیکھیں۔ میں زیادہ detail میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ وزیر خزانہ نے تفصیلاً اپنی تقریر میں دیا ہے اور میں دہرانا نہیں چاہتا ہوں۔ documents ہمارے سب کے سامنے ہیں مگر یہ بڑی زیادتی ہوتی ہے کہ ہم criticize تو کرتے ہیں مگر اس کا alternate نہیں دے رہے ہیں۔ ان ساری چیزوں کے بعد میں یہ کہوں گا کہ اس پورے بجٹ میں روزگار سکیم شامل ہیں۔روزگار کیا ایک elitist ڈھونڈے گا ان کو تو روزگار کی ضرورت نہیں ہے الحمد للہ ان کے پاس تو بہت کچھ ہے۔ پھر interprogramme one لایا گیا ہے اس کے بعد micro

credit لایا گیا ہے اس کے بعد خوشحال پاکستان پروگرام ہے اور اس کے بعد بیت المال کے پروگرام ہیں یہ ساری سکیمز اور کئی ساری ہیں یہ پورے documents بھرے ہوئے ہیں اگر تھوڑا سا ہم جا کر اس میں دیکھیں تو سارے پروگرامز میں جتنے پیسے اس مد میں مختص کیے گئے ہیں وہ بھی موجود ہیں تو لہذا یہ کہنا 'میں یہ الفاظ بہت سوچتا رہا کہ کہیں ضرور کوئی بات ہوگی جو میری ناقص سمجھ میں نہیں آئی ہے مگر میں سمجھ نہیں پایا اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کا اب جواب دیا جائے کہ کیسے کیسے elitist ہیں اگر یہ ساری لسٹ جو ہے اور اس میں پورے بجٹ کے documents موجود ہیں تو یہ elitist نہیں ہیں یہ غریبوں کا بجٹ ہے اور یہ سکیمیں جو رکھی گئی ہیں اس کو میں یہ کہوں گا کہ صدر پاکستان کی حکومت نے محنت کش عوام کے لیے ان کو ان کا حق دینے کی کوشش کی ہے اور جس کی وجہ سے غربت میں کمی آئے گی۔اب میں جانتا ہوں کہ یہاں جو بڑے documents پیش کیے گئے ہیں آج میں نے سوچا اور میں نے آج لنچ کے دوران منگوا لیے تھے کیونکہ یہ documents جو ہیں یہ حکومت پاکستان کے documents نہیں ہیں یہاں human developments کا ذکر ہوا کہ پاکستان میں human developments نہیں ہوئی ہے تو آئیے ' چند منٹوں میں میں آپ کو بتاؤں۔ یہ ایک رپورٹ جو محبوب الحق فاؤنڈیشن کی ہے جو human development centre ہے انہوں نے پچھلے چند مہینوں میں چھاپی ہے اور اس کا title ہے poverty in South Asia challenging and response تو اس سے میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم دوسرے ممالک کا ذکر کرتے ہیں تو آئیے اس میں یہ بھی دیکھیں کہ یہاں پر پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے ۔ Trend and poverty in South Asia اگر ہم اس میں دیکھتے ہیں تو پاکستان کا یہاں پر per capita in Asia میں جو تھی وہ اس رپورٹ میں پچھلے سال 600 دکھائی گئی ہے اور ہندوستان کی جو کہ بہت بڑا ملک ہے ان کا GDP,GNP بہت بڑا ہے ۔ اس کے باوجود وہ 620 پر ہے اور اب اگر ہم دیکھتے ہیں تو ہم 900 سے تجاوز کر گئے ہیں اور اس طرح سے poverty کا per capita ہم دیکھتے ہیں جو کہ poverty سے link کرتا ہے ۔ یہ document ہے ہی poverty related human resource of development کا ' اس کے بعد اگر ہم آگے مزید چلتے ہیں تو یہاں پر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ under nourish جو لوگ ہیں population جو ہے ۔ یہ population کی

nourishment health کی human development میں آ جاتی ہے ۔ اس میں clearly لکھا گیا ہے کہ پاکستان کا جو 20% index جو ہے وہ under nourished ہیں ہندوستان میں 21% ہے یہ ہم shining India کی بات کر رہے ہیں تو الحمد للہ اگر ہم یہ دیکھیں تو دوسرے ممالک میں 17% اور اس سے کم بھی موجود ہیں اگر پھر ہم جاتے ہیں trend جو ہے پانی اور sanitation کا ذکر کرتے ہیں ۔ میں گورنمنٹ کے نمبر نہیں لے رہا ہوں وہ سب کچھ موجود ہیں سب نے دیکھے ہیں ۔ میں یہ دکھانا چاہ رہا تھا کہ independent ادارے کیا کہتے اور وہ جب South Asia کے لیے compare کرتے ہیں----

(اس مرحلے پر نماز عصر کی اذان سنائی دی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی میمن صاحب۔

سینیٹر نثار احمد میمن، شکریہ جناب چیئر مین صاحب۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ پینے کا پانی اور sanitation کی South Asia کی study ہے جو اس میں دکھائی گئی ہے جہاں پر پاکستان میں 2003 میں اگر دکھایا جا رہا ہے کہ پاپولیشن جو access to sanitation 54% ہے، انڈیا میں صرف 30% ہے۔ اگر پینے کا صاف پانی دیکھتے ہیں تو ان کے بقول 90% ہے اور انڈیا میں 86% ہے اور کئی ممالک میں 62% ہے۔ اسی طرح سے ہم اس میں women کا دیکھتے ہیں عورتوں کی development کے لیے کیا کیا گیا ہے تو اس میں political participation of the women in South Asia اگر عورتوں کو ہم سیاست میں دیکھتے ہیں کیونکہ وہ سیاست کے ذریعے سے وہاں پر ان کی خدمت کرتی ہیں تو یہاں پر بڑا clearly آیا ہے کہ seats in Parliament ہندوستان میں عورتوں کے لیے 9.3% ہیں جبکہ پاکستان میں 20.6% ہے۔ Women government میں ministerial level پر انڈیا میں 3.4% اور پاکستان میں 5.6% ہے۔ پھر اگر ہم یہ دیکھیں کیونکہ یہاں پر بار بار بات ہوئی کہ لوگوں کو employment نہیں مل رہی، unemployment کے سلسلے میں یہ 10 figures million کے دکھائے گئے ہیں، میں حکومت والے figures دوبارہ نہیں کہوں گا کیونکہ وہ record کا حصہ ہیں، ہر ایک جانتا ہے اور انہوں نے، میرے بھائیوں نے خود ذکر کیا ہے تو اگر

ہم unemployment کو دیکھتے ہیں تو ہندوستان میں 2002 میں 8.3% تھی اور یہاں پاکستان میں 7.8% ہے۔ Finally ایک اور figure میں اسی رپورٹ کے ذریعے سے دکھانا چاہوں گا وہ یہ ہے Trends and Incidents of Poverty in Pakistan کیونکہ بار بار poverty کی بات ہوئی تھی، اللہ کے فضل سے پاکستان اس میں بھی اگر ہم 2004-05 میں دیکھیں تو 23.9% کے level پر آیا ہے جبکہ دوسرے ممالک ابھی کافی دور ہیں تو یہ کہنا کہ پاکستان میں غربت ہے، پاکستان میں unemployment کے لیے کچھ نہیں کیا گیا، یہ درست نہیں بلکہ یہ ساری تدابیر کی گئی ہیں اور یہ سارا کچھ poverty کم کرنے کے لیے ہے۔ اس کے بعد میں آتا ہوں کہ ایک بہت اہم سوال جو اٹھایا گیا تھا دیہی علاقوں کا کیونکہ پاکستان کی ترقی کے لیے یہ ضروری ہے کہ جہاں پر شہروں میں ترقی ہو رہی ہو، وہاں پر دیہی علاقوں میں بھی ترقی ہو کیونکہ دیہی علاقوں میں agriculture کی بات ہو رہی ہے، زراعت کی بات ہوئی ہے تو وہاں پر ہم نے یہ دیکھا کہ دیہی علاقوں میں یونین کونسل کے level پر، district level پر اب empowerment ہو چکی ہے اور اس وجہ سے وہاں پر پانی، بجلی، گیس، سڑکیں، تعلیم، صحت اور زراعت کے فروغ کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں اور میں یہ چاہوں گا کہ پاکستان کے دیہی علاقوں کے لیے جو کچھ حکومت نے کیا ہے اس کے بارے میں یاد دلانے کے لیے میں ذرا سا بتاؤں۔ ایک پروگرام رکھا گیا ہے جو کہ 7.5 billion کا ہے جس میں farmers کی income increase کرنے کے لیے 1300 villages کو لایا گیا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ dairy sector میں development کے لیے 3.6 billion رکھا گیا ہے اور 1200 model dairy forms establish کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ Rural incomes کی بات کر رہے ہیں۔ اس کے بعد production sales tax سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہے کہ پاکستان دنیا میں دودھ پیدا کرنے والا پانچواں یا چھٹا ملک ہے، اس کو cash in کیا جائے۔ یہ ساری چیزیں کرنے کے لیے packaging پر custom duty, sales tax سارے ہٹا دیے گئے ہیں۔

اب یہ کہا جا رہا تھا کہ کوئی plan موجود نہیں ہے، مجھے سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ agriculture کو بڑھانا ہے تو DAP میں subsidy دی گئی اور DAP پر subsidy 170 rupees ایک bag پر ہے۔ یہ جو سارے پیسے رکھے گئے ہیں یہ سارے موجود ہیں۔ میں یہ

کہوں گا کہ جو بار بار کہا گیا کہ planning موجود نہیں ہے۔ میں نے صرف ان دو areas کو لیا ہے کہ یہاں پر planning یقیناً موجود ہے، furtilizer پر subsidy ہے اور prices کو باقاعدہ stabilize کرنے کے لیے اقدامات کیے گئے ہیں اور agriculture کو فروغ دینے کے لیے مزید اقدامات کیے گئے ہیں۔ اب اگر ہم planning کی بات کرتے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ یہ document ہر ایک کے پاس ہو گا جو کہ Government of Pakistan Planning Commission کا document ہے "Annual Plan for 2007 and 2008" اگر اس میں صرف ہم یہ دیکھیں تو یہاں پر ہر area میں planning موجود ہے۔ یہ صرف دیکھنے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ سمجھنے کی بات ہے کہ ایک plan موجود ہے جو کہ ماضی میں اس طرح سے comprehensive plan نہیں تھا۔ یہ planning نہ صرف آج کے لیے ہے بلکہ آنے والے سالوں کے لیے ہے، یہ vision 20/30 جو صدر صاحب نے بنایا تھا، اس سے نکالا گیا ہے۔ عمر ایوب صاحب نے اتنی زبردست بجٹ کی تقریر کی ہے تو انہوں نے ایسے ہی نہیں کر لی، انہوں نے اس plan کو دیکھا، حکومت کا plan تھا، ایک vision تھا، اس کے بعد بجٹ بنا ہے۔ میں چاہوں گا کہ ہمارے دوست یہ پڑھیں، اس کو دیکھیں تاکہ وہ بھی ہماری طرح آج پاکستان کے اس بجٹ کو جس کو کہ ہم اخباروں کے ذریعے سن رہے کہ عوام سراہ رہے ہیں، ان میں شامل ہو جائیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you Memon sahib.

سینیٹر نثار احمد میمن، میری تقریر کے دوران interruption آ گیا تھا تو مجھے 25/30 منٹ کا کہا گیا تھا تو میں اسی حساب سے کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اچھا جی۔ آپ اپنا پسینہ پونچھ رہے تھے۔ میں نے کہا شاید----

جناب نثار احمد میمن، آپ نے یہاں اتنی گرمی رکھی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکر کریں، آپ سبی، جیکب آباد میں نہیں ہیں، لوڈ شیڈنگ نہیں ہے، اسلام آباد میں بیٹھے ہیں۔

جناب نثار احمد میمن، پھر بھی آپ یہاں کے airconditioner بہتر کیجئے، میں

نے جیکٹ اتار دی ہے۔ بہرحال میں چاہوں گا کہ جس طرح سے ہم نے ہمیشہ رضا ربانی صاحب کی تقریر بڑے اطمینان سے سنی ہے، وہ بھی اگر تشریف رکھیں تو یہ ہمیں اعزاز حاصل ہو گا کہ وہ بھی ہماری باتیں اسی شوق سے سنتے ہیں جس طرح سے کہ ہم سنتے ہیں کیونکہ Leader of the Opposition کا اگر ذرا سا دھیان یہاں آنے کا تو ہمارے لیے encouragement ہو جاتی ہے۔ جب وہ بعد میں اپنی تقریر میں wrap up کریں گے تو ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھیں گے۔ میں یقیناً سیکھنے کے لیے تیار ہوں، یہ جو کچھ میں نے بتایا ہے، دکھایا ہے، اگر کوئی آنا چاہتا ہے تو میں بیٹھ کر بعد میں بھی بات کرنے کو تیار ہوں۔

آخری جس چیز پر میں بات کرنا چاہوں گا وہ پاکستان کا دفاع ہے۔ پاکستان کا دفاع اس وقت جتنی اہم ہے وہ پہلے کبھی نہیں تھا۔ آپ کہیں گے پہلے سے کیا فرق آ گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان ایک nuclear state ہے، ایک responsible nuclear state ہے۔ اس کو تین اطراف سے challenges آ رہے ہیں، ایک تو وہ ہے جو مشرق کی طرف سے ہندوستان کے ساتھ ہے۔ کسی زمانے میں 2007ء میں ہندوستان سے eyeball to eyeball confrontation تھا مگر الحمد للہ اب table آ گئے ہیں اور یہ ساری کاوشیں صدر جنرل مشرف کی وجہ سے ہیں، انہوں نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور اب بات چیت کشمیر پر بھی ہو رہی ہے، بگلیار ڈیم پر بھی ہو چکی ہے، سیاچین پر بھی ہو رہی ہے اور سرکریک پر بھی ہو رہی ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ سارے مسائل بات چیت کے ذریعے حل ہوں گے مگر بات چیت ایک طرف ہوتی ہے اور دفاع کا خاطر خواہ انتظام بہت ضروری ہوتا ہے۔ ایک طرف ہماری خارجہ پالیسی بات چیت کے ذریعے اور دوسری ہماری defence policy ہے۔ جس میں ہم نے کم سے کم دفاعی صلاحیت جس کو minimum defensive deterrence کہا جاتا ہے، ہم نے وہ کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ شمال مغرب میں افغانستان میں القاعدہ کی موجودگی اور وہاں سے threat کا جو posture ہے، وہ ابھی جاری ہے۔ ہم اگر مغرب کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمارا دوست ملک ایران ہے، ہم ہمیشہ سے دیکھ رہے ہیں کہ وہاں پر اس خطے میں America کی وجہ سے concentration کی صورت حال کسی حد تک موجود ہے۔ ہم اگر اس طرح سے اس خطے میں موجود ہیں تو ہمیں اس دفاعی پالیسی جو کہ defence deterrence ہے، اس کو دیکھنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین صاحب! آپ کو یاد ہو گا کہ بیسویں صدی میں ہماری معیشت کمزور رہی ہے اور اس کمزوری کی وجہ سے ہم مابعہ اس حد تک خرچ نہیں کر سکے۔ میں آپ کو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ Defence Committee کے چیئرمین کی حیثیت سے اور سارے ارکان کے ساتھ مشورہ کر کے ہم نے جائزہ لیا ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اب modernize کرنے کا عمل شروع کر دیا جائے، اس کو تیزی سے لے جایا جانا چاہیے تاکہ اکیسویں صدی میں ایک مضبوط معیشت کے ساتھ اپنے دفاع کو state of the art technology کے ذریعے مضبوط کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صدر پاکستان مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے nuclear assets کو جوکہ ماضی میں جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے شروع کیا تھا، میاں نواز شریف نے اس کو test کیا اور صدر پاکستان نے ایک تاریخی کردار ادا کیا کہ انہوں نے command and control system کو اب رائج کردیا ہے۔ یہ ہمارے اثاثے ہیں، یہ کہیں بھی لوگوں کے، کسی فرد کے یا کسی ملک کے ہاتھوں میں نہ جا سکیں۔ میرے خیال میں یہ بہت ضروری ہے کہ ہم نے ایک طرف تو nuclear اثاثوں کو محفوظ کیا ہے اور دوسری طرف conventional weapons کو state of the technology میں جا رہے ہیں۔ ہم اس میں خودکفالت کی طرف جا رہے ہیں اور اپنی دفاعی پیداوار کو مضبوط کر رہے ہیں جس کے لئے ہم نے China سے تعاون کیا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ یہ Defence Committee China گئی تھی اور ہم نے وہاں پر دیکھا کہ JF-17 طیارے اور P22 وہ furcate China کے ساتھ کس انداز سے تعاون سے بن رہے ہیں۔ ہم آج لوگوں سے خریداری نہیں کر رہے ہیں، ہم اپنی پیداوار بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ وقت بھی آئے گا کہ یہ JF-17 جب 150 بنیں گے، ہماری ضروریات کے بعد، China کی ضروریات کے بعد تو یہ export بھی ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ آبدوز یعنی submarine جو ہے، France کے ساتھ بات ہوئی ہے اور Germany کے ساتھ بھی بات چیت مکمل ہو چکی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ Navy, Airforce اور Army میں HIT میں آپ نے دیکھا کہ وہاں پر tanks بھی بن رہے ہیں۔

اس کے علاوہ بہت کچھ ہو رہا ہے، missiles میں ہو رہا ہے اور اس کے انتظامات کے لئے بہت ضروری ہے، ایک تو دفاعی پالیسی ہونی چاہیے اور دوسرا اس کے لئے بجٹ ہونا چاہیے۔ یہ بجٹ بیسویں صدی میں ممکن نہیں تھا، اب اکیسویں صدی میں ممکن ہو گیا ہے۔ آئیے اس

بجٹ کو بھی تھوڑا سا دیکھیں کیونکہ اس پر بھی بڑا لکھا جاتا ہے، کبھی کبھی بولا جاتا ہے تو میں نے سوچا کہ دفاعی اعتبار سے اس بجٹ میں 275 billion روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ 9.9% پچھلے سال سے زیادہ ہیں، اگر ہم revised estimates کو دیکھتے ہیں تو 8.14% ہے جبکہ ہم صرف inflation کو دیکھتے ہیں تو 7.5 کے برابر ہے اور food inflation 10 ہے۔ گویا یہ جو increase ہے، وہ صرف اور صرف inflation کا مقابلہ کرے گی اور یہ ہمارا پورا GDP کا 3.7% ہے۔ یاد رہے کہ ماضی میں، میں کچھ numbers دیکھ رہا تھا کہ 77 اور 78 میں جو بھی دفاعی اخراجات تھے، 10 سال میں اس سے بڑھ کے 88-87 میں پانچ گنا ہوئے تھے اور 98-97 میں یہ بڑھ کے تین گنا ہوئے تھے اور اب جب ہم آج 97 سے compare کرتے ہیں تو 2007 میں یہ 275 billion 10 سالوں میں صرف دگنا رہ گئے ہیں۔ یہ اخراجات میں اس حد تک increase نہیں ہوئی ہے جس انداز سے ضروریات موجود ہیں، اگر ہم ان اخراجات کو اور دنیا کے دفاعی اخراجات کو دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ دنیا میں دفاعی اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ ایک report ہے جو میں اس House سے share کرنا چاہوں گا۔ SIPRI کا نام سب دوستوں نے سنا ہوگا Stokholm International Peace Research Institute یہ ساری دنیا کے جو بھی اخراجات ہیں ان کو دیکھتے ہیں اور اس میں ہم دیکھتے ہیں یہ سارے میرے پاس موجود ہیں اگر کوئی دوست چاہے تو وہ مجھ سے لے سکتے ہیں۔ SIPRI نے یہ دکھایا ہے کہ پچھلے دس سالوں میں دنیا میں 37% دفاعی اخراجات میں اضافہ ہوا ہے اندازا لگائیے ہمارے 50% تک دس سالوں میں ہوئے ہیں جو کہ ہم نے کافی حد تک روکے تھے اور دنیا میں 37% ہوئے ہیں جبکہ ساؤتھ ایشیا میں 15 billion dollars سے بڑھ کر 25 billion dollars ہوئے اور انڈیا کو اگر دیکھتے ہیں تو اسی سال اپریل 2007ء میں انہوں نے بجٹ دیا ہے جس میں اخراجات انہوں نے بڑھائے ہیں اور ان کے GDP کا 4.5% رہا ہے جبکہ ہمارے GDP کا اس وقت 3.5% ہے۔ یاد رکھئیے کہ ہندوستان نے دو سے تین فیصد تک اضافہ کیا ہے مگر SIPRI نے سارے دوسرے اخراجات کو ایک طرف رکھ کر یہ بتایا ہے کہ 21.2% اخراجات انہوں نے بڑھائے ہیں تو یہ وہ خرچے ہیں جو ہمارے پاکستان میں بھی بڑھے ہیں مگر ہندوستان نے اپنے اس وقت بڑھائے ہیں۔ SIPRI کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے stokholm میں۔ میرے figure اس سے پچھلے سال کے ہیں اور کل ہمیں نظر آئے گی تو اس

میں پاکستان کا نمبر پہلے پندرہ پر تھا اب شاید اس سے بھی کم ہو چکا ہے۔ سینیٹ کی دفاعی کمیٹی ، آپ کو بڑی خوشی ہوگی کہ یہ کہا جاتا ہے کہ دفاع کے معاملے میں ابھی ذکر آیا کہ ایک لائن ملتی ہے' اس کی مختلف لائنیں ہونی چاہئیں۔ میں ان سے کہتا ہوں ہاں ہونی چاہئیں مگر یہ ہو چکا ہے۔ آپ کی سینیٹ کی Defence Committee نے پچھلے سال اس بات کو اٹھایا تھا اور جو چار چیزیں تلاش ہوئی ہیں جس کا پورا اعزاز اس سینیٹ کو حاصل ہے کہ پہلے تو Defence Policy پاکستان کی کبھی present نہیں کی گئی تھی اب پچھلے سال اسی Defence Committee کو present کی گئی۔ اس کے بعد پاکستان کے دفاعی اخراجات ایک لائن میں تھے ان کو مختلف لائنوں میں Army, Navy, Airforce, SPD یہ سارے اخراجات علیحدہ دکھائے گئے تھے اور اس کے بعد مزید اس کو کھولنا پڑے گا اور یقیناً یہ ارتقاء کی منازل طے کرتے ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت آئے گا کہ پاکستان میں بھی دفاعی اخراجات' دفاعی کمیٹی کے علاوہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی share ہوں گے۔ اس کے علاوہ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ Nuclear اثاثے ساڑھے تین گھنٹے تک آپ کی دفاعی کمیٹی کو دکھائے گئے ۔ میں یہ جو ساری دفاع کی بات کر رہا ہوں یہ اس لئے نہیں کہ یہ ہمیں کسی نے بتایا ہے یہ سب ہمارے اپنے مشاہدات ہیں جن کو ہم نے سامنے رکھا ہے اور ہم نے China جا کر بھی دیکھا کہ پاکستان کس طرح سے سستی قیمت پر اپنی دفاعی ضروریات کو پورا کر رہا ہے ۔ آخر میں ' میں صرف اتنا کہوں گا کہ سیاست میں کچھ قدریں ہوتی ہیں ' کچھ اخلاق ہوتا ہے اور کچھ آداب بھی ہوتے ہیں۔ پچھلے چند مہینوں میں ایسا لگتا ہے کہ ہم نے جو بھی اچھے اقدامات ہوئے ہیں ' حکومت اچھے اقدام بھی کرتی ہے ان کی نفی کی جا رہی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر قوم کے غریب اور محنت کش عوام کے لئے سوچیں اور ہمیں اس سیاست کو ختم کرنا ہوگا جو خون اور قتل گری کو فروغ دیتی ہو۔ صدر پرویز مشرف نے آٹھ سالوں میں پاکستان کے بیرونی وقار ' دفاع ' معیشت ' سماجی انصاف ' عورتوں کے حقوق اور جمہوریت کو فروغ دینے کے لئے مثبت پالیسیوں کو اپنا کر اس ملک کو اکیسویں صدی میں داخل کیا یہ سب انہوں نے قوم کے لئے کیا ہے انہوں نے اپنی ذات کے لئے نہیں کیا ہے یہ سب آنے والی پاکستان کی نسلوں کے لئے کیا ہے اور قوم کو مضبوط کرنے کے لئے کیا ہے۔ لہذا میں امید رکھتا ہوں کہ ہم سب اپنے سیاسی اختلافات بھلا کر ان کے ہاتھ

مضبوط کریں گے تاکہ پاکستان کو لاحق بیرونی اور اندرونی خطرات کا مقابلہ کیا جاسکے اور جمہوریت کی جڑوں کو پہنچنے کا موقع ملے۔ ملک سے انتہاپسندی، دہشت گردی کا خاتمہ ہو اور اعتدال پسند اور روشن خیال قوتیں جو کہ یہاں موجود ہیں ان کو تقویت مل سکے۔ جناب چیئرمین! ساٹھ سال کی محرومی چند سالوں میں پوری نہیں ہوگی۔ میں جانتا ہوں کہ اس بجٹ میں کئی ایسی چیزیں ہیں جو ہمارے مولانا راحت صاحب نے کہا کہ کچھ علاقوں میں نہیں ہو رہی ہے۔ یقیناً یہ صحیح ہوگا تو میں یہ کہوں گا کہ ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے مگر مل کر کرنا چاہیے۔ تاکہ پاکستان کے آئندہ بجٹ میں ماحولیات کے لئے بہتر اقدامات کئے جا سکیں۔ غربت میں کمی اور غربت کا خاتمہ کیا جاسکے۔ سب کے ساتھ انصاف ہو، سب علاقوں کی یکساں ترقی ہو اور اس میں شمالی علاقہ جات کے عوام کی امنگوں کو پورا کرنے کا ہمیں موقع ملے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر رضا محمد رضا صاحب، ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب نے درخواست کی ہے کہ انہیں ذرا پہلے موقع دیں تاکہ وہ فنانس کمیٹی میں بروقت جا سکیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، شکریہ جناب چیئرمین۔ (عربی)

جناب چیئرمین! میں نے سورۃ القریش کی تلاوت کی ہے۔ مفسرین کرام اس سورۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حکمرانوں کی بنیادی ذمہ داریاں دو ہیں۔ بھوک اور بیروزگاری کا خاتمہ اور امن و امان کا قیام۔ شریعت محمدی کے فتوے کے مطابق جو حکمران لوگوں کو امن نہ دے سکیں اور بیروزگاری کا خاتمہ بھی نہ کرسکیں ان کو برسر اقتدار رہنے کا کوئی حق نہیں۔ بڑے دعوے کئے جا رہے ہیں لیکن حقائق بالکل برعکس ہیں۔ اس حکومت میں مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے، بھوک اور بیروزگاری میں اضافہ ہوا ہے، بدامنی میں اضافہ ہوا ہے، corruption میں اضافہ ہوا ہے، street crimes میں اضافہ ہوا ہے، state terrorism میں اضافہ ہوا ہے۔ خاص طور پر صوبہ سندھ کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ انتہائی مخدوش ہمارے حالات ہیں۔ صوبہ سندھ کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ وہاں پر کیا کچھ ہو رہا ہے۔ وہاں پر کسی ایماندار افسر کو posting نہیں ملتی۔ جتنے

بھی پولیس ڈیپارٹمنٹ میں ایماندار افسر ہیں وہ کلرکی کا کام کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو ضلعے حوالے کئے جا رہے ہیں جو سرکاری لوگوں کے yes man ہیں۔

جناب والا! لاڑکانہ میں دو مہینے قبل ایک بندہ اغوا ہوا۔ اس کی FIR بھی درج نہیں ہوئی۔ ابھی اس کا ایک بیٹا تھا اس کی بیوی بیمار تھی۔ وہ اس کو علاج کے لئے ہسپتال لے گیا۔ واپسی پر رکشے میں پولیس والوں نے اسے پکڑ لیا کہ تو ڈاکو ہے۔ اس نے کہا میں غریب اور مزدور آدمی ہوں۔ اس نے کہا تو بڑا [xxx] ہے ------

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں اس لفظ کو expunge کریں گے۔ یہ پولیس کی روایتی زبان ہے۔ انہوں نے غلط استعمال کیا ہے۔ ایسا کہیں کہ جو پولیس کی روایتی زبان ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، جو مرضی ہے کریں لیکن میں جتانا چاہتا ہوں کہ اس سے بہت کچھ زیادہ ہو رہا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر میں ڈاکو ہوں تو میں بیوی گھر چھوڑ دوں تو پھر آپ مجھے لے جائیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ بیوی بیچاری بیمار کو بیچ بازار میں اتارا گیا وہ گھر گئی، اس کے خاوند کو لے گئے۔ سارا دن مارا پیٹا گیا اور پھر لے جا کر ایک گھر میں الٹا لٹکایا۔ میں نے سارا دن اس کو تلاش کیا وہ میرا پڑوسی تھا۔ کوئی ماننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ جب مجھے پتا چلا کہ یہ مارکیٹ پولیس اسٹیشن والوں کے پاس ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ طریقہ غلط ہے۔ آپ اس بندے کو چھوڑو۔ رات گیارہ بجے اس بندے کو چھوڑا گیا۔ اسکے ناک، منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ دوسرے دن میں نے پریس کانفرنس کی کہ بھئی یہ کیا ہے۔ جن اہلکاروں نے اس کو اغواء کیا تھا اس کو گرفتار کرو اور مقدمہ داخل کرو۔ ورنہ ہم احتجاج کریں گے۔ ڈی پی او نے میرے خلاف پریس کانفرنس کی اور کہا کہ آپ کو شوق ہے احتجاج کا، ابھی وہ اخبار میرے پاس ہے آپ کے احتجاج کی کوئی پرواہ نہیں۔ پرسوں مولانا قدرت اللہ بھٹو جو سکھر شاہی اتحاد کے چیئرمین ہیں ان کے گھر پر حملہ ہوا ہے۔ انہیں ذلیل کیا گیا ہے۔ ان کے معصوم بچوں کو مارا پیٹا گیا ہے۔ کوئی پرسان حال نہیں۔ جس حکومت میں امن و امان کا یہ حال ہو۔ بھوک اور بیروزگاری کی وجہ سے لوگ خودکشیاں کر رہے ہوں اور ہمارے ساتھی ڈھول بجائیں کہ جناب

[+++Words expunged by Orders of Mr. Deputy Chairman]

بہت کچھ ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں بڑے دکھ کی بات ہے ۔ میں یہ کہوں گا کہ ------

ع   نقشوں کو تم نہ جانچو لوگوں سے مل کے دیکھو

کیا چیز جی رہی ہے ' کیا چیز مر رہی ہے۔

میرے محترم دوستو! تعمیری تنقید سننے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ ہم تجویزیں بھی پیش کریں گے ' اللہ کرے ان پر آپ عمل بھی کرائیں۔ میں Treasury Benches کے ارکان سے با ادب درخواست کرتا ہوں کہ ان چیزوں کو جذبات سے بالاتر ہوکر سنیں اور ملک کے مجموعی مفاد میں کچھ نہ کچھ کریں۔ یہ ملک ہم سب کا ہے۔ ہم سب مل کر کچھ کریں گے تو کچھ ہو گا۔ کہا جاتا ہے کہ جناب! 1999 میں خزانہ خالی تھا' اب خزانہ بھر گیا ہے۔ بھائی! خزانہ بھر گیا ہے تو وہ کس کام کا ہے۔ کتنے لوگوں کو آپ نے نوکریاں دی ہیں؟ وزیر مملکت برائے خزانہ نے کہا کہ ایک کروڑ افراد کو ہم نے نوکریاں دی ہیں ان کے نام اور پتے اور تفصیلات ہمیں بتا دی جائیں۔ وہ کونسے تھے؛ ہوا میں آپ نے نوکریاں دی ہیں۔ نوکریوں پر پابندیاں ہیں۔ کس کو نوکریاں ملی ہیں؟ کہاں ملی ہیں؟ کس طرح ملی ہیں؟ یا ہم ان لوگوں کی فہرستیں فراہم کرتے ہیں جن کو نوکریوں سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ جو دھکے کھا رہے ہیں۔ اب بھی سپریم کورٹ کے سامنے میرے سندھ کے ساتھی احتجاج کر رہے ہیں جن کو سوئی گیس ڈیپارٹمنٹ سے ناحق نکالا گیا ہے۔ سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل نہیں ہو رہا۔ کوئی کچھ کرنے والا نہیں ہے۔ صرف لفاظی ہے' لفظوں کی جادوگری ہے۔ اس سے غریب کا پیٹ نہیں بھرتا۔ Reserves آئے' مانتا ہوں۔ 9/11 کے بعد حالات تبدیل ہو گئے۔ پاکستانی جو بیرون ملک رہتے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کیا ۔ ڈر کے مارے انہوں نے پیسے پاکستان میں بھیجے کہ بھئی جو کچھ بھی ہو اپنا ملک ہے اور یہ ایک بات ان کو ملی ہے کہ جناب! ہمارا خزانہ بھر گیا لیکن وہ ان کی مجبوری تھی کہ باہر وہ اپنے آپ کو اب محفوظ تصور نہیں کرتے اس لیے اپنے پیسے اپنے ملک میں بھیج رہے ہیں۔ پھر دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے نام سے ڈرامہ رچایا گیا جس میں پاکستان شامل ہو گیا جو کہ حقیقت میں عالم اسلام کے خلاف ایک جنگ ہے۔ مسلمانوں کو مروانے کے بدلے میں کچھ پیسے مل رہے ہیں جو ان کے خزانے میں آ رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خزانہ بھر گیا ہے۔

کچھ افراط زر کے حوالے سے جس سے مہنگائی بڑھتی ہے۔ جون 1999 میں افراط زر کی

شرح 5.7% تھی اب 7.9% ہے۔ درمیان میں یہ 11% تک چلا گیا تھا۔ آپ کس طرح کہتے ہیں کہ جناب! ہم آگے جا رہے ہیں۔ جنرل صاحب نے کہا تھا کہ ہم ٹیکسوں کی وصولی بڑھائیں گے۔ 1998-99 میں جو ٹیکس وصول ہوئے وہ 13.2% تھے اور اب یہ 10.8% ہیں۔ کہاں ترقی ہوئی؟ یہ وزیر مملکت کے نمائندے نوٹ کریں۔ پھر اعداد و شمار کے بارے میں ہمیں حقیقت حال سے آگاہ کریں اگر ہم غلط بیانی کر رہے ہیں۔ تجارتی خسارہ 1998-99 میں ڈیڑھ ارب ڈالر تھا اب تجارتی خسارہ 13.50 ارب ڈالر ہے۔ یہ ہم ترقی کر رہے ہیں؟ بیروزگاری کی شرح 1998-99 میں 5.9% تھی اب وہ 6.2% ہے۔ یہ ہم نے بیروزگاری کو ختم کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ قرضے کم ہو گئے ہیں۔ 1998-99 میں ہمارے ملک پر total قرضے ملکی اور غیر ملکی 3135 ارب روپے تھے۔ یہ total قرضے تھے، اب 4700 ارب روپے ہیں۔ ہمیں غلط کیوں بتایا جا رہا ہے؟ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے؟ صنعتی شعبے کے حوالے سے ان کا ہدف 11% تک پہنچنے کا تھا جب کہ حاصل 6.8% ہوا، گویا وہ نہ حاصل کر سکے۔ بڑی صنعتوں کے حوالے سے ان کا target 13% تھا انہوں نے 8.8% حاصل کیا، لہذا وہاں بھی نہ پہنچ سکے۔

برآمدات میں ان کا ہدف 18.9 ارب ڈالر تھا اور 17.3 ارب ڈالر کا ہدف حاصل ہوا۔ تجارتی خسارے کے حوالے سے پہلے ان کا ہدف 8.2 ارب ڈالر تھا لیکن اب یہ 13.6 ارب ڈالر ہو گیا ہے، یہ بڑھ گیا ہے۔ 2004 میں بحیثیت وزیر خزانہ محترم شوکت عزیز صاحب نے جو آخری بجٹ پیش کیا تھا انہوں نے 2007 تک کے لیے یہ کہا تھا کہ یہ ہمارا vision ہے اس پر ہم اب عمل کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ 2007 تک افراط زر کو 5% تک لائیں گے وہ اب 7.9% ہو گیا ہے۔ وہ بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ بجٹ خسارے کو ہم 3% تک لائیں گے، وہ 4.2 فیصد ہو گیا ہے۔ وہ بڑھ گیا ہے۔ معیشت کی شرح نمو GDP انہوں نے کہا تھا کہ 8% تک لائیں گے وہ 7.2% تک آ گئی ہے۔ وہ بہت کم ہو گئی ہے۔ جاری حسابات کا خسارہ انہوں نے کہا تھا کہ کوئی 1.8 فیصد تک لائیں گے، وہ اب ہو گیا پانچ فیصد۔

میں سمجھتا ہوں بہت زیادتی ہو رہی ہے، انتہائی زیادتی ہو رہی ہے لیکن کوئی کسی سے پوچھنے والا نہیں ہے۔ جو جس طرح کسی کے جی میں آتا ہے وہ اسی طرح کرتا ہے اور پھر الفاظ اور اعداد یہاں پیش کر کے لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جنرل صاحب نے

کہا تھا کہ جنہوں نے قرضے لیے ہیں میں ان سے واپس لوں گا۔ واپس تو نہیں لیے بلکہ مزید قرضے دیے گئے۔ آپ اندازہ کریں کہ کتنا ظلم ہو رہا ہے۔ 85ء سے 99ء تک پندرہ سال میں ہمارے ملک میں تیس ارب کے قرضے معاف کیے گئے تھے جبکہ 2000ء سے 2006ء تک جنرل مشرف صاحب کے زمانے میں ایک سو ارب روپے کے قرضے معاف کیے گئے ہیں۔ یہ سب بڑے مگر مچھ ہیں۔ کونسی قومی خدمت کے بدلے میں ان کے قرضے معاف کیے گیے؟ ان کے نام ظاہر کیے جائیں۔ ان کی خدمات کو ظاہر کیا جائے۔ اگر آپ کو قرضے معاف کرنے ہیں تو غریب لوگوں کے قرضے معاف کریں۔ یہ لٹیرے جنہوں نے قوم کو لوٹا ہے، ملک کو لوٹا ہے، خزانے کو لوٹا ہے ایک سو ارب کے قرضے مشرف صاحب کے دور میں معاف کیے گئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں قوم کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔

یہ کہتے ہیں جناب! ہم آگے جا رہے ہیں۔ یہ Transparency International سے لیے گیے اعداد وشمار ہیں۔ کرپشن میں انہوں نے 163 ملک گنوائے ہیں۔ اس میں ہمارا نمبر 142 ہے، ایک سو بیالیس واں نمبر پاکستان کا ہے کرپشن میں۔ ایک سو اکتالیس ملک ہم سے کم ہیں، ہم ان سے کچھ آگے ہیں۔ ناکام ریاستیں گنوائی گئیں 146، ان میں top 10 ریاستوں میں پاکستان شامل ہے۔ ہم آگے جا رہے ہیں۔ خطرناک ممالک گنوائے گئے 121، ایک سو اکیس، ان میں جو top چھ ہیں ان میں پاکستان شامل ہے۔ ہم آگے جا رہے ہیں۔ مشرف دور سے پہلے دس سالوں میں 59 ارب روپے کے اثاثے بیچے گئے تھے اور اب مشرف صاحب کی حکومت میں تین سو ارب کے اثاثے بیچے گئے ہیں۔ وہ ملکی اثاثے بیچ رہے ہیں۔ آپ ان سے کیا خیر کی توقع رکھیں گے؟

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ سال ایوان وزیر اعظم کا خرچ 52 کروڑ، ایوان صدر کا خرچ 32 کروڑ، کیا یہ ملک کے ساتھ زیادتی نہیں ہے؟ یہ کہتے ہیں کہ جناب ہم پانی دیں گے، بجلی دیں گے، گیس دیں گے۔ بجلی جو ملی سو ملی۔ جہاں تھی وہاں بھی اندھیرا کر دیا۔ آٹھ آٹھ گھنٹے بجلی نہیں، دس دس گھنٹے کراچی تاریکی میں ڈوبا رہتا ہے۔ لاڑکانہ میرا گھر ہے۔ لاڑکانہ میں اس وقت ٹمپریچر 52 تک پہنچ چکا ہے۔ دس دس گھنٹے بجلی غائب ہے لیکن ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

میں انتہائی ادب کے ساتھ عرض کروں گا جناب چیئرمین! کہ یہ جو فلسفہ تھا کمزور صوبے

اور مضبوط مرکز' اب اس فلسفے کو ختم ہونا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ وطن عزیز کا استحکام اس میں ہے کہ صوبوں کو مضبوط بنایا جائے' صوبوں کے مسائل حل کیے جائیں۔ ہم بھی عوام کے نمائندے ہیں لیکن ہمیں بتایا جائے کہ اپوزیشن اور قوم کے کہنے پر کوئی ایک دمڑی کہیں خرچ کی گئی ہے۔ جنہوں نے ہمیں ووٹ دیے' جنہوں نے ہم پر اعتماد کیا وہ پاکستانی نہیں ہیں؟ ہم پاکستانی نہیں ہیں؟ ان کا کوئی حق نہیں ہے آپ کے خوشحال پاکستان میں' بیت المال میں' زکوٰۃ کے فنڈز میں' یہ کن کے کہنے پر کہاں خرچ کیا جا رہا ہے؟

انہوں نے قیمتوں کو کم کرنے کے لیے مجسٹریٹ مقرر کیے' لوگوں کو خوش کرنے کے لیے' بتایا جائے کہ پورے پاکستان میں زیادہ قیمت وصول کرنے کے جرم میں کسی ایک بندے کو سزا دی گئی ہے؟ ملاوٹ کرنے والے کسی ایک کو پکڑا ہے' لٹکایا گیا ہے؟

میں کچھ تجویزیں دوں گا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ GDP کا آٹھ فیصد سے لے کر دس فیصد تک پبلک سیکٹر پر خرچ کیا جائے۔ اس وقت پانچ سو بیس ارب اس کے لیے رکھے گئے ہیں جو GDP کا پانچ سے ساڑھے پانچ فیصد بنتا ہے۔ رقم کم از کم پندرہ سو ارب کر دی جائے تاکہ پبلک سیکٹر کو بہتر بنایا جا سکے۔ چونکہ میں سندھ کی نمائندگی کر رہا ہوں اور سندھ کے ساتھ جو ظلم ہے میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

صوبہ سندھ وفاق کو انہتر فیصد ریوینیو دیتا ہے ۔ اس وقت ملک کو پینسٹھ فیصد گیس صوبہ سندھ دے رہا ہے ۔ پچپن فیصد سے لے کر ساٹھ فیصد تک تیل سندھ فراہم کر رہا ہے ۔ کوئلے کے سب سے بڑے ذخائر سندھ میں ہیں ۔ بدلے میں ہمیں آبادی کے تناسب سے گیارہ فیصد ملتا ہے ۔ یہ سلوک ہمارے ساتھ کیوں ہو رہا ہے ۔ اس لیے کہ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سندھ سے تھا؟ اس لیے کہ سندھ کو باب الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے ؟ اس لیے کہ پاکستان کی قرارداد سب سے پہلے سندھ والوں نے منظور کی؟ اس لیے کہ پاکستان بنتے وقت اپنے مہاجر بھائیوں کو سب سے زیادہ سینوں میں ہم نے جگہ دی تھی ۔ این ایف سی ایوارڈ میں ہمارے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے ۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ صوبہ جتنا زیادہ کما کر دیتا ہے وفاق کو' اس حساب سے اس کو حصہ دیا جائے اور پھر اگر یہ بات منظور نہیں تو صوبوں کی کمائی صوبوں کے حوالے کر دی جائے ۔ یہ صوبائی خودمختاری کے نعرے لگاتے ہیں' کچھ کر کے

دکھائیں اور صوبوں کی پسماندگی اور غربت کو بھی سامنے رکھا جائے ۔ پھر آپ ٹرینوں کا نظام دیکھ لیں ۔ جو ٹرینیں کباڑہ ہو جاتی ہیں ' وہ ہمارے علاقے میں بھیجی جاتی ہیں ۔ کوئی ایک اچھی ٹرین اندرون صوبہ سندھ میں مجھے دکھائیں ۔ کیا ہم انسان نہیں ہیں؟ اس کے تمام ایرپورٹ بند ہیں ۔ موئنجوداڑو ایرپورٹ' کبھی ایک آدھ جہاز آتا ہے کراچی سے ورنہ اللہ اللہ خیر صلا اور سکھر سے ہفتے میں صرف تین دن براستہ رحیم یار خان' لاہور' اسلام آباد پرواز آتی ہے ' ورنہ اور کچھ بھی نہیں ۔ سیہون ایرپورٹ بند ہے ۔ سندھ ایرپورٹ بند ہے ۔ جیک آباد ایرپورٹ بند ہے ۔ حیدرآباد ایرپورٹ بند ہے ۔ نواب شاہ ایرپورٹ بند ہے ۔ زیادتی نہیں ہمارے ساتھ؟ ہم انسان نہیں ہیں ؟ اس زیادتی کا ازالہ کون کرے گا ۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ان زیادتیوں کا ازالہ کیا جائے ۔ جی ڈی پی کا اعشاریہ سات فیصد رکھا گیا ہے جو بالکل ناکافی ہے ۔ ہمارے علاقے میں بیماریوں کی وجہ سے لوگ مر رہے ہیں ۔ خاص طور پر لاڑکانہ ' شہداد کوٹ ' مہر ' دادو' شکارپور ' جیکب آباد' کشمور' سکھر اور گھوٹکی' ہمارے علاقے میں وائرس پھیلا ہوا ہے ۔ لوگ مر رہے ہیں ۔ اس کا علاج بڑا مہنگا ہے ۔ چار لاکھ روپے ایک بندے پر خرچ آ رہا ہے ۔ کوئی دوا کسی کو نہیں مل رہی اور یہ اعشاریہ سات فیصد سے آپ لوگوں کا علاج کریں گے ۔ یہ کیا کر رہے ہیں آپ ؛ ڈیموں کے لیے آپ اربوں روپے رکھ رہے ہیں ۔ پہلے بھی پانی کی قلت کی وجہ سے سندھ کی لاکھوں ایکڑ زمین برباد ہو چکی ہے اور بڑے ڈیموں کی وجہ سے ہماری مزید زمینیں برباد ہوں گی ۔ آپ متبادل انرجی کے ذرائع کیوں اختیار نہیں کرتے ۔ بہت سے ذرائع ہیں ۔ ان کو آپ استعمال کریں ۔ تعلیم پر جی ڈی پی کا دو اعشاریہ تین رکھا گیا ہے ۔ حالانکہ یہ ایک اعشاریہ آٹھ ہے ۔ آدھا تو یہ واپس کر دیتے ہیں ۔ ان کے پاس کوئی میکنزم ہی نہیں ہے ۔ خرچ ہی نہیں کر سکتے تو lapse ہو جاتے ہیں ۔ ہمارے علاقوں کی یہ حالت ہے ۔ دیہی علاقوں میں' سندھ میں نوے فیصد سکولوں میں جہاں چھوٹے چھوٹے بچے پڑھتے ہیں' ٹوائلٹ نہیں ہیں ۔ ستر فیصد بچیوں کے اسکولوں کی دیواریں نہیں ہیں ۔ سندھ میں ہزاروں سکول ایسے ہیں' جہاں پر وڈیروں کے ڈیرے بنے ہوتے ہیں ۔ آپ تحقیقات کرائیں ' اگر میں جھوٹ بولتا ہوں ۔ یہ سو فیصد سچ پر مبنی حقائق ہیں اور حقائق کڑوے ہوتے ہیں ۔ ان کو سننے کا حوصلہ ہونا چاہیے ۔ میں راہزنوں کی بات نہیں کرتا' رہبروں کی بات کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں اپنے بزرگوں سے اور جو وکالت کر رہے ہیں کہ

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر، یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا

مجھے رہزنوں سے غرض نہیں، تیری رہبری کا سوال ہے

صرف اسلام آباد میں پچیس سے زیادہ یونیورسٹیاں ہیں ۔ سینکڑوں بہترین قسم کے سکول ہیں ۔ ہم انسان نہیں ہیں ؟ لاڑکانہ میں یونیورسٹی کیوں نہیں بناتے ؟ سکھر میں یونیورسٹی کیوں نہیں بناتے؟ جیکب آباد اور کشمور اور دیگر علاقوں میں یونیورسٹیاں کیوں نہیں بناتے ۔ وہاں لوگ نہیں بستے ؟ ان کو آپ کیوں سہولیات فراہم نہیں کرتے ؟ ایک بھی کوئی اچھا سکول نہیں ہے ۔ یہاں پر صرف آپ کے سی ڈی اے کا بجٹ بیس ارب روپے سے زائد ہے ۔ ہم نے کیا قصور کیا ہے ۔ حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ جولائی دو ہزار سات تک پورے ملک کے لوگوں کو صاف پانی مہیا کیا جائے گا ۔ یہ وعدہ پورا نہیں ہوا ۔ انہوں نے جو رپورٹ دی ہے، ایک سو اڑتیس پانی کے پلانٹ لگائے ہیں ۔ جن کے متعلق اخبارات میں خبریں چھپی ہیں کہ اب یہ plants کام نہیں کر رہے، وہ پیسے کہاں چلے گئے؟ یہ اتنی جلدی خراب کیسے ہوگئے؟ تقریباً پانچ لاکھ بچے خراب پانی کی وجہ سے سالانہ گیسٹرو کے مریض بن جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں، اس کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ قتل کس کے کھاتے میں پڑیں گے؟ پینسٹھ فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں، کیا اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے نہیں پوچھے گا؟ روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کی قیمتوں کو کم کیا جائے، خاص طور پر کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتوں میں دو، تین سال میں پینتالیس فیصد کا اضافہ ہوا ہے، یہ صورتحال تشویشناک ہے اس پر کنٹرول کیا جائے ۔ آٹے، گھی کی کمی نہیں ہے اگر مقامی لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، ایمانداری کی کمی ہے ۔ خوف خدا کی کمی ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے، جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہیں ۔ کہتے ہیں کہ باہر کے لوگ آ رہے ہیں، صنعتیں لگا رہے ہیں ۔ ایسٹ انڈیا کمپنی والوں کا کیا قصور تھا، آپ تو اب ان کو سب کچھ دے رہے ہیں، وہ کل کہیں گے کہ آپ نکلو، سب کچھ ہمارا ہے، آپ کیا کر سکیں گے ۔

زراعت کے شعبے کو تباہی سے بچایا جائے، ہندوستان والے چند صوبوں میں زراعت پیشہ لوگوں کو بجلی مفت فراہم کرتے ہیں، آپ بھی بجلی مفت فراہم کریں ۔ اہالیان وطن کو relief دینے کے لیے براہ راست بجلی اور گیس کی قیمتوں میں کمی کی جائے ۔ یہ جو واپڈا کو آپ 90 یا ایک سو ارب روپے دے رہے ہیں، لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچ رہا، نااہل اداروں یا نااہل افراد

سے فائدہ نہیں ہو گا' آپ براہ راست قیمتیں کم کریں تا کہ عام لوگوں کو relief مل سکے۔

غیرترقیاتی اخراجات میں پچاس فیصد کمی کی جائے ' میں یہ بھی گزارش گا کہ صدر' وزیر اعظم، گورنروں' وزرائے اعلیٰ کے دفاتر کے خرچوں میں پچاس فیصد کمی کی جائے۔

ملکی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کیا جائے اور زرعی ترقیاتی بنک اور ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کی طرف سے لوگوں کو دیے گئے قرضوں پر سود مکمل طور پر معاف کیا جائے۔

دیہی علاقوں میں بجلی ، گیس ، باغبانی، تعلیم اور صحت کی سہولیات مہیا کرنے کے عمل کو یقینی بنایا جائے اور اپوزیشن ممبران کے علاقوں میں بھی یہ سہولیات فراہم کی جائیں

زرعی ادویات اور کھادوں پر عائد کردہ تمام ٹیکس ختم کیے جائیں۔

ترقیاتی اخراجات کے لیے مختص کی جانے والی رقم ' اس کے بروقت استعمال اور درست استعمال کو یقینی بنایا جائے۔ ہر سال آدھی سے زیادہ رقم lapse ہو جاتی ہے ' خرچ نہیں ہوتی۔

میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ لاڑکانہ میں یونیورسٹی قائم کی جائے پورے علاقے کو فائدہ ہوگا۔ صدر مملکت گزشتہ دنوں لاڑکانہ تشریف لائے تھے انہوں نے تقریر میں وعدہ کیا تھا اور اعلان کیا تھا کہ میں چانڈکا میڈیکل کالج کو upgrade کروں گا لیکن عملی طور پر کچھ نہیں ہوا ' چانڈکا میڈیکل کالج کی اپنی عمارت بھی نہیں ہے' ادھار کی عمارت میں ہے میں اسی کالج کا گریجویٹ ہوں وہاں سے میں نے ایم بی بی ایس کیا ہے۔ اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے لیکن وہاں کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔

موئنجوداڑو کی حالت خراب ہے ۔ پانچ ہزار سال قبل از مسیح کے آپ کے پاس آثار قدیمہ ہیں' پوری دنیا آثار قدیمہ کی حفاظت کرتی ہے۔ آپ کا Tourism Department کرتا ہے؟ لوگ اس کو industry بنا رہے ہیں۔ لوگ آتے ہیں' کمائی ہوتی ہے لیکن ہمارے ہاں کھنڈرات کے سوا کچھ نہیں ہے۔ سیم اور تھور نے موئنجوداڑو کو تباہ کر دیا ہے ۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کی حفاظت کی جائے اور تمام آثار قدیمہ کی حفاظت کی جائے اور میں امید کرتا ہوں؛ اللہ تعالیٰ کرے گا کہ ہمارے تمام ساتھی میری ان گزارشات پر ہمدردی سے غور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل کر ملک کے بہترین مفاد میں کام

کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ سومرو صاحب۔ میاں رضا ربانی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! میں ایک چھوٹا سا point of order آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آج صبح کے اجلاس میں' میں نے یہ point of order اٹھایا تھا کہ آج صبح سپریم کورٹ کے سامنے سوئی سدرن کے ملازمین بیٹھے ہوئے تھے جن کو باوجود اس کے کہ سپریم کورٹ نے contempt proceedings کے اندر ان کے بارے میں کہا کہ ان کو reinstate کیا جائے' ان کو ابھی تک بحال نہیں کیا گیا اور میں نے judgement کا وہ حصہ بھی پڑھ کر سنایا تھا جس میں سپریم کورٹ نے observe کیا کہ کس callous طریقے سے سوئی گیس کے Managing Director نہ تو عدالت میں آ رہے ہیں اور نہ ہی عدالت کے orders implement کر رہے ہیں۔ 612 employees تھے جناب اور ان میں ابھی تک صرف 103 کو انہوں نے reinstate کیا ہے اور باقی 500 کے قریب جو ہیں انہیں ابھی تک reinstate نہیں کر رہے اور refuse کر دیا ہے۔ تو میں نے یہ request کی تھی کہ Chair اس مسئلہ کو take up کرے اور یہ دیکھے کیونکہ یہ ان لوگوں کا زیادہ تر تعلق جو ہے وہ صوبہ سندھ سے ہے۔ اس وقت وزیر برائے پارلیمانی موجود تھے انہوں نے کوئی بات اس وقت' جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ شاید نہیں کی۔ لیکن ابھی مجھے اس بات کا علم ہوا ہے کہ انہوں نے شاید National Assembly میں اس بارے میں کوئی statement ابھی کوئی پانچ دس منٹ پہلے دی ہے تو کیونکہ اس ایوان کے اندر وہ issue پہلے اٹھ گیا تھا مناسب یہ ہوتا کہ جو بھی statement انہوں نے حکومت کی طرف سے دینی تھی وہ اس ایوان میں آ کر دیتے بجائے اس کے کہ National Assembly میں وہاں پہ بات کریں۔ میری آپ سے استدعا یہ ہے کہ آج کی proceedings کے دوران آپ اگر وزیر پارلیمانی امور کو یہ ہدایت کریں کہ وہ یہاں پہ اس House میں آئیں اور جو statement انہوں نے National Assembly میں دی ہے وہ اس House میں بھی دیں کیونکہ اس House نے سب سے پہلے اس issue کا notice لیا اور اس issue کو اٹھایا تو مناسب یہی ہوگا کہ اس House میں آ کر وہ statement جو ہے وہ

دیں کہ حکومت کا اس پہ کیا موقف ہے؟

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Begum Fouzia Fakhruz Zaman Sahiba, please take the floor.

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان صاحبہ، جناب چیئرمین! یہ میرا پانچواں بجٹ ہے جو یقیناً پرانے سب بجٹ سے بہتر ہے۔ معیشت بھی بہتر ہوئی اور پانی، گیس اور ہر چیز دور دور تک پہنچائی جانے کی کوششوں میں لگے ہیں اور بہت سی پہنچائی بھی گئی ہیں۔ ہر walk of life پہ انہوں نے فنڈز مختص کئے ہیں اور کسی کو neglect نہیں کیا۔ حالات بھی بہت بہتر دکھائی دے رہے ہیں۔ ملک نے ترقی پائی ہے۔ کاریں، سکوٹر غریبوں تک پہنچ رہے ہیں۔ موبائل ہر غریب کے ہاتھ میں ہے۔ یہ سب کچھ ہے لیکن

لوٹ جاتی ہے ادھر کو بھی نظر کیا کیجیئے
ابھی دلکش ہے تیرا بجٹ مگر کیا کیجیئے

کہ gross roots تک ان کی محنتیں نہیں پہنچ رہی ہیں۔ یہ اگر اپنے AC والے گھروں سے نکلیں اور بھیس بدل کر حضرت عمر فاروق نہ سہی قذافی کی طرح ہی اپنے غریب لوگوں کے کوچوں میں جائیں اور ان کے حالات دیکھیں تو واپس آ کر نہ کھانے کو جی چاہے گا اور نہ ان کو نیند آئے گی۔ سب سے بڑا Atom Bomb توہ ہماری اوپر آبادی کا گرا ہوا ہے۔ ایک امیر آدمی اگر دو یا تین بچے پیدا کرتا ہے تو غریب بارہ پیدا کرتا ہے۔ تو اس طرح خود بخود غربت ہی میں اضافہ ہو تا ہے ۔ جہاں غریب کے ہاں بارہ ہونگے اور امیر کے تین تو غربت میں ہی اضافہ ہونا ہے۔ تو بہت مشکل ہے اس طرح قابو پانا۔ سب سے پہلے آبادی پہ قابو پائیں کیونکہ تین لاکھ لوگوں کا اضافہ ہر سال ہو رہا ہے۔ جب اپنے پرانے لوگوں تک پہنچتے ہیں وسائل تو وہ اس سے آگے بڑھ چکے ہوتے ہیں لہٰذا آبادی ہی کا بڑھنا ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ ہے۔

اب dams کے بارے، آپ دیکھئے کہ آج کل load shedding ہو رہی ہے کراچی، ملتان میں، کتنے گرم علاقے ہیں، ابھی آپ نے بات کی کہ شکر کریں کہ آپ سبی میں نہیں ہیں ۔ مجھے وہاں سے اطلاعات مل رہی ہیں جو لوگ وہاں ہیں وہ سڑکوں پر پڑے ہوئے

ہیں۔ اب جب لوگ مطمئن نہیں ہوں گے تو ملک کے حالات کیسے بہتر ہوں گے۔ ہم نے اپنے آپ کو مطمئن کرنا ہے۔ ہمیں تو آرام تب آئے گا جب ان کو بھی پانی، گیس، خوراک یہ چیزیں میسر ہوں گی اور آرام بھی۔ بجلی تو سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اگر dams نہیں بنیں گے تو آئندہ کچھ سالوں میں انڈیا کا atom bomb بیکار ہو جائے گا۔

یہ بات میں یقین سے کہہ رہی ہوں پانی اور بجلی دونوں چیزوں کی بیحد کمی ہو جائے گی اور جو آبپاشی ہم کر سکتے ہیں ڈیم کے ذریعے وقت پر، اسے نہ کر سکنے سے قحط کا خطرہ بھی ہو گا۔ آپ کو پتا ہے کہ تمام دریاؤں کے منبے کشمیر کے پاس ہیں۔ یوں ہی تو قائداعظم نے نہیں فرمایا تھا کہ شہ رگ پاکستان کی انڈیا میں ہے، کشمیر میں۔ اب چاہیں تو سوکھے کے دنوں میں ہمارا پانی روک سکتے ہیں اور جب چاہیں سیلاب میں ہمارے اوپر پانی پھینک سکتے ہیں تو کیوں نہ ہم پانی میں خود کفیل ہوں۔ میں سنتی آ رہی ہوں کئی سالوں سے کہ ڈیمز بن رہے ہیں لیکن ابھی تک کچھ بھی نہیں ہوا۔ بھاشا ڈیم بہت دشوار گزار راستوں پر ہے۔ اس پر بہت خرچ آئے گا لیکن اس میں پانی اتنا نہیں ہے۔ جبکہ کالا باغ ڈیم میں پانی بھی زیادہ ہے اور وہ قریب بھی ہے اور اس کے بن جانے سے فائدہ بھی بہت ہے۔

بجٹ کے آنے سے پہلے قیمتیں آسمان پر پہنچ جاتی ہیں۔ بجٹ آتا ہے تو پھر وہ اترتی بھی ہیں تو وہاں تک نہیں پہنچتیں جہاں سے چڑھی ہوتی ہیں۔ ہمیں ان چیزوں کا بہت خیال رکھنا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ Utility Stores بڑھا رہے ہیں۔ میری تو دعا ہے کہ اتنے Utility Stores ہو جائیں کہ عام دکانوں سے کسی کو کچھ خریدنا بھی نہ پڑے۔ وہ لوگ اپنی مرضی کی قیمت لگاتے ہیں اور کوئی ان سے پوچھنے والا نہیں ہے۔ بس جی ابھی میں کچھ چیزیں کہہ رہی ہوں خدا کرے کہ ڈیمز بن جائیں وہ نہ بنے تو ہمیں یہ loadshedding مار کر رکھ دے گی۔

Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین ، شکریہ میڈیم ۔ سینیٹر رضا صاحب please take the floor '

انہوں نے جو پاپولیشن کا ذکر کیا ہے وہ بیشک بڑا problem ہے۔ پانی ہو گا اور خوراک ہو گی تو یہ پاپولیشن ہو گی۔ ہماری یہ rapid growth ہے۔چوہدری شہباز صاحب بھی اتنا problem سمجھتے

ہوئے، اس محکمہ میں ہوتے ہوئے بھی ان کی صحت میں بھی rapid deterioration ہو گئی ہے۔ بہت شکریہ۔ رضا صاحب۔ نیازی صاحب ابھی آپ ہمیں confidence میں لیں گے۔ جو نیشنل اسمبلی میں Floor of the House، صبح کو یہ مسئلہ ادھر اٹھا تھا۔ نیازی صاحب آپ ذرا لوگوں کو confidence میں لے لیں۔ statement دے دیں۔ رضا ربانی صاحب نے point out کیا تھا۔ وہ ابھی نہیں ہیں۔

جناب ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ ہمارے معزز Speaker نے ایک کمیٹی بنائی for the time being کہ ہم ان کے ساتھ جائیں، معلومات کریں جس میں خورشید شاہ صاحب تھے، لیاقت بلوچ صاحب تھے، اسد اللہ بھٹو ایم۔ این۔اے تھے۔ میں اور لیاقت یہ سارے۔ ہم ان کے پاس تین جگہ پر گئے۔ وہ احتجاج کر رہے تھے۔ ایک حافظ حسین احمد صاحب ایم این اے آف ایم ایم اے from Balochistan اس کے ساتھ اور بھی تھے انہوں نے ہمارے ساتھیوں کے سامنے دو چیزیں پیش کیں۔ ایک معزز رکن سینیٹ یا قومی اسمبلی development funds کے بارے میں وزیراعظم صاحب کے سامنے ہمارا مطالبہ پیش کریں کہ وہ release کریں۔

دوسرا یہ تھا کہ جہاں سے گیس نکلتی ہے یعنی بلوچستان سے تو پہلے اس کو ترجیحاتی طور پر بلوچستان میں یا جہاں جا سکتی ہے وہاں ضرور دی جائے۔ تیسری بات تھی بجلی کے حوالے سے کہ وہاں پر بجلی چاہیئے۔ مختلف districts میں۔ میں Prime Minister صاحب کے پاس اب گیا تھا، مجھے کہا تھا انہوں نے، تو سپیکر صاحب کا بھی میں نے شکریہ ادا کیا وہاں ہاؤس میں بھی بتایا then I met the Prime Minister ابھی میں Prime Minister صاحب سے مل کر ہاؤس میں آیا تھا کہ مجھے آپ کا یہ پیغام ملا ہے۔ دوسری بات تھی سوئی Southern کی تو اس میں یہ ہے کہ ملازمین کو برطرف کر دیا گیا تھا۔ Supreme Court of Pakistan نے انہیں بحال کر دیا پھر بھی Managing Director نے بحال نہیں کیا۔ پھر انہوں نے Contempt of Court move کیا تو اس میں بھی انہوں نے Order پاس کیا کہ فوری طور پر ان کو re-accommodate کریں۔ اب میں Prime Minister صاحب سے ملا ہوں تو انہوں نے کہا ہے

نہ Managing Director comply ہو اور Order کا Supreme Court کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ
کرے، تو اب Prime Minister صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ میں comply کرواتا ہوں۔

تیسرے نادرا کے ملازمین تھے جن کو دو سالوں سے جو تنخواہ بڑھائی گئی تھی 15% وہ ان کو نہیں ملی تھی اور چھانٹی ہو رہی تھی۔ اس حوالے سے ان کے جو مطالبات تھے وہ سارے written بھی اور زبانی بھی Prime Minister صاحب کے پاس جا کر میں نے پیش کئے اور گزارش کی کہ آپ اس پر عملدرآمدکروائیں اور action لیں تاکہ ان کی جو complaints ہیں یا جائز شکایات ہیں۔ اور ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو حق دیا جائے۔ لہذا انشاء اللہ وزیر اعظم نے وعدہ کیا ہے کہ جو بھی جائز ہوگا میں اس پر عملدرآمد کراؤں گا۔ میں ابھی وہاں سے فارغ ہو کر آیا ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you Niazi sahib,

کہ آپ نے وضاحت کردی۔ گیس والوں کا وزیر اعظم صاحب نے notice لیا ہے اور سپریم کورٹ کے جو احکامات ہیں ان پر عملدرآمد کرانا ہے، وزیراعظم نے کہا ہے کہ میں خود intervene کروں گا۔ جی ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں لہذا میں گزارش کر لیتا ہوں آپ کے توسط سے کہ ڈاکٹر صاحب ا ہمارے پانچ بگٹی ہیں جن کو پچھلے دنوں نکالا گیا تھا سوئی گیس سے اور نواب صاحب شہید کے ایک دو رشتہ دار بھی ہیں ان میں تو میری آپ سے درخواست ہے کیونکہ میں نے ایک دو دفعہ یہاں پر یہ مسئلہ اٹھایا ہے۔ ہم نصیر مینگل صاحب کے پاس بھی یہ مسئلہ لے کر گئے کہ وہ پانچ نوجوان ابھی تک suspend ہیں۔ ان کو بھی اگر مہربانی کر کے بحال کر دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، یہ اگر لکھ کر مجھے دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر مالک صاحب آپ لکھ کر ان کو دے دیں۔ جی لیاقت بنگزئی۔ آپ صرف سوئی سدرن گیس پر focus کریں کیونکہ صبح وہ مسئلہ اٹھا تھا فلور پر۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، سوئی سدرن گیس کے حوالے سے تو ہم نے بارہا اسی فورم پر گزارش کی ہے کہ ان بیچاروں کو جن 612 بندوں کو آپ نے نکالا اور جن کو سپریم کورٹ نے بحال کیا تھا۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے لیکن بلوچستان کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ نوشکی اور خضدار کو جو سوئی گیس دیں گے تو اس کے متعلق وزیر اعظم صاحب نے کیا کہا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کس کے بارے میں؟

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، نوشکی اور خضدار کے بارے میں۔ یہاں مطالبہ ہو رہا ہے' حافظ حسین احمد صاحب بیٹھے ہوئے ہیں' انہوں نے بڑے بڑے banners لگائے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی جی وہ بھی انہوں نے کہا ہے۔ انہوں نے تینوں چیزوں کی وضاحت کی ہے۔ گیس جہاں سے نکلتی ہے ان علاقوں کو سب سے پہلے مستفید ہونا چاہیے۔ جی میڈم پری گل۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! یہ جو سینیٹ میں رضا ربانی صاحب نے معاملہ اٹھایا ہے بچوں کے بارے میں۔ مگر نیازی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ یہاں پر بات کرتے کیونکہ پہل تو انہوں نے کی تھی لیکن انہوں نے جا کر قومی اسمبلی میں بات کی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرے خیال میں موقع محل کی وجہ سے قومی اسمبلی میں ہو گیا تھا ورنہ مسئلہ تو سینیٹ میں اٹھا تھا۔ رضا ربانی صاحب بھی آگئے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! میں repeat کر دیتا ہوں' رضا ربانی صاحب بھی آ گئے ہیں۔ سلسلہ یہ تھا کہ تین جگہ پر احتجاج ہو رہا ہے۔ ایک گیٹ نمبر ایک پر ہے' ایک across the road ہے۔ اس میں تین قسم کے protestant ہیں۔ سپیکر صاحب نے ہمارا ایک گروپ بنایا تھا جس میں میرے ساتھ میجر طاہر صاحب' وفاقی وزیر بھی تھے' خورشید شاہ کو نامزد کیا' ساتھ لیاقت بلوچ صاحب تھے' پھر اسد اللہ بھٹو ایم این اے تھے تو ہم سب کو کہا گیا کہ آپ جائیں ان کے ساتھ اور وہاں سے صورتحال کا پتا کر کے لائیں۔ لہذا میں حافظ صاحب کے پاس گیا' حافظ صاحب سے ہماری بات ہوئی کہ آپ کس حوالے سے کیا چاہتے ہیں۔ He told clearly کہ بلوچستان میں جہاں سے سوئی گیس نکلتی ہے وہاں پر پہلے گیس دی جائے۔ جہاں پر پہنچ سکتی

ہے ہر حالت میں دینی چاہیے' نمبر ایک۔ دوسری بات بجلی کی انہوں نے کہی کہ ہمارے پاس network نہیں پھیلایا جا رہا لہذا وہ بھی دی جائے۔ تیسری بات انہوں نے کی کہ جو ہمارے سینیٹر اور ایم این اے حضرات ہیں ان کے funds Government release نہیں کر رہی ہے۔ لہذا ان کے funds بھی release کرائے جائیں تاکہ ترقیاتی کام ہو سکے۔ چوتھا مسئلہ اس کا نجی مسئلہ تھا جو ہم نے اٹھایا تھا اور میں نے کہا تھا کہ حافظ حسین احمد صاحب ہاؤس میں نہیں آ رہے ہیں اور انہوں نے تہیہ کر رکھا ہے اس بات کا' انہوں نے استعفیٰ دے رکھا ہے اپنی جماعت کو۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ جو میری demand تھی اس وقت کی "Protection of Women Bill" پر تو میں اب اس کو واپس لیتا ہوں اور میں نے ہاؤس میں کہا اور میں انشاء اللہ ان کے پاس شام کو جاؤں گا اور ان کی منتیں کر کے واپس ہاؤس میں لے آؤں گا کیونکہ ہمارا ایک موثر ایم این اے غیر حاضر ہے۔ انہوں نے اپنا استعفیٰ سپیکر صاحب کو تو دیا نہیں ہے لہذا وہ بات بھی طے ہوئی ہے۔ ان اراکین کے ساتھ میری بات ہوئی اور میں نے ان کی منت کی کہ شام کو میں آؤں گا اور آپ مہربانی کریں you may come back to House and grace our House.

پھر جو دوسرا اجتماع تھا protestant کا وہ across the road تھا۔ انہوں نے مجھے سپریم کورٹ آف پاکستان کے short order کی نقل دی کہ they should be reinstated immediately تو وہ order MD Sui Southern نے comply نہیں کیے اور انہوں نے پھر اس کے خلاف contempt of court کی درخواست دائر کی اور فوری طور پر کی۔ اب اس کے حوالے سے جو باتیں مجھے انہوں نے لکھ کر دیں وہ میں لے آیا۔

تیسرا نادرا کے affected ملازمین تھے' انہیں جو پچھلے دو سالوں میں پندرہ فیصد تنخواہ بڑھائی گئی ہے وہ بھی نہیں ملی تھی اور چیئرمین ان ملازمین کی چھانٹی کر رہا ہے۔ اس کے خلاف وہ protest کر رہے تھے کہ ہمیں واجبات بھی دیے جائیں اور ہماری چھانٹی روکی جائے اور جن کو نکالا ہے ان کو واپس لیا جائے۔ یہ لکھی ہوئی چیزیں انہوں نے گروپ کے حوالے کیں ۔ میں نے آکر سپیکر صاحب کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ پھر میں وزیراعظم صاحب کے پاس چلا گیا۔ وزیراعظم صاحب چیمبر میں تشریف فرما ہیں ان کے سامنے ان کو کاغذ دیے' ان کو بتایا کہ یہ

یہ ان کی ڈیمانڈ ہے' یہ صورت حال ہے۔ سوئی گیس کے حوالے سے انہوں نے فوراً کہا چونکہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس پر فیصلہ دیا ہے تو اس کی compliance تو must ہے۔ He will have to do it. میں اس کو کراؤں گا۔ ایم ڈی کو کہوں گا کہ he should carry out the orders of the Supreme Court. میں نے کہا کہ نادرا کے بارے میں بھی ان کو آرڈر دیں' اس کے چیئرمین کو بلائیں اور ان سے پوچھیں اور متاثرین کے grievances کا redressal کریں۔ پھر حافظ صاحب کا بھی میں نے detail میں کہا ہے کہ ان کی demands یہ ہیں۔ یہ ساری صورت حال وزیراعظم صاحب کے سامنے پیش کر دی ہے and he gave me his honourable words that he will go for them جو سوئی سدرن کے لوگ ہیں' ان کے بارے میں' میں اس کو implement کراؤں گا کیونکہ this is the order of the Supreme Court.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب کا نہایت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ prompt action لیا لیکن میں تھوڑا سا آپ کے توسط سے یہ چاہوں گا کہ اگر وزیر موصوف صاحب اس ہاؤس کو اگلے دو دنوں میں progress کے بارے میں بتا دیں کیونکہ مجھے تھوڑا سا خدشہ اس بات کا ہے کہ آرڈر ڈاکٹر صاحب کو انہوں نے دیا' اس آرڈر کا پیراگراف پانچ میں نے صبح ہاؤس کے اندر پڑھ کر سنایا۔ اس پیراگراف پانچ میں سپریم کورٹ نے ابھی وہ میرے آفس میں ہے' واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ M. D. repeatedly violation کر رہا ہے سپریم کورٹ کے آرڈر کی اور جب وہ contempt application لگی تو he even refused to come without any justifiable reason before the Supreme Court. تو جو شخص سپریم کورٹ کے احکامات کی اور contempt application کی لگاتار خلاف ورزی کر رہا ہے آیا وہ وزیراعظم کی بات بھی سنے گا یا نہیں سنے گا یا اپنی من مانی کرے گا۔ لہذا اس خدشے کو مدنظر رکھتے ہوئے میں آپ کے توسط سے یہ چاہوں گا کہ وزیر صاحب کل نہیں تو پرسوں ہاؤس کو بتا دیں۔ اگر کل بتا دیں تو بہت اچھی بات ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ان کا کہنا بجا ہے کہ the MD is very callous اس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے لیکن وزیراعظم صاحب سے میں نے کہا ہے کہ the man is not good اس لیے آپ اس کے خلاف immediately strict order be passed by you. یہ ڈیوٹی ہے، یہ He must comply the orders of the Supreme Court of Pakistan. ان کو بھی پتا ہے آئین میں Article 200 ہے جس میں تمام objectives کہ how to carry out any order passed by the honourable Supreme Court. اس سے denial, it amounts to contempt and conviction وہ قید ہو جائے گا تب apply کرے گا he will have to do that یہ تو بات ہی نہ ہوئی، پھر سپریم کورٹ کا تو فائدہ ہی نہ ہوا۔ وہ آرڈر پاس کرے اور compliance نہ ہو۔ ایک executive authority refuses that. He will have to carry out.

جناب ڈپٹی چیئرمین، نیازی صاحب thank you for being very prompt. اور ہمیں آپ سے بہت امیدیں وابستہ ہیں اس معاملے کو sort out کرنے کے لیے۔

سینیٹر آغا پری گل، اس بات پر نیازی صاحب کے لیے تالیاں ہونی چاہییں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ بجائیں ناں۔ کوئی support تو کریں نا۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، ہمارے سینیٹ کے ریکارڈ کو reflect کرنا چاہیے کہ Dr. Niazi is now a complete changed man. May Allah bless him with the most strength so he would carry out all this good task for the country in large and may Allah bless him again.

جناب ڈپٹی چیئرمین، بس آپ ان کے لیے دعائیں کریں۔ ہماری نیک خواہشات بھی ان کے ساتھ ہیں ہماری دعائیں بھی ہیں کہ خدا ان کو صحت و تندرستی عطا فرمائے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، تین دفعہ دعا کرلی ہے۔ ریکارڈ کے اوپر آگیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب please take the floor.

سینیٹر رضا محمد رضا، الحمد للہ ، شکریہ جناب چیئرمین! آپ مجھے بجٹ جیسے اہم ترین موضوع پر پشتون خواہ ملی پارٹی کی نمائندگی سے اور اس ملک کے محکوم اقوام ، پشتون بلوچ سندھی سرائیکی ، قومی نجات کی تحریک، پونم، کی نمائندگی سے آپ مجھے موقع دے رہے ہیں کہ میں بجٹ پر اپنا نقطہ نظر پیش کروں ۔جناب چیئرمین! اپوزیشن کے نمائندوں محترم اسحاق ڈار صاحب اور پھر پروفیسر خورشید صاحب نے بڑے احسن طریقے سے اس بجٹ کے تمام پہلوؤں پر بڑی تفصیل سے اور بڑے حقائق اور اعداد و شمار کی روشنی میں ان پر بحث کی اور تمام نکات اس ہاؤس کے سامنے رکھے کہ یہ بجٹ ایسا بجٹ ہے اور اس میں ہمارےعوام کے لیے کیا ہے ؟ جناب چیئرمین! میں ان کی ہر بات کی تائید کرتے ہوئے ۔ ان کی تمام باتوں کو own کرتے ہوئے اس میں اضافہ یہ کروں گا کہ یہ جو فوجی آمریت کے معاشی ماہرین نے اور ان کے managers نے بڑے فخر سے اعلان کیا کہ دو ٹریلین کا بجٹ ہے یا 1874 ارب روپے کے اس بجٹ میں کیا ہے، میں یہ کہوں گا کہ یہ بجٹ غیر پیداواری اخراجات کا بجٹ ہے یہ تقریباً 1500 ارب روپے غیر پیداواری اخراجات کا بجٹ ہے۔ ہمارے ملک کے 16 کروڑ غریب عوام پر ایک ٹریلین سے زیادہ ، ایک ہزار ارب روپے سے زیادہ ٹیکس کا بوجھ ہمارے غریب عوام پر ڈالا گیا ہے ۔ یہ بجٹ فوج اور مسلح اداروں اخراجات کا بجٹ ہے ۔ یہ سول اور ملٹری بیوروکریسی کی عیاشیوں کا بجٹ ہے ۔ جناب ! اس بجٹ میں ہمارے عوام کی کیا نمائندگی ہے اس کے لیے کیا relief ہے یہ جو نثار میمن صاحب نے کہا کہ یہ سرمایہ دارانہ معیشت کا ہے، کاش ہمارا ملک ایک سرمایہ دارانہ معیشت کا ہوتا، انڈیا کی طرح ،جہاں سیاسی اور معاشی آزادی ہے اور اپنی سٹیٹ کو ایک will power state بنایا ہے ۔ ٹھیک ہے سرمایہ دارانہ معیشت ہے ،یہاں تو بالکل اس کے برعکس ہے۔ یہ ایک ایسی ریاست اور ایسی سرمایہ داری معیشت کا بجٹ ہے جو پیلی سرمایہ داری ہے ، دلال سرمایہ داری ہے یہ ملک بین الاقوامی ،سامراجی کے مفادات اور ملٹی کارپوریشنز کے ، IMF World کا گروی ہے ۔ یہاں پر will power state کا کوئی تصور نہیں ، ایسے ملک میں ایسے بجٹ میں ایک طرح عوام پر ایک ہزار ارب سے زیادہ ٹیکسوں کا بوجھ ڈالا گیا ہے اور

1500 ارب غیر پیدواری اخراجات ہیں ۔ اس کا ترقیاتی بجٹ صرف 500 ارب روپے کا ہے اور آپ یہ خرچے دیکھ لیں ، فوج اور پولیس کے اور پھر ان کی پنشن اور تمام چیزوں کو جمع کریں ۔ 500 ارب سے زیادہ تو ہمارے اس بجٹ میں فوجی اخراجات ہیں ، مسلح قوتوں کے اخراجات ہیں اور جس کا کوئی جواز نہیں ہے اور کسی کی ضرورت نہیں ہے ۔ اسی حد میں یہ جو ہم پر سودی قرضے ہیں ۔ 38 بلین ڈالر اور تقریباً ڈھائی ہزار ارب روپے، خورشید صاحب نے اس سے کچھ کم بتایا ہے ۔

جناب! ہمارا داخلی قرضہ ڈھائی ہزار ارب روپے تک پہنچنے والا ہے اور جو سودی قرضے ہیں، ان دو مدوں میں ہمارے عوام کے تمام ٹیکس ختم ہو جاتے ہیں یعنی ہم ایک ٹریلین کا جو ٹیکس اس ملک کے خزانے میں جمع کر رہے ہیں وہ فوج اور سودی قرضوں کے اخراجات میں چلا جاتا ہے اور یہ ہمارے جو غیر پیدواری اخراجات ہیں، ان کی تفصیل تو ہمارے ماہرین نے آپ کے سامنے رکھی۔ جناب چیئرمین! یہ ایک ایسا بجٹ ہے جو NFC Award کے بغیر بنا ہے، اس کی کوئی آئینی حیثیت نہیں ہے۔ اس وفاق میں ٹیکسوں کے محاصل کی تقسیم کا ایک مروج طریقہ تھا، اسی فیصد صوبوں کا اور بیس فیصد وفاق کے پاس تھا۔ اس کو غیر آئینی طور پر تبدیل کیا گیا ہے اور فوجی آمریتوں نے، بالخصوص اس فوجی آمریت نے ایک روش اختیار کی ہے کہ NFC Award جو ایک آئینی ادارہ ہے اس کا وجود بھی نہ رہے، اس کا کوئی اختیار، کوئی کام نہیں ہو گا۔ ایسا بجٹ جس میں وفاقی وحدتوں کی کوئی نمائندگی، کوئی مرضی شامل نہیں ہے۔ اس بجٹ جس کو آپ دو ٹریلین کا بجٹ کہتے ہیں، دو ہزار ارب روپے کا، اس میں جناب! قوموں، صوبوں کا حصہ چار سو پینسٹھ یا چار سو چھیاسٹھ ارب روپے ہے اور اس میں آپ دیکھیں کہ آدھے سے زیادہ پنجاب کا۔ جناب! پشتونخواہ صوبے کا حصہ صرف پچپن ارب ہے۔ بیس کھرب میں سے پچپن ارب صرف پشتونخواہ صوبے کے لیے ہیں اور ہم آپ جس صوبے سے ہیں، بلوچستان صوبے کے لیے انتیس ارب روپے ہیں۔ دو ہزار ارب کے بجٹ میں سے جناب! ان دو صوبوں کا حصہ یہ ہے۔ یہ آپ کے اس بجٹ کی پوزیشن ہے اور آپ کہتے ہیں اور یہ جو ہمارے وسیم صاحب، میمن صاحب یا ہر حکومتی ... بیاں بتا رہے تھے، ان کے لیے بڑا مشکل ہے۔ پروفیسر صاحب نے بہت خوب کہا کہ مشک و عنبر کو عطار کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی کہ اس کی یہ خوبی ہے اور اس کی ایسی خوشبو ہے۔ یہ

بجٹ تمام دنیا پر اپنے آپ عیاں ہے کہ یہ کیا بجٹ ہے۔ اس میں ہمارے سولہ کروڑ عوام کے لیے، غریب عوام کے لیے، اس ملک کی قوموں کے لیے، وفاقی وحدتوں کے لیے یہ پوزیشن ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھی۔ اس میں سوائے ٹیکسوں کے بوجھ کے، سوائے سودی قرضوں کے بوجھ کے جو نہ جانے کس رفتار سے بڑھ رہے ہیں، قوموں اور عوام کو یا سود کی ادائیگی کرنی ہو گی یا ٹیکسوں کا بوجھ ادا کرنا ہوگا، اس کی پوزیشن یہ ہے۔ پھر ہمارے وزیر محترم صاحب جو جوان بھی ہیں اور بڑے تیز رفتار، تیز گام بھی ہیں انہوں نے بڑی جلدی اور تیزی سے یہ کہا کہ ہم نے PSDP کے لیے بہت بڑی رقم رکھی ہے، وفاقی PSDP ترقیاتی پروگرام میں اور ہم نے ایسے project بنائے ہیں کہ اس ملک میں اس کا پہلے کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ ہم آپ کو پانچ سو بیس ارب کے ترقیاتی منصوبے دے رہے ہیں اور ہماری خصوصی توجہ infrastructure کی تعمیر پر ہو گی، سڑکوں، highways, motorways پر۔ ہم ڈیموں کا، پانی کے نظام کا، نہروں کا ایک infrastructure بنائیں گے۔ ہمارا جو باون فیصد PSDP ہے یہ اس infrastructure کی تعمیر پر خرچ ہو گا اور اڑتالیس فیصد social sector پر خرچ ہو گا۔ ہم تعلیم اور ہنر کو ایسی ترقی دیں گے۔ ہمارا social sector ایک ریکارڈ ہے۔ جناب! یہ دعوے ہیں اور اس وفاقی PSDP میں صوبوں کے صرف ایک سو پچاس ارب روپے ہیں۔ آپ کو اندازہ ہے کہ اس غریب بلوچستان کا حصہ کیا ہو گا۔ کوئی اس میں ڈھونڈ بھی سکے گا اور اس میں صوبہ پشتونخواہ کا حصہ کیا ہوگا۔ لیکن یہ جو آپ ان کے دعوے دیکھتے ہیں کہ ہم infrastructure بنا رہے ہیں، جناب infrastructure کہاں کا، اگر ہم ان roads کی حالت سے فرض کریں تو آپ کو علم ہے کہ ادھر کوسٹل ہائی وے کو چھوڑ کر جو کہ کراچی اور گوادر کو link کر رہا ہے، پتا نہیں کس استماری منصوبے کے تحت کراچی اور گوادر link ہو رہا ہے۔ آپ اس روڈ کو چھوڑیں آپ لسبیلہ سے شروع ہو جائیں، یہ جو پورا RCD ہے، ہمارا تاریخی ہائی وے ہے، اس کی حالت آجکل کیا ہے، کیا یہ کراچی سے کوئٹہ تک آمدورفت کے قابل ہے، پھر سبی سے ہم ژوب کی طرف آتے ہیں، ژوب سے پھر ڈیرہ اسمٰعیل خان اور ڈیرہ اسمٰعیل خان سے پشاور اور پشاور سے مردان اور سوات اور دیر چترال تک۔ یہ جو آپ کو بلوچستان کا اور پشتونخواہ کا رقبہ معلوم ہے، بلوچستان کے پشتون علاقے اور یہ جو پشتوانخواہ صوبہ ہے ان کو ملا کر یہ ڈیڑھ لاکھ مربع میل کا علاقہ ہے۔ ان کی سڑکوں کی حالت اس ایوان کے

سامنے ہے، زندگی میں بہت سے لوگ وہاں جاتے رہے ہوں گے۔ آپ مجھے بتائیں کہ ان تمام roads پر، تمام highways پر، ان کے link roads پر کتنی کلومیٹر ایسی حالت ہے جو کہ قابل استعمال ہے۔ پشتونخواہ وطن کے roads کی تو ایک زمانے میں شہرت تھی اب اس کا Indus Highway دیکھ لیں، سوائے کوہاٹ tunnel کے اور اٹک bridge کے ایک کلو میٹر آپ کو صحیح حالت میں نہ بلوچستان ملے گا اور نہ صوبہ پشتونخواہ میں ملے گا۔

یہ infrastructure یہاں ہم نے بنانا ہے اور اس کے لیے یہ جو بڑے مشہور roads تھے۔ ہمارے مشاہد حسین بڑے خوش تھے کہ ہم نے پارلیمانی کمیٹی منظور کروائی اور اس میں یہ چیزیں شامل تھیں، بالخصوص roads کی تعمیر، وہ جو اہم ترین roads تھے، جو کوئٹہ، ژوب، ڈیرہ اسمٰعیل خان بین الصوبائی سڑک، گوادر کے حوالے سے انتہائی اہم ترین شاہراہ جو کہ China کو link کرتی ہے۔ اس طرح جو قلعہ سیف اللہ، لورالائی سے ڈیرہ غازی خان جا رہا تھا، یہ پارلیمانی کمیٹی کی سفارشات میں شامل تھے، اس ہاؤس میں اس پر بار بار اعلانات ہوئے۔ ہمارے حکمرانوں نے بڑے فخر سے ان کی تکمیل کی date کا اعلان کیا۔ جنرل صاحب نے ژوب میں جا کر کہا کہ یہ last December میں مکمل ہو گا۔ اس book میں دیکھیں، یہ جو آپ کا federal PSDP ہے، اس کا صفحہ 68 دیکھیں کہ ژوب ڈیرہ اسمٰعیل خان روڈ کے لیے ایک ملین روپیہ رکھا گیا ہے اور یہ وہ سڑک ہے کہ جس پر ڈیرہ اسمٰعیل خان تک پہنچنے کے لیے ایک ٹول پلازہ بھی لگایا ہے اور اب تک عوام سے کروڑوں روپے لوٹے گئے ہیں۔ یہاں پر چیئرمین صاحب نے اعلان کیا کہ میں اس کو ختم کروں گا، منسٹر صاحب نے اعلان کیا اور پھر National Highway کا چیئرمین آیا تو اس نے کہا کہ میں اس کے ٹیکس کو آدھا کروں گا۔ کسی کو کوئی احساس نہیں ہوا اور کسی کو یاد بھی نہیں رہا۔ اس سڑک کے 19 بڑے بڑے bridges میں 13 ایسے ہیں جن کا کوئی tender نہیں ہوا ہے اور جو پانچ بن رہے ہیں ان کی تکمیل تک پتا نہیں اور کتنے جون آئیں گے۔

یہ آپ کے roads کی حالت ہے اور آپ نے اس کے infrastructure کے لیے یہ رکھا ہے۔ تمام پشتونخواہ کے roads کی تعمیر کے لیے یہ رکھا گیا ہے۔ میں نے بتا دیا کہ پورا ملک یہی ہے بلوچستان اور پشتونخواہ، آپ رقبہ دیکھ لیں۔ اس کے لیے آپ نے کہیں پانچ ارب رکھے ہیں اور کہیں تین ارب رکھے ہیں۔ یہ جو اہم تین roads ہیں یہ میں نے آپ کو بتا دیں۔ یہ جو

infrastructure کی بات ہے اس میں بڑے فخر سے شامل ہے کہ ہم ---

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ دانیسر والے road کی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! یہ سارے تمام۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اچھا' اچھا صرف 1 million.

سینیٹر رضا محمد رضا، میں نے کہا آپ ایک team بنا لیں جو کراچی سے کوئٹہ تک ہمارے اس road پر سفر کرے' کوئی بلوچستان کا road اور تمام پختونخواہ کی roads کی یہ position ہے۔ جناب! پھر کہا کہ ہم ریلوے بنا رہے ہیں۔ شیخ رشید صاحب اب تک Minister Information بنے ہیں' بڑے فخر سے اعلان کیا کہ ایک بہت بڑا project ہے' ہم کوئٹہ' ژوب اور پھر D.I. Khan سے ایک ریلوے لائن بنا رہے ہیں۔ جناب! یہ انگریز کے دور میں 1919 میں تیار تھی' انگریز نے بنایا اور آج تک بہترین حالت میں قائم ہے' اس نے بنا رکھی تھی' صرف 100 میل کا فاصلہ بیچ میں تھا۔ جناب! آپ اس کے لئے صفحہ نمبر 25 پر item No.25 دیکھیں' اس ریلوے لائن کے لئے صرف 10 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ یہ بنے گا اور کہتے ہیں کہ ہم خوشحالی کی طرف جا رہے ہیں' infrastructure بنا رہے ہیں اور آپ کو ریلوے کا بجٹ معلوم ہے' 11 ارب سے زیادہ ہے۔ جناب! آپ کو NHA کا بجٹ معلوم ہے' 29 ارب سے زیادہ ہے اور ہمیں یہ دے رہے ہیں۔

جناب! ایک infrastructure میں dams آ رہے ہیں' infrastructure میں اور کیا ہوتا ہے۔ جناب! ڈیموں کا ایک نظام' یہ جو پشتونخواہ وطن سرچشمہ ہے' سرچینا ہے' ملک کے تمام پانیوں کا fountain head ہے۔ آپ نے 117 million acre feet پانی تقسیم کیا' آپ نے 105 million ایک طرف اپنے لیے لیا اور اس اباسین میں اس کی قومی ملکیت میں جو اس کا مالک ہے' آپ نے اس کو 8 million acre feet پانی دیا۔ اسی دریا کے کنارے پر' نثار صاحب کو پتا ہے' اس کی جو water committee تھی' اس میں 6600000 acre زمین اباسین کے کنارے اس وقت بھی غیر آباد ہے۔ بلوچستان کی قابل کاشت زمین 87% سے زیادہ غیر آباد ہے اور پشتونخواہ کی 67% سے زیادہ غیر آباد ہے اور یہ وہ وطن ہے کہ پشتونخواہ میں تو میں نے بتایا کہ

38 پلوں سے 93 million acre feet پانی ہر روز گزرتا ہے اور آپ اس موسم میں دیکھ لیں کے لاکھوں cusec پانی جائے گا۔ وہ تو آپ دیتے نہیں ہیں، آپ نے 15000 kilometres نہری نظام میں اس کو پنجاب کی آبادی کے لئے divert کیا ہے اور جس میں سندھ بھی آباد ہوا۔ آپ نے ہمیں کیا دیا اور آپ وہ نہیں چھوڑ رہے۔ تو آپ ہمیں کسی dam کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ گومل زام ڈیم اس صوبے کا، اس ملک کا انگریز دور کا سب سے قدیم ترین منصوبہ ہے اور میں اس floor پر اعلان کرتا ہوں کہ یہ آئندہ 10 سالوں میں بھی نہیں بنے گا، یہ 160000 acre زمین سیراب کرتا ہے، اس علاقے میں جو اباسین کے کنارے پر آباد ہے۔ ہمارے مولانا صاحب ان کو جانتے ہیں، خود فضل الرحمٰن صاحب کا یہ علاقہ ہے، ہمارے جتنے تمام ساتھی ہیں، ہر ایک کو علم ہے کہ وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے اور یہ اباسین کے کنارے ہیں۔

آپ کرم تنگی نہیں بننے دیں گے، آپ منڈا ڈیم نہیں بننے دے رہے ہیں، ہم کنڑرہ کا تو ارمان کر رہے ہیں، آپ اس بھاشا کو تو چھوڑیں، آپ وہ نہیں بناتے۔ ہم یہ جو چھوٹے چھوٹے ڈیموں کا مطالبہ کر رہے ہیں، پارلیمانی کمیٹی سے صوبے کی تمام پارٹیوں نے کہا تھا، بلوچستان کے محکمہ آبپاشی نے 57 ارب روپے کے ڈیموں کا ایک منصوبہ بنایا ہے۔ مشاہد صاحب نے بڑے فخر سے اعلان کیا کہ یہ recommendations میں شامل ہے کہ جو Irrigation Department نے منصوبے بنائے ان dams کو بنایا جائے گا۔ اس کے لئے میں بتاتا ہوں کہ آپ یہ record درست کریں جو سب سے متاثر علاقے ہیں۔ آپ نے وہ بدترین قحط سالی دیکھی کہ تمام باغات تباہ ہوئے، مویشی تباہ ہوئے اور سالوں کی طویل قحط سالی، وہاں پر تمام عوام کا اولین مسئلہ پانی کی فراہمی ہے۔ 300 چھوٹے ڈیم 57 ارب روپے سے بن رہے ہیں لیکن 630 million روپے رکھے گئے ہیں۔ ہمارے وزیر صاحب اپنے record کو دیکھ لیں کہ آپ نے صوبے کے پشتون علاقوں کے لئے 630 million روپے رکھے ہیں اور یہ ہر سال 12 million acre feet بارانی پانی ضائع جا رہا ہے۔ جناب! یہ ہمارے infrastructure کی position ہے۔ یہ جو ہم واٹر میں کر رہے ہیں، پشتونخواہ صوبے کے لئے بلوچستان کے لئے اور جو ہم پاور میں کر رہے ہیں اور یہ جو نیشنل ہائی وے ہے یہ ہمیں کیا دے رہے ہیں۔ ایسے حالات میں کیا ہوگا۔ دوسرا جو ہائر ایجوکیشن ہے، کہتے ہیں ہم سوشل سیکٹر میں انقلاب برپا کریں گے۔ اتنی خطیر رقم ہم اس پر خرچ کریں۔ اس میں پشتونخواہ صوبے کے لئے ہائر ایجوکیشن کے اٹھارہ ارب روپے میں سے صرف ایک ارب روپے ہیں۔

بلوچستان کو آپ دیکھ لیں ، ماہرین کو بولیں کہ کیلکولیٹر اٹھا کر بتا دیں۔ ہم ایوان میں رسمی بات کر رہے ہیں ، بلوچستان کو آپ نے 516 million روپے دیئے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کے اٹھارہ ارب روپے کے بجٹ میں سے یہ رقم بلوچستان کو دی ہے اور وہ سوشل سیکٹر میں انقلاب کی باتیں کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم خصوصی توجہ بھی دے رہے ہیں۔پسماندہ علاقے ہیں، بلوچستان کے ماہرین پیدا کریں گے۔ ایجوکیشن میں ہم ان کے لئے پتا نہیں کیا کیا کریں گے اور یہ جو بڑی بڑی وزارتیں ہیں جیسا کہ فنانس ڈویژن ہے، وہ چودہ ارب سے زیادہ خرچ کر رہی ہے لیکن ہمارے وزیر صاحب کا اپنا محکمہ ہے اور وہ صوبے کا بھی ہے۔ فنانس والوں نے پشتونخواہ صوبے کے لئے 470 ملین روپے رکھے ہیں۔ چودہ ارب روپے میں سے صرف یہ رقم رکھی ہے۔ یہ اس کی پوزیشن ہے اور بلوچستان کے لئے شاید ان کی مہربانی ہے یا ہمارے بلوچ شہدا کی، ہمارے راہنماؤں کے خون کی برکت ہے جو شہید ہو رہےہیں یا قید ہو رہے ہیں جو اپنے حقوق کے لئے لڑ رہے ہیں۔ کہیں ڈیرہ بگٹی میں پتا نہیں کہتے ہیں ابھی ہم نے اس کو آزاد کرایا ہے، کچھ منصوبے دئیے ہیں جو ایک ارب روپے بن جاتے ہیں پتا نہیں وہ کن مقاصد کے تحت فنانس والوں نے وہاں دئیے ہیں اور اسی پوزیشن میں یہ جو آپ کا Planning&Development Commission اس کا جو بہت بڑا بجٹ ہے اس میں سے پشتونخواہ صوبے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ٹھیک ہے وہ oil city بنائیں گے، free trade بنائیں گے ، اس میں یہ وعدے ہیں۔ ادھر یہ کریں گے ادھر وہ کریں گے جناب! یہ حالت ہے۔ ایسے حالات میں جو آپ کا بجٹ ہے اس پر ہم کہتے ہیں کہ آپ کا بجٹ ، ہمارے عوام کا اور اس ملک کی قوموں کا بجٹ نہیں ہے۔یہ وفاق کے نام پر پنجاب اور کراچی کا بجٹ ہے۔ آپ ان تمام کتابوں کو دیکھ لیں، تمام منصوبوں کو دیکھیں اس کا ratio نکالیں اس میں interior Sindh کے لئے ، کتنا ہے اس [XXX] سرائیکی کے لئے جو پنجاب کے اندر بھی ہے یہ کس کا بجٹ ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ [XXX] کا لفظ نہ استعمال کریں۔ یہ الفاظ حذف کیے جاتے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، ان کتابوں سے بڑے بڑے بنڈل اٹھائیں۔جی نیک بخت۔

(xxx Words expunged by the orders of Mr. Deputy Chairman)

جناب ڈپٹی چیئر مین، نیک بخت بہتر ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جی نیک بخت سرائیکی، نیک بخت اس لئے کہ وہ بیچارہ ہے یعنی اس میں قومی شعور بیدار ہوا ہے۔اب وہ کہتے ہیں کہ آخری ہدف ہے ہمارا سرائیکی صوبہ بنانا۔ قوموں نے اب برابری کا تہیہ کر رکھا ہے، ایسے حالات میں ہم کہتے ہیں کہ بڑی خطرناک صورت حال ہے غربت کی، بے روزگاری کی، مہنگائی کی یہ جو آپ ہمارے سولہ کروڑ عوام کا مذاق اڑا رہے ہیں یوٹیلیٹی سٹوروں پر یعنی آپ جو سو روپے کلو ہے اس پر دس روپے کم کرکے ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں۔ ہمارے مہذب عوام کا مذاق اڑا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ قطاروں میں کھڑے رہیں آپ کو پورے دن کے انتظام کے بعد دس روپے کلو سستا ملے گا اور پروفیسر صاحب نے آپ کو بتا دیا ہے کہ سولہ کروڑ عوام کے لئے آپ نے آٹھ سالوں میں ایک ہزار سٹور قائم کیے ۔ آپ کہاں رہیں گے، کہیں بھی نہیں رہیں گے، آپ کا یہ ارمان بھی پورا نہیں ہوگا کہ کتنے سٹور آپ بنا پائیں گے۔یہ ہمارے عوام کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے مہنگائی کے خاتمے کا دعویٰ 'یہ بدترین مہنگائی ہے ۔ ایسی مہنگائی میں ہر خاندان صرف ایک بچے کے علاج کے قابل بھی نہیں۔ ہر خاندان اس ملک کا، میں سرمایہ داروں کے دلالوں کی بات نہیں کرتا، جو دو فیصد بھی نہیں۔ ہمارے ملازمین بھی اس قابل نہیں کہ ایک بچے کو تعلیم دیں، ایک بچے کی صحت کا علاج کرائیں، یہ حالت ہے دو وقت کی باعزت روٹی کی۔ کسی کے بس کی بات نہیں رہی ۔ آپ تو کہتے ہیں کہ ہر کسی کی آمدنی اتنی بڑھی۔ یہ حساب آپ حقائق سے کریں۔ ہمارے بھوکے اور غریب عوام کا کیا حال ہوگا۔ پورے ملک کے دو فیصد یا دو ہزار خاندانوں کی دولت کو آپ per capita پر تقسیم کریں اور پھر حساب لگا رہے ہیں کہ -/925 روپے ہمارا ڈالر وہ ہے ۔ صورتحال بالکل اس کے برعکس ہے ۔ یہ جو ملازمین ہیں ان کی بھی یہی صورتحال ہے ۔ کسی کو ناراض نہیں ہونا ۔ آپ ایک تحقیق کریں کہ ۳۲ لاکھ ملازمین میں قوموں کی تعداد کیا ہے ۔ صوبوں کی تعداد پنجاب اور کراچی کو چھوڑ کر کیا ہے ۔ یہ پاکستان ہے لیکن پاکستان قوموں کی برابری کا پاکستان، وفاقی وحدتوں کی برابری کا پاکستان ۔ ۳۲ لاکھ ملازمین میں، میں یہ کہتا ہوں کہ ۲۹ لاکھ کا تعلق پنجاب اور کراچی سے ہے ۔ قوموں کی کوئی نمائندگی نہیں لیکن پھر بھی ہم خوش ہیں کہ اگر آپ نے ملازمین کو

پندرہ ، بیس فیصد ریلیف دیا اور ادھر آپ نے تین سو فیصد اضافہ قیمتوں میں کیا ۔ وہ جو میمن صاحب چار ہزار چھ سو روپے تنخواہ کی بات کر رہے تھے اس کو اگر آپ تین دفعہ ڈبل کریں پھر بھی غریب کا مسئلہ اس مہنگائی میں حل نہیں ہوگا ۔ تین سو فیصد مہنگائی کرکے آپ تنخواہ کو چار ہزار چھ سو کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے اب یہ پوزیشن ہے ۔ یہ اصل میں آپ کے ملک کی تصویر ہے ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ ۔

سینیٹر رضا محمد رضا، نہیں جناب ! ابھی میں نے تجاویز دینی ہیں۔ جناب ! یہ خطرناک صورتحال ہے۔ جس طرح اس ملک کی آئینی پوزیشن ہے ۔ اس ملک میں بدترین بحران ہے ۔ اس کے اداروں کو تباہ کیا گیا ۔ پارلیمنٹ کی supremacy ختم کی گئی، اس کو بے اثر و بے معنی کر دیا گیا ایل ایف او کے ذریعے ۱۷ ویں ترمیم کرکے ۔ عدلیہ کی آزادی کو تباہ وختم کر دیا گیا۔ آج ہمارے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جو سولہ کروڑ عوام کی امیدوں کے مرکز تھے اور عوام کو انصاف دیتا تھا وہ آج خود سڑکوں پر گھوم کر لوگوں سے انصاف مانگ رہا ہے ۔ تمام عدلیہ ایک صف میں کھڑی ہے اور مطالبہ ہے کہ قانون اور آئین کی حکمرانی قائم کی جائے ۔ ملک کی تمام پارٹیاں اس ایک نکتے پر مطالبہ کر رہی ہیں کہ آئین و قانون کی حکمرانی قائم کریں۔ تمام ادارے تباہ کر دیئے گئے ہیں۔

جناب والا ! یہ جو ہمارے وزیر صاحب نے کہا کہ دہشتگردی ، دہشتگردی تو یہ ہے ۔ معاشی دہشتگردی کہ آپ نے پورے ملک کو نیلام کیا ۔ پرائیویٹائیزیشن کے نام پر آپ نے ملک کے 169 اہم ادارے ، اثاثے فروخت کر دیئے ہیں۔ کس کو آپ نے سرمایہ داری کا نام دے کر فروخت کئے ؟ چار سو ارب روپے پر آپ واپڈا، پی ٹی سی ایل ،بنکس وغیرہ ۱۶۹ ادارے فروخت کر دیئے اور اس نیلام کو آپ نے سرمایہ کاری کا نام دیا۔ سرمایہ کاری کس ملک کی یہاں پر ہو رہی ہے ؟ آپ نے اس ملک کے اثاثے عرب شیوخ کو فروخت کئے ہیں۔ واپڈا جو خود بری حالت میں ہے ۔ قبائلی علاقوں میں جو یہ کر رہا ہے کیا ہے ؟ میں عربوں کی بے عزتی نہیں کرتا لیکن کوئی سرمایہ کاری نہیں ہو رہی۔ اس ملک کو آپ نے گروی ڈال دیا۔ یہ جو آپ کا ٹریڈ ہے ، خورشید

صاحب تو شریف آدمی ہیں کہا ہے کہ تیرہ بلین کا خسارہ ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ چودہ بلین سے بھی زیادہ ہے۔ ہماری ملکی منڈی اس وقت سامراجی سرمایہ دار ملکوں کی منڈی بن گئی ہے۔ ہماری صنعت کہاں اور کدھر ہے؟ ہماری export کدھر ہے؟ ہمارے ذخیرہ اندوز ' sugar مافیا اور land مافیا والے اب کہہ رہے ہیں کہ قدرت نے جو گندم کی اچھی فصل دی ہے اس کو انہیں فروخت کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ وہ ذخیرہ کریں اور عوام سے یہ نوالہ بھی چھین لیا جائے۔ جناب والا! اس ملک کی معیشت کی یہ حالت ہے۔ ہم سیاسی اور معاشی آزادی کھو بیٹھے ہیں۔

میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ غیر پیداواری اخراجات کو کم کیا جائے۔ بالواسطہ ٹیکس فی لیٹر پٹرول آپ لگا رہے ہیں۔ سینیٹر رخسانہ زبیری کے اٹھائے ہوئے نکات کا آپ کے تمام ماہرین جواب نہیں دے سکتے۔ آپ گھی پر کتنا ٹیکس لگا رہے ہیں۔ ان ٹیکسوں کو ختم کیا جائے۔ عوام پر ایک ٹریلین ٹیکسوں کا بوجھ ڈال رہے ہیں اس کو ختم کیا جائے۔ فوج اور بیوروکریسی کے اخراجات کم کریں۔ ہم کہتے ہیں کہ infrastructure کی اشد ضرورت ہے۔ ہمارے پختونخواہ اور بلوچستان کے جو roads اور highways ہیں یہ ہمارے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتے ہیں' آپ کی economic integration کے لیے' change ان کے ذریعے آئے گی۔

جناب والا! آپ کا بجلی کا نظام کدھر ہے۔ بلوچستان کی بجلی لاہور شہر میں چوری ہونے والی بجلی سے کم ہے۔ اس وقت ہمارے ہاں شدید گرمی ہے۔ سبی جیسے علاقے میں 52 ڈگری temperature ہے۔ وہاں پر بجلی کا کوئی نظام نہیں ہے۔ Load shedding کئی گھنٹے رہتی ہے اور ہم ہر بجٹ میں چیختے چلاتے رہے ہیں کہ ایک High Transmission Line دی جائے ڈیرہ اسماعیل سے ژوب کے راستے اور وہاں پر ایک National Grid Station 500 M. watt کا بنایا جائے۔ ہمارے ہاں نہ کوئی distribution کا نظام ہے' نہ load کا' نہ transformer کا اور نہ لائنوں کا کوئی نظام ہے۔ اس کے متعلق ایک منصوبہ بھی نہیں بنایا گیا۔ آپ نے ایک ارب روپے power کے لیے رکھے ہیں۔

جناب! پشتونخواہ صوبے میں 50,000 M.watt بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت ہے ' اباسین اور سوات river سے ہم یہ ہدف پورا کر سکتے ہیں۔ پروفیسر خورشید کی figures کی میں تائید کرتا ہوں اور وہ کمیٹی کے ممبر تھے اور انہیں واپڈا کے ایک ایک آئٹم کا علم ہے لہذا 13000

Megawatt کی بجلی جو آپ پیدا کر رہے ہیں یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اس میں ساڑھے چھ ہزار سے زیادہ hydel power ہے وہ بھی پشتونخواہ کی مرہون منت ہے۔ جناب والا! ہمارے 43 ہزار گاؤں پشتونوں اور بلوچوں کے ایسے ہیں کہ اس شدید گرمی میں بھی ان کو پنکھے کی سہولت حاصل نہیں ہے۔ ان کی صنعت اور زراعت کی بات تو چھوڑیں۔ جناب! گزشتہ 30 سالوں میں plan کے تحت یہاں کوئی power کا infrastructure نہیں بنایا جا رہا نہ ہی آپ کوئلے کے بنا رہے ہیں۔ یہ صورتحال ایک plan کے تحت اختیار کی جا رہی ہے۔ اس میں میری تجویز ہے کہ water sector اور power sector میں جو آپ نے رقم رکھی ہے وہ شرمناک حد تک کم رقم ہے۔ اس کو خدارا! اتنا تو کر دیں کہ وہ قابل بیان تو ہو جائے۔بلوچستان کے لیے infrastructure کی مد میں اور پشتون خواہ کے لیے water and power میں اور roads میں، یہ ہماری تجویز ہے اور اس کے علاوہ یہ جو آزاد علاقے ہیں ان کو میں +++ کہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں نہ کہیں نا۔ ابھی وہ موجود نہیں ہیں۔ نیک بخت ہیں۔ یہ آپ کا تکیہ کلام بن گیا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، یہ +++ اس لیے ہیں Sir علاقے ان کے ایسے ہیں کہ ان کا تمام ---

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ expunge کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، تمام belts تمام علاقہ اس وقت دنیا کی بد ترین دہشت گردی میں تبدیل ہو گیا ہے۔ بد ترین عالمی دہشت گرد اس علاقے میں جمع ہیں۔ دہشت گردی کے واقعات، فرقہ واریت کے واقعات، بد امنی کے واقعات ان کے کھربوں روپے کی، اس بجٹ کے برابر ان کی دولت تباہ ہوئی ہے۔ وانا کا کاروبار، میرانشاہ کا کاروبار، ہنگو اور ٹل کا، خیبر اور باڑہ اور باجوڑ کا کھربوں روپے کا جو جائز کاروبار تھا وہ مکمل طور پر پلان کے تحت تباہ ہوا ہے۔ Sir اس وقت ان کی پوزیشن یہ ہے کہ یہ بدترین حالت میں ہیں اور یہ جو آپ دہشت گردی کو فروغ دے رہے تھے، افغانستان میں مداخلت کے آپ اڈے بنا رہے تھے، دنیا میں دہشت گردی کے

(+++ Words expunged by the orders of Mr. Deputy Chairman).

اب وہ تمام آزاد لوگ پاکستان کے تمام ملک میں پڑے ہیں۔ اب جناب کرزئی صاحب نے کہا کہ افغانستان میں اب وہ کچھ نہیں ہے۔ دہشت گردی کے تمام واقعات پاکستان میں ہیں۔

یہ شمالی علاقہ جات، کشمیر اور ان +++ کو اکٹھا کرکے---

جناب ڈپٹی چیئرمین: نیک بخت کہیں ناں، تکیہ کلام بن گیا آپ کا۔

سینیٹر رضا محمد رضا: صرف اکیس ارب روپے آپ نے ان کے لیے رکھے ہیں۔ اس میں ان کا کتنا حصہ ہوگا؟ نہ جانے پانچ ارب بنے گا یا نہیں۔ تو میں اس علاقے کے لیے تجویز کرتا ہوں کہ وہاں پر بھی بجلی کا نظام، ڈیموں کا نظام اور وہاں پر free trade zone بنایا جائے اور اس کے لیے ایک معقول رقم رکھی جائے تاکہ وہ لوگ کاروبار کرنے کے قابل بن جائیں۔ یہ اگر آپ نہیں بنائیں گے تو world community یہ بنائے گی اور دنیا نے محسوس بھی یہی کیا ہے۔ ایک جو اہم چیز ہے میں اس میں، جنگلات تو آپ نے ہمارے علاقے کے دیکھیں ہیں۔ ہمارے جو فلک بوس پہاڑ ہیں اور وہاں کے درخت آپ دیکھ لیں ہزاروں سال کے کہ ان کی کیا پوزیشن ہے؟ لیکن اس کے باوجود پشتون خواہ کے کچھ اضلاع ہیں۔ بنوں کا ضلع خود پشاور کا ضلع، صوابی اور مردان کا ضلع تقریباً کچھ اور بھی علاقے ہیں جو فرنیچر کے کاروبار میں اتنے expert اور ماہر ہیں اور ہزاروں خاندانوں کا یہ کاروبار ہے اور وہ export commodity پیدا کرتے ہیں اپنی مہارت سے۔ وہ فرنیچر میں بڑی نایاب قسم بناتے ہیں کہ کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

ہمارے Finance Minister صاحب نے اباسین کے بارے میں تو کہہ دیا کہ ہمارا کمال ہے۔ غازی بروتھا کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا کمال ہے۔ ہماری تاریخی اباسین اب خشک آبہ بن گیا ہے اور پانی ایک نہر میں آگیا ہے۔ پنجاب والے کہتے ہیں کہ ہم اس کو divert کریں گے اسلام آباد کے لیے یا غازی بروتھا، کالا باغ واکوڑی کے ذریعے سے اس پر قبضہ کریں گے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ وطن دشمن منصوبوں کی بجائے، آپ Finance Minister ہیں، فنانس سے کتنا حصہ اپنے مادر صوبے کو دیا؟

کم از کم ایک ایسا فرنیچر کا سٹی جو ایک جدید مقام پر جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے ان کو یہ

(+++ Words expunged by the orders of Mr. Deputy Chairman).

موقع فراہم ہو کہ وہ اس صنعت کو فروغ دیں اور اپنے ملک کے لیے زرمبادلہ کمائیں۔ یہ حالات ہیں تو ان حالات میں آپ کے اس بجٹ کو پشتون عوام ملی عوامی کی پارٹی کی طرف سے، پونم کی پارٹیوں کی طرف سے اور امید کرتا ہوں کہ اپوزیشن کے ساتھی بھی اس کو عوام دشمن اور بد ترین عوام دشمن بجٹ قرار دے کر مسترد کر دیں گے۔ میں تبدیلی کا مطالبہ کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی میڈم۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، میرا علم بہت ناقص ہے ۔ میرے خیال میں پاکستان میں چار صوبے ہیں ۔ سرحد ، بلوچستان ، پنجاب اور سندھ ۔ تو کیا آئین میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے ۔ صوبوں میں کوئی اضافہ ہوا ہے ؟ یہ پشتونخواہ کہاں واقع ہے ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، صحیح ہے ۔ آپ کا پوائنٹ نوٹ کیا ہوا ہے ۔ جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ بجٹ پر اتنی اہم بحث ہو رہی ہے ۔ Treasury Benches بالکل خالی ہیں ۔ مجھے پتہ ہے کہ ضرور بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وہ سامنے ہیں، وہ رپورٹ تیار نہیں کر رہے ہیں اور گیلری بھی میں خالی دیکھ رہا ہوں ۔ آپ کو اس کی طرف توجہ دینی چاہیے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہاں یہ ہے ۔ فنانس منسٹری کا نمائندہ مجھے نظر نہیں آ رہا ۔ قومی اسمبلی کی طرف گئے ہیں جہاں انہیں cut motions کی فکر ہے ۔ رحیم مندوخیل صاحب ۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، جناب رضا محمد رضا نے جو بات کی روڈ کے بارے میں ، وہ ہے Communication Division کے صفحہ 21 پر ہے۔ Item No. 68.

جناب ڈپٹی چیئرمین، ۶۸۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، نیشنل ہائی وے پچاس ، ۸۰ کلومیٹر ہے ۔ دس لاکھ روپے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مجھے پتہ ہے اس کا ۔ ہدایات کچھ اور ملی ہیں، کاغذ پر کچھ اور آیا ہوا ہے ۔ trickle down effect نہیں ہو رہا ۔ یہ بڑا problem ہے ۔ trickle system کو ہم

پاکستان میں سمجھ نہیں پا رہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، آنسو ' وہ بھی نمی۔ گلیسرین والے۔ مولانا گل نصیب صاحب۔ ہمارے پاس نماز تک کے لیے بیس منٹ ہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے لیے مناسب ہے تو ٹھیک ہے ورنہ میں نے اعظم سواتی کو on board کیا ہوا ہے۔ جیسے آپ دونوں کی مرضی۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دین۔ و قال اللہ تبارک و تعالٰی فی مقام آخر ۔ اعدلوا ..... تقوی۔

قابل صد احترام جناب چیئرمین صاحب ! میں بیحد شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ جیسی اہم دستاویز پر اظہار خیال کا موقع دیا اور پھر جن قوموں کی ہم نمائندگی کر رہے ہیں ' جن علاقوں کی نمائندگی کر رہے ہیں ' ان کے مسائل کی طرف ہم ایوان کی توجہ مبذول کرائیں اور اپنی مشکلات سے ایوان کو آگاہ کریں ۔ اس پر میں آپ کا بیحد شکرگزار ہوں ۔ محترم جناب چیئرمین صاحب! میں اس اہم موقع پر اور اس تاریخی دستاویز پر دو ہی نکات پر اپنی بحث مرکوز کروں گا اور میری کوشش یہ ہو گی کہ میں repetition نہ کروں اور جو اہم اور اصل مسائل ہیں ان کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں ۔ جناب چیئرمین! وہ دو نکات یہ ہیں کہ اس وقت جو بجٹ پیش کیا گیا ہے ' قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق یہ بجٹ نہیں ہے ۔ نمبر دو ۔ اس وقت ملک کو درپیش چیلنجوں اور مشکلات کے حل کے لیے جو تجاویز دی گئی ہیں اور جس انداز سے یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے ' میرا یہ بھی دعوٰی ہے کہ ملک کے موجود' چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی استطاعت یہ بجٹ نہیں رکھتا ۔ تیسری میری کوشش یہ ہو گی کہ اپنے علاقے صوبے اور ملک کے مسائل کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا اور اپنی تجاویز آپ کے سامنے پیش کرسکوں۔ جناب چیئرمین ! وزیرمملکت برائے خزانہ کا بجٹ پیش کرتے ہوئے لب و لہجہ اور انداز خالصتاً الیکشن campaign میں کی تقریر کرنے کا تھا اور وہ بار بار یہ الفاظ دہراتے رہے کہ میں گزشتہ حکومتوں

سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے قوم کے لیے کیا کیا ہے؟ اور یہ جملہ انہوں نے اتنی بار دہرایا کہ مجھے وہاں بیٹھے ہوئے خود تنگی محسوس ہوئی تو میں ان کو یہی عرض کروں گا کہ اس سے گزشتہ حکومت آپ کے باپ کی تھی اور آپ کے باپ سے پہلے کی حکومت آپ کے دادا کی تھی تو انہوں نے قوم کو کیا دیا ہے' وہ ان سے پوچھیں۔

جناب چیئرمین! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ بجٹ قرآن اور سنت کے مطابق نہیں ہے۔ یہ ملک ننانوے فیصد مسلمانوں کا ملک ہے اور اس ملک کی آزادی میں' 1857 کی جنگ آزادی کے ڈیڑھ سو سال پورے ہو رہے ہیں اور 1857 کی جنگ آزادی کے موقع پر لاکھوں لوگ شہید ہو گئے تھے ۔ چودہ ہزار علما کو ایک ہی دن پھانسی دی گئی تھی تو اس ملک کی آزادی کے لیے لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کی قربانی صرف اس بات کے لیے نہیں تھی کہ انگریزوں سے ہماری دشمنی تھی' ان کی نیلی آنکھیں ہمیں پسند نہیں تھیں بلکہ اس لیے قربانی دی تھی کہ یہاں اس وقت ایک استحصالی نظام تھا ' اس وقت ایک ایسا نظام تھا جہاں پر اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین سے بغاوت تھی۔ ایک ایسا نظام تھا جہاں پر غریب ' غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا تھا اور سرمایہ دار' سرمایہ دار سے سرمایہ دار تر ہوتا جا رہا تھا۔ اس نظام کے خلاف پورے برصغیر کے لوگوں نے قربانیاں دے کر' اس ٹکڑے کو حاصل کیا تھا اور اسی لیے حاصل کیا تھا کہ یہاں عدل ہو گا' انصاف ہو گا' امن ہو گا اور قرآن اور سنت پر مبنی نظام ہو گا۔

جناب چیئرمین! ہمارے آئین نے طے کیا ہے اور ہمارے آئین کے آرٹیکل نمبر ۲ اور صفحہ نمبر ۳ پر لکھا گیا ہے کہ اسلام پاکستان کا مملکتی نظام ہو گا اور اسی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آئین کے آرٹیکل ۲۲۷ ذیلی دفعہ نمبر ۱ کے تحت ملک کے تمام قوانین کو قرآن اور سنت کے مطابق بنایا جائے گا اور اس کے لیے سات سال کا عرصہ دیا گیا ہے ۔ یہ آئین نے طے کیا ہے ۔ اب جناب والا! ہمارے بجٹ کی بنیاد سود پر ہے یا سود سے آزاد اسلامی معیشت پر ہے۔ اس وقت یہ جواب نفی میں ہے کیونکہ ہمارا نظام سود پر چل رہا ہے اور سود اللہ تعالیٰ سے کھلی بغاوت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو مخاطب کر کے یہ کہا ہے ------(عربی)--- اگر آپ سود نہیں چھوڑتے تو پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی کے لیے تیار ہو جائیے اور جو قوم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑے گی اس کا مقدر شکست ہی ہو گی۔

جناب چیئرمین! اسلامی نظریاتی کونسل نے معیشت کو سود سے پاک اور ملک سے سود کو ختم کرنے کی سفارش کی ہے اور وفاقی شرعی عدالت نے اس پر باقاعدہ فیصلہ دیا لیکن تقریباً ستاون سال گزرنے کے باوجود ہم آج تک اپنی معیشت کو سود سے پاک نہیں قرار دے سکے۔ لہذا جناب چیئرمین! میں آج اس تاریخی ایوان میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ بجٹ قرآن اور سنت کے مطابق نہیں ہے۔ اسلام جو معیشت کی بنیاد رکھتا ہے۔(عربی)

آپ سرمایہ داروں سے لے لیں اور غریبوں میں تقسیم کریں اور اس کا پھر فلسفہ بھی جتایا کہ

(عربی)

کہ ایسا نہ ہوجائے کہ دولت صرف سرمایہ داروں کے اندر چکر لگاتی رہے۔

جناب چیئرمین! اگر ہمیں ایک پاک صاف اور اسلامی معیشت بنانی ہے تو ظاہر ہے کہ سود کو ختم کرنا ہے۔

دوسرے نمبر پر ملاوٹ کو ختم کرنا ہے۔ ملاوٹ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے (عربی)

جو ملاوٹ کرتے ہیں وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ تو آج پورے ملک کے اندر ملاوٹ ہو رہی ہے۔ ملاوٹ کی اس حد تک سطح بڑھ گئی ہے کہ BBC Report کے مطابق ملاوٹ کی وجہ سے تیس فیصد لوگ پاکستان میں مر رہے ہیں۔ تو قرآن اور سنت کے خلاف ملاوٹ بھی ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ (عربی) ذخیرہ کرنے والا، ذخیرہ اندوزی کرنے والا، یہ ملعون ہے۔ شیطان کا بھائی ہے اور شیطان ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ملک بھر میں جس انداز سے غریبوں کا گلا گھونٹا جا رہا ہے اور دولت مند اور دولت سے مالا مال لوگ جس انداز سے مارکیٹ پر قابض ہیں اور وہ prices and rates کو جس انداز سے بڑھا رہے ہیں تو اس ملک کے system میں اس کو control کرنے کے لیے آپ پورے ملک کے اندر چکر لگائیں، مجسٹریٹ بھی اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے، آج تک اختیار کرنے والوں پر ہاتھ نہیں ڈالا گیا اور اسی طریقے سے اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک ہے اختیاری فقر اور ایک ہے غیر اختیاری فقر، یہ لوگوں کو کافر بناتا ہے۔ اگر آپ نے اس طرف توجہ نہ دی تو ہمارا غریب طبقہ مسلسل غربت کی وجہ سے کفر کی طرف جارہا ہے۔ جناب چیئرمین! ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر ہم آئین کی پاسداری کرتے ہیں، اس

ملک کے ان لاکھوں شہدا سے اگر ہم غداری نہیں کرتے ہیں اور ان لاکھوں شہدا کی لاج رکھتے ہیں تو آئین نے یہ طے کیا ہے کہ اس ملک کا ممکتی نظام اسلام ہوگا اور اس کے تمام قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق بنایا جائے گا اور تقریبا ۵۰ سال گزر گئے لیکن اب تک ہم اپنے قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق نہ بناسکے۔ جناب چیئرمین! یہ آپ کو معلوم ہے کہ دولت کی غیر مساویانہ تقسیم ملک کو توڑنے کا بنیادی عنصر ہے۔ جب دولت کی تقسیم غیر منصفانہ ہو' اب آپ دیکھیں چاروں صوبوں میں دولت کی منصفانہ تقسیم کا طریقہ اگر نہ ہو تو پھر مایوسیاں بڑھیں گی۔ جب مایوسیاں بڑھیں گی تو پھر اختلافات بڑھیں گے اور جب اختلافات بڑھیں گے تو پھر ملک ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ لہذا دولت کی منصفانہ تقسیم بھی اس بجٹ میں نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین! مہنگائی کا تو حال یہ ہے کہ گزشتہ سال جو بجٹ پاس کیا گیا' میں تو ماہر اقتصادیات نہیں ہوں' ظاہر ہے میں اس کا سیاسی تجزیہ ہی کر سکتا ہوں اور میں گلی کوچوں میں زندگی گزار کر اس کا تجزیہ کر سکتا ہوں کہ بجٹ کے اثرات ایک غریب تک پہنچتے ہیں کہ نہیں۔ جب گزشتہ سال بجٹ پیش کیا گیا اور ہم یہاں بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے یہی سوچا کہ آئندہ جون تک ملک میں تعلیم کی سطح بلند ہوگی۔ Taxes وصولی کی سطح بلند ہوگی۔ قرضہ کی وصولی کی سطح بلند ہوگی۔ پورے ملک میں روڈ بن جائیں گے۔ صحت اور ہسپتالوں کی سطح بلند ہوگی۔ لیکن جناب چیئرمین! جیسے ہم دیکھ رہے ہیں بازاروں میں جو لوگ مزدوریاں کرتے ہیں' بازاروں میں جو لوگ دن بھر ریڑھیاں چلاتے ہیں' ان کے لئے جب ہم دیکھتے ہیں تو اس وقت ایک survey کے مطابق پانچ لاکھ بچے غیر معیاری پانی پینے سے ہلاک ہوتے ہیں۔ ہمارا خیال تو یہ تھا کہ بجٹ پیش کرنے کے بعد ملک میں صاف پانی پینے کا انتظام ہو جائے گا لیکن اب تک بہت سارے بجٹ ہم دیکھ چکے ہیں لیکن نتیجہ میں وہی سطح بلند ہوتی جا رہی ہے۔ اموات کی سطح بلند ہوتی جا رہی ہے کم نہیں ہو رہی۔

جناب چیئرمین! ملک میں اس وقت جس انداز سے مہنگائی کا سیلاب آ رہا ہے اس سے عام لوگوں کی قوت خرید ختم ہوتی جا رہی ہے۔ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے ہماری سوچ و فکر یہ ہے کہ حکومت Utility Stores کے ذریعے سے ان کو کنٹرول کرے گے۔ جناب چیئرمین! ایک معمولی survey کے ذریعے سے چار کروڑ لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار

رہے ہیں اور اس میں ایک کروڑ خطر ناک حد تک پہنچ چکے ہیں۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ ان کو چھوڑ کر بااثر اور طاقت ور لوگوں کو سودا مل رہا ہے اور غریب اور مجبور لوگوں کو وہاں بھی سودا نہیں مل رہا ہے۔ ایک ہزار یوٹیلٹی سٹورز قوم کی غربت کو کیسے ختم کریں گے جناب چیئرمین! میں اس بات کا قائل نہیں ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔(عربی) جن لوگوں کو اللہ نے جو وسائل دیئے ہیں اس وسائل پر اگر وہ قناعت نہ کریں تو قیامت تک بھی ان کا پیٹ نہیں بھرے گا لیکن جو وسائل ہیں ان کی تقسیم منصفانہ ہو۔

اگر وسائل کی تقسیم منصفانہ نہ ہو تو اس سے ملک اور قوم برباد ہو جائیں گے جناب چیئرمین! ایک سیاسی ورکر کی حیثیت سے اگر ہم تجزیہ کرتے ہیں تو ہم اپنے گاؤں میں، اپنے شہر میں، اپنے علاقے میں، اپنے صوبے میں جن لوگوں کو ہم نے آنکھیں کھولتے دیکھا کہ وہ بڑے سرمایہ دار تھے وہ آج اس سے بڑھ کر سرمایہ دار ہیں اور جو لوگ ہم نے غریب دیکھے تھے وہ آج بھی غربت کی چکی میں پس رہے ہیں۔ ہم بجٹ کا economy تجزیہ تو پیش نہیں کر سکتے لیکن گلی کوچوں میں پھر کر، ہم نے ان بنگلوں کو، جب ہم نے آنکھیں کھولی تھیں دیکھا تھا۔ ان بنگلوں میں اب دوسرے مزید بنگلے بنے ہوئے ہیں اور جو غریب تھے جھونپڑیوں میں تھے وہ اب پیٹ میں چلے گئے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں ہے۔ ہم economy کا وہ تجزیہ تو ہم نہیں کر سکتے لیکن ملک کو دیکھ کر ہم تجزیہ تو کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! چاروں صوبوں کو اور خاص کر ان تین صوبوں کو منصفانہ دولت نہیں مل رہی۔ آپ دیکھیں بلوچستان ----CDA کا سالانہ بجٹ 20 ارب روپے ہے اور اسلام آباد میں تقریباً 25 universities ہیں اور آبادی صرف چھ لاکھ ہے۔ اس کا موازنہ اگر ملک کے ایک کمزور صوبے اور رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑے صوبہ بلوچستان سے کیا جائے تو وہاں پر ایک سکول بھی اسلام آباد جیسا نہیں ہے۔ وہاں آبادی کی تعداد کو دیکھیں، یہاں آبادی کی تعداد کو دیکھیں اور پھر آپ نوکری کے لئے اور پوسٹوں کے لئے معیار اور میرٹ مقرر کرتے ہیں اور بلوچستان کے سٹوڈنٹس، صوبہ سرحد کے سٹوڈنٹس کو اور اسلام آباد کے سٹوڈنٹس کو ایک لائن میں کھڑا کر کے ان کا میرٹ بناتے ہیں تو اس ملک کا مقدر کیا ہو گا۔ جناب چیئرمین! اس وقت جو subsidyدو سو ارب روپے دی جا رہی ہے اس میں 100 ارب روپے آپ واپڈا کو دے رہے

ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے ملک میں اگر کوئی آزاد ہے اور قوم کے لیے کوئی دردناک عذاب ہے تو وہ واپڈا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک خاتون میرے گھر پر آئی وہ رو رہی تھی۔ اس کے گھر میں ایک بلب تھا' اس گرمی میں ان کے گھر پر پنکھا بھی نہیں تھا وہ رو رہی تھی اس ایک بلب کے بدلے اس کے خلاف دس ہزار روپے جرمانہ آیا۔ کبھی ہم جاتے ہیں ایس ڈی او کے پاس' کبھی جاتے ہیں ایکسین کے پاس' اب سیاست یہ بنی ہوئی ہے کہ لوگوں کے بل ادا کریں' یہ آپ کی سیاست ہے' اس بنا پر آپ ووٹ لیں گے۔

جناب چیئرمین! جب سینیٹ کے ممبر کا یہ کام رہ جائے' قومی اسمبلی کے ممبر کا یہ کام رہ جائے تو پھر یہ قوم کس طرف جائے گی۔ جناب چیئرمین! میں یہ بھی عرض کروں کہ چین پاکستان سے ایک سال بعد آزاد ہوا ہے۔ وہاں پر مذہبی تعلیم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، دو سال بعد۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، دو سال بعد۔ قرآن و سنت کی تعلیم نہیں ہے لیکن انہوں نے سائنس و ٹیکنالوجی کی مد میں' تعلیم کی مد میں اتنی ترقی کی کہ پوری دنیا کی مارکیٹ پر قبضہ کیا لیکن پاکستان جو ایک سال پہلے آزاد ہوا تھا انہوں نے تعلیم میں ترقی نہیں کی۔ اس جرم کے مجرم کون ہیں۔ کل ہم بچے تھے' آنے والی نسلیں اس کا مجرم کس کو قرار دیں اور کس سے پوچھیں کہ ہماری قوم کو کیوں پسماندہ رکھا گیا۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ بھی عرض کروں کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق امام غزالی رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ جو قوم جس وقت، جس تعلیم کے ذریعے غلام بن جائے اس قوم کے لئے وہ واجب ہے کہ وہ تعلیم سیکھے۔ لہذا جناب چیئرمین! اب اس وقت اگر دنیا میں ہم غلام ہیں تو تعلیم کی مد میں ترقی نہ ہونے کی وجہ سے غلام ہیں۔ لہذا تعلیم کے لئے ہنگامی بنیادوں پر' میری اپنی رائے یہ ہے' اپنی تجویز یہ ہے کہ بجٹ کا آدھا حصہ تعلیم کے لیے مختص کیا جائے اور نظام تعلیم کو اس بنیاد پر تشکیل دیا جائے جس سے ہمارا اخلاقی معیار بھی قائم ہو' قرآن و سنت بھی اس میں ہو اور جدید سائنس و ٹیکنالوجی بھی اس میں ہو۔ ایک تو نعرے ہیں۔ آپ اس سال دیکھیں' صوبہ سرحد' پنجاب' سندھ اور بلوچستان میں تعلیم کی رفتار اور سطح دیکھیں۔ صرف ہمارے دعوے ہیں کہ ہم تعلیم میں ایسے کرتے ہیں' ایسے کرتے ہیں اس

کے نتیجے میں ایک لاکھ سکول اس ملک میں غیر فعال ہیں۔ سکول ہیں لیکن وہ غیر فعال ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، غیر فعال کا لفظ بڑا خطرناک ہے آگے بڑھیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، بہرحال۔ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ میرا جس علاقے سے تعلق ہے، مالاکنڈ ڈویژن، مالاکنڈ ڈویژن پاکستان کا پسماندہ علاقہ ہے لیکن وہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ صاف و شفاف پانی کے دو دریا اس میں بہہ رہے ہیں۔ جنگلات کی فراوانی سے لیکن وہاں کے بچے تعلیم سے محروم ہیں۔ اکثر کے والدین ------

(اس مرحلے پر اذان مغرب سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، مولانا گل نصیب صاحب کتنا وقت لیں گے وہ بھی دیکھ لیں پھر لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن سے یہ پوچھنا ہے کہ It is enough for the day یا کل پھر تین session کرنے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، آج بھی نماز کے بعد چلائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، دیکھ لیں دوستوں، بھائیوں سے بھی پوچھ لیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، میری آخری یہی گزارش ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن میں اس وقت سڑکوں کی حالت انتہائی خراب ہے، خطرناک حد تک خراب ہے، تعلیم کی مد میں بالکل ترقی نہیں ہے۔ صحت کے لیے اعلیٰ قسم کے ہسپتال نہیں ہیں لہذا اس بجٹ میں گزارش ہے کہ اس طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ ٹورازم کے point of view سے مالاکنڈ ڈویژن پاکستان کا سب سے حسین ترین علاقہ ہے۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ مالاکنڈ کے بٹ خیلہ سے کالام تک اس دریا کے دونوں سائیڈوں کو پختہ کیا جائے اور دونوں اطراف road one way بنا دی جائے۔ ساتھ ساتھ پارک اور ہوٹلوں کی تعمیر کے احکامات جاری کیے جائیں اس سے پورے ملک اور خصوصاً صوبہ سرحد کی معیشت میں انتہائی بہتری آئے گی۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Again I request Leader of House and Leader of the Opposition

جو رائے دیں کہ نماز کا وقفہ کرکے بیٹھیں یا کل تین سیشن کریں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی ۔ کل تین session possible نہیں ہونگے اس لیے میری تو رائے یہ ہے کہ جو طے ہوا تھا کہ نماز کا وقفہ کر کے پھر session کرلیں کیونکہ ابھی دوست ہیں اور پھر آخری موقع پر crunch ہوگا اور بدمزگی ہوگی اور دوستوں کو وقت نہیں ملے گا پھر guillotine لگے گی تو بہتر یہی ہے کہ ابھی کرلیں۔ تین سیشن possible نہیں ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد ۔ جی میرے خیال میں اگر آج جتنی ہوسکتی ہیں وہ کر لیتے ہیں۔ ساڑھے آٹھ تک کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، تو we will start again بیس منٹ نماز کا وقفہ کر کے 7.50 سے لے کر 8.30 تک دو تین سپیکر لے لیتے ہیں۔.we adjourn for the *Nimaz*

(Then the House was adjourned for Maghrib Prayer)

(مغرب کی نماز کے بعد اجلاس کی کارروائی

زیر صدارت جناب چیئرمین جناب محمد میاں سومرو شروع ہوئی)

جناب چیئرمین، جی شاہد حسن بگٹی صاحب۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب چیئرمین! کچھ عرصہ پہلے ہمارے ملک کے ایک مشہور کالم نویس نے ایک کالم لکھا تھا جو جنگ اخبار میں چھپا تھا۔ وہ کالم تو بہت لمبا ہے لیکن میں اس میں سے صرف ایک پیرا یہاں پڑھتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ

" کبھی کبھی وطن عزیز کی خوبیوں اور عجائبات پر غور کرتا ہوں تو ایسی باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں جن کی مثال دنیا کے دوسرے ملکوں میں نہیں ملتیں۔ آج میں ایسی چند انوکھی اور دلچسپ باتیں لکھوں گا لیکن میں اس میں سے صرف تین باتیں repeat کروں گا۔" یہ آگے لکھتے ہیں۔" یہ ہمارا ہی ملک ہے جہاں Chief of Army Staff کی حفاظت کے لیے پولیس تعینات کی جاتی ہے۔ جہاں وزیر اعظم صاحب security مانگتے ہیں۔ جہاں ملک کا Chief Justice انصاف مانگتا ہے۔"

جناب چیئرمین! مجھے یقین ہے کہ کچھ عرصے کے بعد اگر یہی کالم نویس ایک اور کالم لکھیں گے، اسی پیرائے، اسی لائن پر جب وہ لکھیں گے تو وہ اس بات کا ضرور اضافہ کریں گے کہ

یہ ایک واحد ملک ہے کہ جہاں پر وزیر خزانہ on the floor of the House بڑے بڑے بلند و بانگ وعدے کرتے ہیں لیکن نتیجہ صفر کا صفر۔

جناب چیئرمین صاحب! بشمول میرے آپ تمام دوستوں کو یاد ہو گا کہ پچھلے سال بجٹ کے موقع پر وزیر خزانہ نے اعلان کیا تھا کہ آنے والے برس ملک کے گوشے گوشے میں بجلی پہنچائی جائے گی۔ تمام آبادی کو صاف پینے کا پانی میسر ہو گا اور ملک میں یوٹیلٹی سٹور کا جال پھیلایا جائے گا۔

جناب چیئرمین صاحب! بجلی کی جو حالت ہے جو پہلے کہیں پر سو واٹ کا بلب پچیس واٹ کے بلب کی مانند ٹمٹاتا تھا اب وہ بھی چٹ۔ اب ہر طرف' دیہاتوں کو تو چھوڑیں کراچی جو کسی زمانے میں روشنیوں کا شہر کہلاتا تھا' عروس البلاد کہلاتا تھا وہاں پر اب power riots ہو رہے ہیں۔ اب وہاں پر اگر کوئی روشنی نظر آتی ہے تو ٹائروں کے جلنے کی روشنی نظر آتی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! ہم اسلام آباد میں بیٹھے اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتے تھے کہ اس menace سے' اس عذاب سے کم از کم اسلام آباد کے لوگ محفوظ ہیں لیکن کل ٹی وی پر میری نظر پڑی کہ ماشاء اللہ اب یہ بلا load shedding کی اسلام آباد پہنچ رہی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک دو square کلومیٹر کا area کہ یہ جو بلند building ہے جس کے زیر سایہ ہم بیٹھے ہوئے ہیں شاید اس کے طفیل ہم اس سے exempted رہیں لیکن یہ اعلانات ' یہ حقائق وزیر خزانہ صاحب floor of the House پر اعلانات کا منہ چڑا کر اس کی نفی کر رہی ہے۔

ساتھ ہی ساتھ چیئرمین صاحب! انہوں نے گزشتہ سال بھی اعلان کیا تھا اور اس سال بھی انہوں نے اعلان میں کہا کہ ہم پانچ ہزار یوٹیلٹی سٹور کھولیں گے۔ میں کبھی کبھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں چیئرمین صاحب! کہ یوٹیلٹی سٹور میں کون لوگ جا کر اشیائے صرف کی خریداری کرتے ہیں۔ آیا کیا انہوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ اس ملک کا جو غریب ترین طبقہ ہے آیا انہوں نے یوٹیلٹی سٹور کی شکل کبھی دیکھی ہے یا انہوں نے کبھی یوٹیلٹی سٹور میں قدم رکھا ہے یا وہ afford کر سکتے ہیں کہ یوٹیلٹی سٹور میں جا کر خریداری کریں۔ جناب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک manual labour جو دن کے وقت مزدوری کرتا ہے اور شام تک وہ سو ڈیڑھ سو روپے کماتا ہے وہ جب یوٹیلٹی سٹور میں جائے گا تو وہ ڈیڑھ سو روپے میں کیا خریداری کرے گا؟ جہاں پر

نوے روپے سے لے کر سو روپے کلو گھی ملتا ہے، پچاس، ساٹھ، ستر روپے دال ملتی ہے اور اس کے علاوہ وہاں پر میری اطلاع کے مطابق minimum purchasing بھی مقرر کی ہوئی ہے تین سو روپے یا پانچ سو روپے آپ کم از کم وہاں پر purchasing کریں گے۔ اب جو شخص دن میں سو ڈیڑھ سو روپے کماتا ہے تو وہ وہاں پر کیسے جائے گا؟ وہ تو ایسے ہی ہے جیسے میرے اور ڈاکٹر مالک کے لیے کیمپ آفس ممنوعہ area ہے اسی طرح ایک غریب آدمی کے لیے یوٹیلٹی سٹور بھی ایسے ہی ممنوعہ علاقہ بن گیا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! اس بجٹ میں اعلان ہوا ہے کہ minimum wages چار ہزار روپے سے بڑھا کر چار ہزار چھ سو روپے کر دی گئی ہے۔ خوش آئند بات ہے۔ ممکن ہے کسی حد تک کچھ غریبوں کو اس سے relief مل جائے لیکن میں یہاں پر یہ ضرور مطالبہ کروں گا کہ وزیر اعظم، نہیں وزیر اعظم نہیں۔ کیوں؟ کیونکہ وہ اپنے Prime Minister House کے affairs کو اور finances کو وہ کنٹرول نہیں کر سکتا ہے۔ جہاں پر پچھلے سال ترپن کروڑ روپے کی منظوری دی گئی تھی Prime Minister House کے لیے لیکن اب یہ supplementary demands میں 19 کروڑ کی supplementary demand آئی ہے۔ جب ایک شخص اپنے Prime Minister House کے finances کو صحیح کنٹرول نہیں کرسکتا ہے تو وہ ملک کے finances کیا سنبھالے گا؟ اس لیے میں مطالبہ کرتا ہوں Finance Minister سے جو یہاں پر کھڑے ہو کر بڑے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں کہ وہ چار ہزار چھ سو روپے میں ایک مہینے کا بجٹ بنا کے مجھے دکھا دیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر وہ چھ افراد پر مشتمل ایک گھریلو بجٹ بنا کے دکھا دیں۔ ملک کے سولہ کروڑ عوام ان کے احسان مند ہوں گے۔ جناب چیئرمین صاحب! کچھ ہی دن پہلے پوری قوم نے دیکھا ہو گا کہ اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات چھپ رہے تھے، جس میں حکومت اپنی achievements کو highlight کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اربوں روپے نہ سہی، کروڑوں روپے ضرور خرچ ہوئے ہوں گے۔ half pages کے اشتہارات آئے تھے جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ایکسپورٹ اتنے فیصد بڑھ گئی ہے۔ foreign reserves اتنے فیصد بڑھ گئے ہیں۔ foreign loan کی GDP, ratio کے تناسب سے اتنے فیصد کم ہو گئی ہے۔ لیکن میں یہ سوال پوچھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے ان اشتہارات کے ساتھ ساتھ یہ کیوں نہیں قوم کو

جتایا کہ ہماری imports کس تناسب سے بڑھی ہیں ۔ ہمارا defence budget کس تناسب سے بڑھا ہے ۔ ہماری قومی آمدنی کس تناسب سے بڑھی ہے ۔ہمارے قومی اخراجات کس تناسب سے بڑھے ہیں ۔ حکومت نے یہ قوم کو کیوں نہیں جتایا کہ یہ بھی اسی حکومت کو کریڈٹ جاتا ہے کہ ملک کی تاریخ کی سب سے بڑی کابینہ اسی حکومت نے بنائی ہے ۔ یہ بھی تو achievements ہیں جناب ۔ history کی books میں لکھا جائے گا کہ جنرل مشرف اور شوکت عزیز کے دور میں پاکستان کی سب سے بڑی کابینہ بنائی گئی تھی ۔ جب کچھ سیکٹرز میں آپ کچھ achieve کرتے ہیں اور اسے آپ highlight کرتے ہیں تو ذرا اپنی ناکامیوں پر بھی تو نگاہ دوڑائیں ' تو وہ آپ کو مزید آگے بڑھنے کے لیے مواد فراہم کرتا ہے ۔ جب آپ اپنی ناکامیوں پر نظر نہیں دوڑائیں گے ' آپ اپنی ناکامیوں سے نظر چرائیں گے تو آپ کبھی بھی آگے نہیں بڑھ سکتے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو اقدامات' جن کا حکومت دعویٰ کرتی ہے ' اگر ان اقدامات سے پاکستان کے غریب عوام کو کچھ بھی فائدہ پہنچتا تو اس اشتہار بازی کی ضرورت ہی نہ رہتی ۔ عوام خود آپ کے حق میں نعرے لگاتے ۔ عوام خود آپ کے حق میں اسمبلی کے باہر کھڑے ہو کر زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہوتے ۔ آپ کو اشتہارات کا سہارا لینے کی ضرورت ہی نہ ہوتی ۔ عملی اقدامات ہوتے تو ان اشتہارات پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کی آپ کو ضرورت ہی نہ ہوتی ۔ اگر ان دعووں کا معمولی effect بھی trickle down کیا ہوتا ' تو میں سمجھتا ہوں کہ عوام خود آپ کو appreciate کرتے ۔ لیکن یہاں پر ایک اور سوال اٹھتا ہے کہ foreign reservoir بڑھنے سے ' ہماری ایکسپورٹ بڑھنے سے ' ہمارے foreign debts کم ہونے سے ' ایک غریب آدمی کی زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے ۔ وہ تو پہلے بھی crunch میں تھا ' وہ آج بھی crunch میں ہے ۔ پہلے جب foreign reservoir ہمارے ایک ملین یا پھر سو ملین ڈالر پر پہنچے تھے' وہ اس وقت بھی روزی کمانے کے لیے پریشان تھا۔ آج جب یہ حکومت دعویٰ کرتی ہے کہ foreign reservoir پندرہ بلین ڈالر سے cross کر گئے ہیں ۔ وہ آج اس سے زیادہ پریشان حال ہے ۔ جس مہنگائی کا وہ سامنا کر رہا ہے اسے کسی بھی طریقے سے یہ effect نہیں ہوتا کہ foreign debts کم ہو رہا ہے یا زیادہ ہو رہا ہے ۔ export بڑھ رہی ہے یا import بڑھ رہی ہے ۔ دوسری بات میں یہاں پر یہ بھی کہتا چلوں کہ حکومت نے ان اشتہارات کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ

ہمارے foreign debts کم ہوئے ہیں ۔ جب کہ میں نے مختلف sources سے جو معلومات اکٹھی کی ہیں، ان کے مطابق external اور internal debts میں کم از کم گزشتہ پانچ سال میں پچاس فیصد اضافہ ہوا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ حکومت کس بنیاد پر دعویٰ کر رہی ہے کہ جی foreign debts کم ہو رہے ہیں ۔ جناب چیئرمین صاحب! یہاں بڑے طمطراق سے foreign investment کی بات کی جاتی ہے کہ جی چھ ارب ڈالر کا زرمبادلہ آیا ہے ۔ میں اس claim کو چیلنج نہیں کرتا کہ چھ ارب ڈالر آیا ہے یا نہیں آیا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ چھ ارب ڈالر آیا ہے یا سولہ ارب ڈالر آیا ہے وہ کس سیکٹر میں آیا ہے اس سے عام پاکستانی کی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی foreign investment گزشتہ چند سالوں میں آئی ہے وہ تین سیکٹرز میں آئی ہے۔ نمبر ایک banking ، نمبر 2 stock اور نمبر 3 telecommunication industry جہاں پر overnight آپ اپنی سرمایہ کاری کو multiply کرتے ہیں اور جب آپ دیکھتے ہیں کہ اب آپ کی investment risk پر جا رہی ہے تو اپنی investment کو immediately نکال سکتے ہیں ۔ ان تینوں سیکٹرز کے علاوہ اگر کچھ تھوڑی بہت investment آئی ہے تو وہ real estate business میں آئی ہے۔ اس کے علاوہ مجھے کوئی یہ ثابت کرکے بتائے کہ جن سیکٹرز میں foreign investment کی اشد ضرورت ہے اس میں ایک ڈالر بھی آیا ہے ۔ پاکستان کے تمام گاؤں، گلی کوچے ، شہری علاقے اندھیرے میں ڈوبتے چلے جا رہے ہیں ، مجھے اس طرف بیٹھے ہوئے دوست یہ بتائیں کہ گزشتہ پانچ سال میں energy sector میں کسی نے invest کیا ہے ؟ Foreign investment کو چھوڑیں کیا حکومت پاکستان نے گزشتہ سات سال میں ایک کلو واٹ نئی بجلی پیدا کی ہے؟ کیا حکومت کو یہ نہیں پتا تھا کہ اگلے آنے والے برسوں میں ہماری energy کی demand اس تناسب سے بڑھے گی، لاکھوں روپے کی تنخواہوں پر ہم نے لوگوں کو hire کرکے رکھا ہوا ہے جو روز ٹیلی ویژن پر آتے ہیں اور صرف حکومت کی پالیسیوں کو defend کرتے ہیں اور ایسے ہیرا پھیری کا حساب بتاتے ہیں جو ہمارے سر سے بالا بالا گزر جاتا ہے، کیا انہیں نہیں پتا تھا؟ کبھی کالاباغ ڈیم کی بات کرتے ہیں، کبھی بھاشا ڈیم کی بات کرتے ہیں، کبھی دیامیر ڈیم کی بات کرتے ہیں، عجیب عجیب نام انہوں نے ایجاد کیے ہیں لیکن جناب! سات سال کوئی معمولی عرصہ نہیں ہوتا ، مجھے کوئی

ثابت کرکے بتا دے ملک میں ایک کلوواٹ نئی بجلی generate کی گئی ہے۔ ہم کس foreign investment کی بات کر رہے ہیں؟ ہم کس ملک کی بات یہاں کر رہے ہیں، ہم یہاں بیٹھ کر کس vision کی بات کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی، جناب والا! اب میں آپ کے interest کے سیکٹر کی طرف آتا ہوں، شاید اس میں مجھے کچھ اضافی وقت مل جائے۔ میں زراعت کی طرف آتا ہوں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ GDP میں کم از کم 60 % contribution agriculture sector کی ہے لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے بڑا افسوس ہوتا ہے کہ حکومت کو agriculture sector کی طرف جو توجہ دینی چاہیے تھی وہ نہ پہلے دی ہے اور نہ اس بجٹ میں دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسے کافی حد تک نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ اب اس بجٹ میں وزیر خزانہ صاحب نے کچھ subsidy کے اعلانات کیے ہیں اور وہ اس کو بہت بڑی achievement ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم DAP پر اس برس 407 rupees per bag subsidy growers کو دیں گے۔ جناب چیئرمین! یہاں میرے پاس گزشتہ پانچ سال کے figures ہیں 2001 اور 2002 میں ڈی اے پی کی قیمت مارکیٹ میں 540 rupees per bag تھی اور یوریا کی بوری 300 rupees میں دستیاب تھی۔ بڑھتے بڑھتے 2006 اور 2007 میں ڈی اے پی کی قیمت 540روپے سے ایک ہزار پچاس سے لے کر گیارہ سو روپے تک پہنچ گئی ہے اور یوریا کی قیمت جو 2002 میں 300 روپے میں available تھی وہ اس سال 540 rupees میں growers کو available ہے۔ اس کے برخلاف پیڈی کر crop جو 2001-2002 میں grower کو 210 rupees سے لیکر 220 rupees per 40 K.G. ملتے تھے وہ اس سال ان کو تین سو بیس روپے ملے ہیں یہ average price میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اس میں اگر price increase ہم دیکھیں تو پیڈی کی قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے وہ ہے 45%، یوریا کی قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے وہ تقریباً 80% اور جو DAP کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے وہ 105% ہے۔

جناب چیئرمین، اسی طرح گندم کی قیمت میں جو پانچ سال جو قیمت تھی اور آج جو

grower کو جو دیا جارہا ہے اس میں صرف 52% کا اضافہ ہوا ہے۔ ایک چیز کو اگر مد نظر رکھا جائے کہ inputs میں اسی سے لیکر 100% تک اضافہ ہو رہا ہے" ڈیزل کا تو آپ ذرا ذہن میں رکھیں کہ ڈیزل کا تو میں نے ذکر ہی نہیں کیا ہے کہ جو ایک اور major input ہے agriculture sectorمیں۔ اب inputs میں جب اسی سے سو فیصد اضافہ ہوتا ہے لیکن support price وہ بھی صرف گندم کی' اس میں اضافہ 50% کیا جاتا ہے۔ تو آپ خود بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ grower کہاں پہ کھڑا ہے۔ یہ agriculture sector کب تک sustain کرے گی۔ مجبوری صرف یہ ہے کہ growerکے پاس کوئی اور option ہےنہیں۔ Grower کاشتکاری چھوڑ کر کے کیا کرے گا۔ ایک Industrialist کا sugar factory نہیں چلتی ہے Textile Mill۔ لگا لے گا۔ Textile Mill نہیں چلتا ہے کوئی اور industry لگا لے گا لیکن grower کی پاس کی جو option ہے پیڈی میں اگر اسے اچھا return نہیں ملتا وہ coton کاشت کرے گا۔ Cotton میں اگر صحیح return نہیں ملے گا وہ واپس گھوم کر کے آئے گا wheat کے اوپر' وہ ایک vicious circleسے باہر نہیں نکل سکتا۔ یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ یہ rate جو کاشتکار کو جو ملتا ہے اسے کونسے forces control کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو fertilizer میں چاہے وہ DAP ہو چاہے یوریا اس میں جو rapid اضافہ ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایک ادارے کا اس fertilizer کے market پہ monopoly ہونے کی وجہ سے بھی یہ ہوا ہے۔ جب سے fertilizer services acquire کئے ہیں اب میں اس میں نہیں جاتا کہ کہ جی کس طریقے سے آیا وہ غیر شفاف انداز سے اس SSP۔ نے acquire کئے ہیں یا شفاف انداز میں لیکن وہ factories acquire کرنے کے بعد Pakistani fertilizer market میں SSP کا share تقریباً 60% ہو گیا ہے۔ اسی طریقے سے جو DAP جس کا bulk import ہوتا ہے اس پہ بھی SSP کا control ہے۔ یہاں پہ بتاتے ہوئے مجھے شرمندگی محسوس ہو رہی ہے کہ پچھلے سال private sector میں ایک private importerنے دو جہاز import کئے DAP fertilizerکے آسٹریلیا سے جس کے لئے FCP نے bids بھرے تھے لیکن وہ اتفاق سے اس private party کو وہ مل گئے تھے۔ SSP والوں نے NAB کے ذریعے اس private importer کے Karachi Office کو raid

کروایا اور اس کے تمام record کو اٹھا کر کے لے گئے اور اس کے office کو seal کر دیا گیا۔ صرف اس لئے کہ وہ DAP کے fertilizer market میں SSP کے ساتھ compete کر رہا تھا اور ان کے rates سے پانچ دس روپے کم پہ مارکیٹ میں بیچ رہا تھا۔ جب States Sponsored Organizations جب میدان میں آئیں گے اور جب وہ اس قسم کے unlawful tactics use کریں گے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک private sector کیسے ان کے ساتھ compete کر سکے گا۔ یہ تو میں نے ایک چھوٹی سی مثال دی تھی کہ کس طریقے سے NAB نے ایک private importer کو market سے باہر پھینکنے کی کوشش کی ہے۔ گزشتہ پانچ سات سالوں سے سنتے آ رہے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے بڑے شفاف انداز میں ہو رہا ہے۔

چونکہ آپ نے پانچ منٹ پہلے ہی مجھے warning دے دی ہے time کے حوالے سے I will try to be as brief as possible. میں گزشتہ ادوار میں ہونے والے جتنے بھی privatization ہوئے ہیں میں ان میں نہیں جاتا۔ میں صرف ایک دو کی مثال دیتا چلوں گا کہ حبیب بینک کو جس طریقے سے privatize کیا گیا ہے۔ اپنے پیاروں کو جس طریقے سے نوازا گیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ جو کچھ تھوڑا بہت sense رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ حبیب بینک کے assets کتنے تھے اور کتنے میں اسے فروخت کیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد جس انداز میں جس شفاف اور transparent طریقے سے سٹیل مل کو بیچا جا رہا تھا وہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ آپ جتنا بھی کہیں شفاف تھا ' transparent تھا لیکن نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ کس transparency کی بات کرتے ہیں۔ پھر جس طریقے سے گوادر پورٹ کو سنگا پور اتھارٹی کے حوالے کیا گیا ہے وہ خود ایک مثال ہے کہ پورٹ سنگا پور اتھارٹی کو گوادر پورٹ حوالے کرنے کے بعد اس کو benefits دیئے گئے ہیں taxation میں ' land allotment میں اور یہاں پر آپ سن کر حیران تو خیر نہیں ہوں گے کہ جناب کیونکہ you are privy to lot of information یہاں پر بیٹھے ہوئے private دوستوں کے لئے میں یہ بتاتا چلوں کہ گوادر میں دو ہزار ایکڑ زمین جو کہ Coast Guard اور Navy کے تصرف اور اس کے قبضے میں تھی گورنمنٹ نے چند ہفتوں کے اندر ان سے قبضہ چھڑا کر کے پورٹ سنگا پور اتھارٹی کا جو لوکل ایجنٹ ہے اسے کے ڈی '

عقیل کریم ڈیڈی دو ہزار ایکڑ وہ اس کے حوالے کر دی گئی ہے۔ کس pretext پر کہ وہ اے کے ڈی وہاں پر economic free zone بنائے گا۔

وہاں پر industry لگے گی اور وہاں سے جو بھی manufacturing ہو گا that would be for export purpose only اور جناب چیئرمین صاحب! آج اے کے ڈی ' عقیل کریم ڈیڈی وہ زمین مارکیٹ میں ۲۵ لاکھ روپے فی ایکڑ کے حساب سے فروخت کر رہا ہے۔ میں آ رہا ہوں اسی طرف' آپ نے سن لیا جو آوازیں وہاں سے آ رہی ہیں وہ partner کس کا ہے۔ front man کس کا ہے۔ مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں اٹھتے بیٹھے ہوئے اسے ساری دنیا جانتی ہے۔ وہ partner کس کا ہے۔ کس کے تصرف سے زمین آزاد کی گئی ہے۔ میری زمین نہیں تھی۔ ڈاکٹر مالک کی زمین نہیں تھی۔ رحیم مندوخیل کی زمین نہیں تھی۔ وہ Coast Guard اور Navy کی زمین تھی۔ان سے وہ زمین خالی کرائی گئی۔ Coast Guard تو وہ بلا ہے جس نے بلوچستان میں ایک ناکہ لگایا ہوا ہے جو اوتھل چوکی کے نام سےمشہور ہے۔ گزشتہ بیس سال میں اس سینیٹ کے اندر وسیم سجاد صاحب گواہ ہوں گے کہ بلوچستان کا ہر سینیٹر یہاں پر چیختا رہا ہے۔ نیشنل اسمبلی کے فورم پر بلوچستان کا ہر ایم این اے چیختا رہا ہے کہ خدا کے لئے اس چیک پوسٹ کو ہٹایا جائے۔ یہاں پر لوگوں کی عزت نفس کو مجروح کیا جاتا ہے لیکن وہ ایسا powerful ادارہ ہے کہ وہ چیک پوسٹ آج بھی اس جگہ پر موجود ہے۔

ابھی حال ہی کا میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ وہاں پر اٹھ کر کے ایک شخص اس طرف آ کر کیوں بیٹھا ہے اس نے اسی چیک پوسٹ کا reference دیا تھا میں ان کے اتحادی جماعت کی بات کر رہا ہوں' میر اسرار اللہ زہری کی۔ حال ہی میں مجھے بھی اس چیک پوسٹ پر بےعزت کیا گیا تھا۔ یہ وہ powerful ادارہ ہے کہ جو بلوچستان کے ہرشخص کو چاہے وہ سیاسی شخص ہو چاہے قبائلی عمائدین ہو انہیں اتار کر کے ان کی عزت نفس کو مجروح کر کے انہیں یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ تم تیسرے درجے کے شہری ہو یا اول نمبر کے غدار ہو۔ جناب ان لوگوں سے ' Navyسے وہ زمین خالی کرائی گئی ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ وہ کونسے forces ہیں جن کے لئے وہ زمین خالی کرائی گئی ہے اور کون زمین خالی کرانے میں شامل ہے۔ جناب! اب میں مختصراً educationکے budgetکے حوالے سے انتہائی مختصر عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی ، میں عرض کروں گا کہ تھوک کے حساب سے جو پلندے ہمیں دیئے گئے ہیں یہ تو شاید کل اگر ہم پڑھنے بیٹھیں تو ایمانداری کی بات ہے کہ اگلے بجٹ تک اسے مکمل نہیں پڑھ سکیں گے۔ لیکن جو جلدی میں، جیسے یہاں پر ہم جلدی جا رہے ہیں، تقاریر میں جو کتابیں پڑھی ہیں تو میں یہ سمجھا ہوں کہ education کے بجٹ میں چوبیس یا پچیس ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب والا! دنیا میں جتنے ممالک نے ترقی کی ہے کیا وہ ڈیفنس کے بجٹ میں اضافے سے ترقی کی ہے یا تعلیم کے بجٹ میں اضافے سے؛ سائنس و ٹیکنالوجی کے بجٹ میں اضافے سے انہوں نے ترقیاں کی ہیں۔ جنگ عظیم دوئم کے بعد جن ممالک نے education پر، سائنس و ٹیکنالوجی پر زیادہ توجہ دی ہے وہ آج عروج پر پہنچ گئے ہیں اور ہم جیسے third world countries جنہوں نے ہمیشہ تمام تر ذرائع کا منہ defence کی طرف موڑ دیا تھا ہم وہیں کے وہیں رہ گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں جناب والا! جو میں نے ان پلندوں سے دیکھا اور اگر میں صحیح ہوں تو یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ پوری education کا بجٹ دفاعی بجٹ میں اضافے سے بھی کم ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوس کا مقام ہے۔ اس طریقے سے میں نہیں سمجھتا کہ جو ہم عوام کو بتاتے ہیں کہ اتنے عرصے کے بعد ہم نے level of education حاصل کرنی ہے اس کو ہم حاصل کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر رونے کو اگر بیٹھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ دن رات ہو جائے اور رات دن ہو جائے۔ کونسے ایسے مسائل ہیں جن سے پاکستانی عوام دوچار نہیں ہیں لیکن وقت کی بھی قید ہے، وقت کا بھی خیال رکھنا ہے۔ بغاوت کے الزام میں جیل جانے والے پاکستان کے شہرہ آفاق شاعر فیض احمد فیض نے ایک بہت ہی خوبصورت نظم لکھی تھی جس کی صرف چار لائنیں میں یہاں پر پڑھنا چاہوں گا۔ اس سے پہلے دو لائنیں میں اس لیے پڑھوں گا کہ جنہوں نے فیض کو تھوڑا بہت پڑھا ہے ان کے ذہن میں فوراً آ جائے۔ اس کی پہلی دو لائنیں ہیں۔

یہ گلیوں کے آوارہ بے کار کتے
کہ بخشا گیا جن کو ذوق گدائی

آخری چار لائنوں میں وہ لکھتے ہیں

یہ چاہیں تو دنیا کو اپنا بنا لیں
یہ آقاؤں کی ہڈیاں تک چبا لیں
کوئی ان کو احساس ذلت دلا دے
کوئی ان کی سوئی ہوئی دم ہلا دے

جناب چیئرمین! میں آپ سے اور آپ کے توسط سے اس طرف بیٹھے ہوئے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس میں سوئے ہوئے مکینوں کی دم کو بھی ذرا ہلائیں، ان کو جگائیں اور ان کو یہ بتائیں کہ پاکستان کی عوام اب عاجز آچکی ہے۔ پاکستانی عوام کی کمر اب ٹوٹنے کو ہے لیکن اس سے پہلے کوئی پاکستانی عوام کی سوئی ہوئی دم کو ہلا دے اور وہ ان حکمرانوں کی ہڈیاں چبا ڈالیں۔ خدا کے لئے آپ ان کی دم ہلائیں تاکہ اس غریب عوام کو اس معاشی بوجھ سے نکالنے کے لئے کچھ عملی اقدامات کئے جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، پروفیسر محمد ابراہیم۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، مہربانی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! بجٹ کے حوالے سے، بجٹ تقریر میں جس طرح کی زبان استعمال ہوئی ہے سب سے پہلے تو میں اس پر انتہائی افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ اس کے آغاز میں تیسرا پیرا ہے۔ میرے دل میں معاشی دہشت گردوں کے بارے میں کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔ اس میں معاشی دہشت گردوں کا کوئی تعین نہیں کیا گیا، میں اس کے یہ معنی لینے میں حق بجانب ہوں کہ اس بجٹ کی اور اس تقریر کی جو بھی مخالفت کرے گا وہ معاشی دہشت گرد ہی تصور ہوگا۔ اس وقت آپ کے بائیں جانب بیٹھے ہوئے سارے لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہ الفاظ اگر نہ ہوتے تو بہتر ہوتا۔

جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (عربی) اپنے آپ کو طعن نہ دو۔ مفسرین نے اس کی تشریح میں یہ بات لکھی ہے کہ جو شخص دوسروں پر طعن اور تشنیع کرتا ہے گویا وہ دوسروں کو دعوت دیتا ہے کہ ان پر بھی طعن و تشنیع کی جائے۔ اس لئے اس کے معنی یہ ہیں

کہ دوسروں پر طعن کرنے والا، حقیقت میں اپنے آپ پر طعن کر رہا ہوتا ہے۔ جو مجھے معاشی دہشت گرد کہے گا میں حق بجانب ہونگا کہ میں اسے معاشی دہشت گرد کہوں۔ جناب چیئرمین! اس کے بعد، اس بجٹ تقریر میں میرے فاضل دوستوں نے یہ بات کہی کہ وزیرمملکت برائے خزانہ اپنی تعریف خود ہی کر رہے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ ان کے کارناموں کی وجہ سے دوسرے ان کی تعریف کرتے لیکن وہ اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہے خود اپنی تعریف کئے جا رہا ہے۔ شاہد حسن بگٹی صاحب نے اشتہارات کا تذکرہ کیا۔ اخبار میں اشتہار کی ضرورت نہیں تھی اگر کوئی کارنامہ حکومت کا ہوتا، اخبار میں اشتہار اسی لیے دیا جا رہا ہے کہ حکومت نے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔ باور کیا جا رہا ہے کہ اس نے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اخبارات کو، میں صحافی دوستوں سے معذرت کے ساتھ کہوں گا، یہ تو صحافی کارکن ہیں میری بات کی زد میں صحافتی اداروں کے مالکان آتے ہیں کہ ان کو ان اشتہارات کے ذریعے سے رشوت دی جا رہی ہے۔ حقیقت میں یہ بجٹ الیکشن منشور ہے اور یہ اشتہارات بھی الیکشن منشور ہی کے لیے ہو رہے ہیں۔ جنرل پرویز مشرف آئندہ انتخابات میں غیر قانونی طور پر غیر آئینی طور پر انتخابات کے میدان میں نکلنے کی کوشش کر رہا ہے اس کے لیے سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہ اشتہار بازی کے ذریعے منشور آگے بڑھایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے بڑی کوشش کی کہ اس بجٹ کے اندر اچھی باتیں ڈھونڈوں اور ان کی تعریف کروں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مجھے اچھی باتیں نہیں ملیں۔ یہاں پر بین الاقوامی منڈی میں تیل کی قیمتوں کا تذکرہ آیا ہے۔ جناب چیئرمین! تیل کی قیمتیں جب اٹھاون انسٹھ ڈالر فی بیرل تھی اس وقت قیمتیں بڑھنی شروع ہوگئی اور ستر اکہتر ڈالر فی بیرل، ہمارے ہاں لیٹر کے حساب سے قیمت چڑھتی رہی جب یہ قیمت واپس ساٹھ انسٹھ پر پہنچ گئی تو اس وقت ہمارے وزیرمملکت برائے پٹرولیم نے اس ایوان کے اندر صاف کہہ دیا کہ ہم تیل کی قیمتوں میں کوئی کمی نہیں کریں گے اور ستر اکہتر سے اٹھاون انسٹھ پر قیمت آگئی تھی تو انہوں نے ایک روپیہ فی لیٹر ڈیزل کے اندر اور چار روپیہ پٹرول کے اندر قیمت میں کمی کی۔ قیمتوں میں اضافہ تو پندرہ روز بعد کر دیا جاتا ہے لیکن اس میں کمی سالہا سال تک نہیں کی جاتی اور کہا جاتا ہے کہ ہم نے قیمتوں میں بڑی کمی اور ہم نے اس کام کے لیے بڑی تکلیف اٹھائی۔

جناب چیئرمین! وزیر مملکت برائے خزانہ اپنی تقریر کے صفحہ چار کے آخری لائن میں کہتا ہے کہ پارلیمنٹ کی بالادستی شک و شبہ سے بالاتر ہو۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ اس پارلیمنٹ کو کتنا بالادست بنایا گیا ہے۔ اس پارلیمنٹ کو آج تک کشمیر پالیسی پر بات کرنے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ اس پارلیمنٹ کو آج تک war against terrorists کی پالیسی پر بات کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ چار سال پورے کر لیے ہیں، پانچواں سال جا رہا ہے لیکن اس پارلیمنٹ کو کسی بھی بنیادی ایشو پر بات کرنے کا اختیار نہیں ہے اور واشگاف الفاظ میں کہا جاتا ہے کہ کشمیر پالیسی پر تو وزیر خارجہ کو بھی پتا نہیں ہے۔ چار پانچ افراد بیٹھے ہیں اور چار پانچ بھی حقیقت میں نہیں بلکہ حقیقت میں تو ایک ہی فرد ہے ۔جو ساری پالیسیاں تشکیل دے رہا ہے ۔ جناب چیئرمین! اس میں تعلیم ، صحت ، انصاف کی بات ہوئی ہے ۔مجھے اس بات سے اتفاق ہے تعلیم ، صحت ، انصاف ، امن و امان ، بہت ہی بنیادی اور اہم مسائل ہیں اور ان پر توجہ دینی چاہیے اور کسی بھی فلاحی مملکت کے اندر تعلیم بھی مفت ہونی چاہیے ، انصاف بھی ملنا چاہیے ، علاج کا بھی انتظام ہونا چاہیے اور حکومت پر لازم ہے کہ وہ روز گار کا بھی اہتمام کرے لیکن جناب چیئرمین! تعلیم کا بھی کل آپ نے بگٹی صاحب سے سنا، تعلیم کی standing committee کا میں ممبر ہوں اور ہمیں وہاں پر جو briefing دی گئی ہے کہ تعلیم کی وزارت کو فنڈز نہیں دیے جاتے اور جناب چیئرمین! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ تعلیم کی وزارت کو یہ شکایت ہے ۔یہ Non formal basic education کے لیے تو 2006-7، کے location ہوئی 705.3 ملین اور ان کو 330.4 ملین اور اسی طرح سے President education sector reforms programme کے لیے location 1750 million ہوئی تھی اور ان کو relief 17.1 million ہوا ہے ۔جناب چیئر مین ! یہی صورت حال ٹیکنالوجی کا بھی ہے ۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ بجلی کی کمی کی وجہ سے ہمیں متبادل ذرائع انرجی کے ڈھونڈنے پڑیں گے اور سائنس ٹیکنالوجی کے میدان میں بہت اہم کردار ادا کرنا ہوگا لیکن جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ ٹیکنالوجی کے وزارت کے PSDP میں اور development budget میں کمی کی گئی ہے ۔ جناب چیئرمین! یہ demand No.159 ہے ۔ 4.43 ارب ان کو allocation تھی اور revised allocation 2.73 ہوئی اور اس سال 3.60 ارب کر دی گئی اور اس میں revised allocation میں کمی کیوں ہوئی یہ وزارت سائنس اور ٹیکنالوجی

لو شکایت ہے کہ ان کو recurring budget نہیں مل رہا ہے اور اپنے developmental بجٹ
کو استعمال کرنے کا حل نہیں ہوتا - بجائے اس کے کہ دونوں اقسام کے بجٹ میں اضافہ کیا
جاتا اس میں کمی کی گئی ہے - میری آپ کی وساطت سے گزارش ہوگی کہ تعلیم کو بھی اور
سائنس و ٹیکنالوجی میں بھی پچھلے سال کے بجٹ سے بڑھ کر بجٹ ملنا چاہیے تھا اور اس میں
کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے تھی - جناب چیئرمین! اس بجٹ میں ایک عجیب بات ہے - وزیرمملکت
کہتے ہیں بجٹ تقریر میں وہ ایک بات کرتے ہیں کہ یہ کوئی مجموعی بجٹ 1874 ارب روپے ہے اور
بجٹ کا جو میزانیہ ہے اس میں 1599 ارب دکھایا گیا ہے۔ وہ ہمیں ذرا سمجھائیں کہ 1874 ارب
روپے کیسے ہو گیا ہے - NFC Award کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ صوبائی وزراء اعلیٰ
اورصوبائی وزیر خزانہ نے صدر کو اختیار دیا - مجھ سے پہلے بھی دوستوں نے یہ بات کہی اور اپوزیشن
لیڈر صاحب نے بھی یہ بات کہی تھی کہ اس بنیاد پر بجٹ illegitimate ہے - صوبائی وزراء اعلیٰ
اور صوبائی وزیر خزانہ کو یہ اختیار ہی نہیں کہ وہ پرویز مشرف کو اختیار دے دیں کہ وہ NFC
Award پر کوئی فیصلہ کریں اور یہاں پر اس بنیاد پر فیصلہ کیا گیا ہے اور اس فیصلے کی روشنی
میں کام ہو رہا ہے - جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کے بعد صوبوں میں جو کچھ
تقسیم ہو رہا ہے، اس کے ساتھ جو ظلم روا رکھا جا رہا ہے، یہ تلخیص میزانیہ کا صفحہ نمبر 17 ہے اس
میں قابل تقسیم کی محاصل کی تفصیل ہے۔ کل صوبوں کو منتقلی اور اس میں سے جو حصہ وفاقی
حکومت کو ادائیگی میں کمی اور کمی کیسی ہے؛ سود کی ادائیگیاں یعنی صوبوں سے مرکز کو دے کر
صوبوں کے حصے میں کمی لائی جا رہی ہے۔ سود کی ادائیگیوں میں صوبے سے اس بجٹ میں واپس
لیا جائے گا 18231 million اور قرضے جو ہیں، اس میں واپس لیا جائے گا 14557 million یعنی
جو قرضے ہیں وہ کم ہیں اور ان سے سود زیادہ لیا جاتا ہے۔ بلوچستان کے بارے میں تو ہمارے
دوست بار بار کہتے ہیں صوبہ over drafting پر چل رہا ہے۔ صوبہ سرحد کو اپنا حصہ نہیں دیا جاتا،
اس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ قرضہ لے لو اور وہ قرضہ دس، گیارہ فیصد سود کی شرح سے لے کر
سود، سترہ فیصد شرح تک ان سے لیا جاتا ہے۔ مارکیٹ میں تین، چار فیصد پر پیسہ available ہے
لیکن یہ اجازت نہیں دی جا رہی کہ وہاں سے پیسہ لے کر اپنے قرضے اتارے۔ بنیادی طور پر تو سارا
سودی نظام اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ ہے۔ اللہ کا فرمان ہے۔ (عربی)

(ترجمہ)۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، سود مت کھاؤ اگر تم مومن ہو۔ اگر تم اس کو نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

حکومت نے اس وقت پورے ملک کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کی حالت میں رکھا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! فنی باتیں میرے دوست اور میرے فاضل بزرگ مجھ سے پہلے کہہ چکے ہیں۔ وزیر مملکت کہتے ہیں کہ ہم نے جو قرضے حاصل کیے وہ پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لیے ضروری تھے۔ جناب چیئرمین! یہ لعنت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے چھٹکارا دلا دے۔ بیرونی قرضے کبھی بھی ہماری تعمیر و ترقی کے لیے استعمال نہیں ہوتے۔ سارے بیرونی قرضے اس مقصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں کہ حکمرانوں کے اللوں تللوں پر خرچ ہوں۔ قرضہ تو اس لیے لیا جاتا ہے کہ اس سے کاروبار کیا جائے، اس کے منافع میں سے خود بھی لیا جائے اور قرضہ بھی ادا کیا جائے لیکن یہاں جو قرضہ آتا ہے وہ سارا establishment پر خرچ ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! وزیر مملکت نے ایک بہت اچھی بات کہی کہ ہم نے Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act pass کیا ہے اور اس ذریعے سے ساٹھ فیصد سے زیادہ جو قرضہ لیا جائے گا وہ ایوان کے سامنے پیش ہو گا۔ اسی قانون کے تحت حکومت اس بات کی پابند ہے کہ نجکاری کے ذریعے حاصل ہونے والے سرمائے کا نوے فیصد وہ قرضوں کی ادائیگی کے لیے استعمال کرے۔ حکومت نے آج تک اس کو اس مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا۔ اپنے تعیشات میں نجکاری کے پیسوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ پہلے تو اپنے ہی چند لوگوں کو جو ان کے من پسند ہوتے ہیں، ان کو اونے پونے ہمارے قیمتی ادارے بیچے جاتے ہیں اور پھر وہ قرضہ خود ہڑپ کر جاتے ہیں۔ اس وقت قرضوں کا quantum انتالیس ارب ڈالر تک پہنچ رہا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ صفحہ نو پر کہہ رہے ہیں کہ آج دنیا میں ہم اپنا سر فخر سے بلند کر کے جاتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ امریکہ میں ہمارا سفیر کہتا ہے جب اس سے کہا جاتا ہے کہ دہشت گردی کی جنگ میں مزید کرو تو وہ کہتا ہے کہ ہم سر کے بل کھڑے ہیں اور کیا کر سکتے ہیں۔ ہمارے سر فخر سے بلند نہیں، موجودہ حکومت نے پوری قوم کو امریکہ کے سامنے سر کے بل کھڑا کر دیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ کاش ایسا ہوتا کہ ہم سر فخر سے بلند کر سکتے، ہمارے

سر فخر سے بلند نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! دفاع کے لیے دو سو پچھتر ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ پاک افواج ہمارے بھائی ہیں، ہمارے سر کے تاج ہیں، ہمارے جگر گوشے ہیں لیکن اس وقت پاک افواج کا کردار کیا ہے؟ جنرل پرویز مشرف خود ہی کہتا ہے کہ اس وقت ہمیں کوئی بیرونی خطرہ نہیں ہے۔ اگر بیرونی خطرہ نہیں تو اندرونی خطرے کے لیے فوج کو استعمال کرنا انتہائی مہلک اور تباہ کن ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے عرض کرنے دیجئے کہ فوج تو بالکل اپنی قوت، اپنی جان کی مصداق ہے۔ فوج ہماری قوت ہے اور یہ ہماری قوت ہماری جان کے خلاف بلوچستان اور وزیرستان میں استعمال ہو رہی ہے۔ یہ دشمن کے خلاف استعمال نہیں ہو رہی، اپنے ہی عوام کے خلاف استعمال ہو رہی ہے۔ یہود و نصاریٰ کے خلاف نہیں بلکہ اپنی قوم کے خلاف استعمال ہو رہی ہے تو پھر ایسی فوج کے لیے پیسہ رکھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اس وقت کوئی وجہ نہیں ہے، شاید پھر standing army کی ضرورت نہیں بنتی کہ ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے، اس لیے standing army بھی نہیں ہونی چاہیے اور 275 ارب روپیہ جیسے میرے دوستوں نے کہا کہ تعلیم، صحت اور development کے کاموں میں استعمال ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! یوٹیلیٹی سٹور کا تذکرہ بھی ہوتا رہا لیکن utility stores کا، subsidies کا اور relief کا بہت زیادہ تذکرہ وزیر مملکت نے بھی کیا۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، ٹھیک ہے جناب۔ ایک مقام پر تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے چند ساتھی اس ایوان میں میری آج کی تقریر میں subsidy, relief، مدد، امداد کے الفاظ بار بار سن کر اکتا چکے ہوں گے۔ جناب چیئرمین! صرف ایوان نہیں اکتایا بلکہ پوری قوم اکتا چکی ہے۔ یوٹیلیٹی سٹور اور subsidy کے معانی یہ ہیں کہ آپ کا کوئی معاشی پروگرام نہیں ہے، آپ کی کوئی معاشی پالیسی ہی نہیں ہے، آپ کے پاس ایسا کوئی منصوبہ نہیں ہے کہ آپ اشیاء ضرورت کی قیمتوں کو کم کر سکیں۔ آپ منڈی کو control نہیں کر سکتے اور آپ چند utility stores

کے ذریعے سے پوری قوم کو جس کا تذکرہ اور جس کی حقیقت بیان ہو چکی ہے اس کو relief دینا چاہتے ہیں' اس سے کوئی relief نہیں مل سکتی۔ جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ تھوک کے کاروبار کو تو privatize کیا جا رہا ہے اور حکومت پرچون کا کاروبار اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے۔ بہت ہی عجیب صورت حال ہے' پرچون کے اس کاروبار کو بھی نہیں لینا چاہیے۔

جناب چیئرمین! وزیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی ملک میں جس چیز کی قیمت ایک بار بڑھ جائے کم نہیں ہوتی' اور پھر وہ گندم کی مثال دیتے ہیں کہ گندم کی قیمتیں بڑھ گئیں تو وزیراعظم صاحب نے فوراً اعلان کر دیا اور گندم کی برآمد پر پابندی لگ گئی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کس احمق اور کس بیوقوف نے گندم کی برآمد کی اجازت دی تھی' آپ نے جب اپنے procurement مکمل نہیں کیے تھے اور صورتحال یہ ہے کہ پنجاب سے سرحد کو گندم منتقل نہیں ہو سکتی لیکن بیرون ملک گندم منتقل ہونا شروع ہو گئی۔ پنجاب کی حکومت تو ہمیں کہتی ہے کہ گندم نہ لو' آٹا لو اور بیرون ملک ہندوستان کو گندم پہنچائی جا رہی ہے۔ بنیادی بات تو یہ ہے کہ یہ قیمتیں آپ کی بیوقوفی کی وجہ سے چڑھ گئی تھیں اور آپ نے control کر کے کوئی تیر نہیں مارا' آپ کی غلط پالیسی کی وجہ سے لوگوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔

جناب چیئرمین! بجٹ میں بیت المال کا تذکرہ ہے' بیت المال کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور کیا جائے گا۔ اس لیے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میں خوشحال پاکستان پروگرام کی حقیقت عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان مارچ 2003 میں وجود میں آیا' 2002 اور 2003 کے لیے خوشحال پاکستان پروگرام میں سینیٹ کا کوئی حصہ نہیں تھا۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، اچھا قومی اسمبلی کا تھا تو وہ دوسرے ذریعے سے ہوا ہو گا۔ 2003-4 میں ایک کروڑ اسکیموں کے لیے ہر سینیٹر کو دیا گیا۔ 2004-5 میں پہلے سال ایک کروڑ تھا' دوسرے سال 50 کروڑ اور تیسرے سال پھر 50 کروڑ۔

جناب چیئرمین، 50 لاکھ۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، 50, 50 لاکھ۔ 2006-7 میں کوئی پیسہ allot نہیں ہوا اور اس میں پھر ہمیں یہ معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کے افراد کو تو حکومت نے adjust کیا لیکن اپوزیشن کو محروم رکھا۔ جناب چیئرمین! مزے کی بات یہ ہے کہ گزشتہ سالوں کی جو سکیمیں ادھوری رہ گئی تھیں، ان کے پیسے روک دیئے گئے وہ کسی کو جاری نہیں ہوئے۔ اس وقت اس ایوان کے ساتھ پھر ایک زیادتی ہو رہی ہے، یہ صفحہ 27 پر paragraph No.50 ہے، خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت مزید سکیموں کی نشاندہی ہمارے منتخب عوامی نمائندے کریں گے۔ جناب چیئرمین! آپ اس speech کی انگریزی کی کتاب اٹھا دیکھیئے تو اس میں منتخب نمائندوں کا ترجمہ MNAs کیا گیا ہے، آپ اٹھا کر دیکھ لیجیئے، اردو میں منتخب عوامی نمائندے اور انگریزی میں MNAs اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی حکومت نے اس سال بھی سینیٹ کو، ایوان بالا کو اس سے محروم کیا۔ جناب چیئرمین! میں بنیادی طور اس پروگرام کے حق میں نہیں ہوں، یہ خوشحال پاکستان پروگرام نہیں ہے۔ عوامی نمائندوں کو ایک جنجال میں پھنسانے کا پروگرام ہے، مجھے تو اس بات کی ضرورت ہے کہ اس PSDP کے اندر مجھے اختیار ملنا چاہیے کہ میں اس کے اندر اپنی سکیمیں ڈال سکوں۔

جناب چیئرمین، وقت کا ذرا خیال رکھیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جی میں دو، تین منٹ میں انشاء اللہ بات ختم کرتا ہوں۔ اس پروگرام میں مجھے اختیار ہو کہ میں سکیمیں ڈال سکوں اور اس پر عملدرآمد ہو لیکن مجھے یہ اختیار نہیں دیا جا رہا اور مجھے سکیمیں allot کر کے عوام کے ساتھ لڑانے کی کوشش کی جاتی ہے، گلی، نالی اور اس کام میں مجھے پھنسایا جاتا ہے۔ اس لئے خوشحال پاکستان پروگرام کی بھی اصل حقیقت یہ ہے۔

جناب چیئرمین! یہ NHA کے بارے میں بڑی زبردست باتیں کی گئیں، اس سال National Highway Authority پاکستان کے چاروں صوبوں میں 147 ارب روپے کی لاگت سے 1585 kilometre شاہراہیں تعمیر کریں گی۔ جناب چیئرمین! میں نے تھوڑا سا حساب لگایا

ہے' اگر میں غلطی پر ہوں تو آپ میری اصلاح کیجیئے۔ میں نے 147 ارب روپے کو 1585 kilometre پر تقسیم کیا' اس کا حاصل تقسیم آیا' 92744479 روپے' 92744479 1 kilometre روپے سے تعمیر ہو رہی ہے۔ ہمارے ڈاکٹر سلمان شاہ صاحب مشیر خزانہ نے کسی دوسرے اداروں کو ذکر کیا ہے کہ KESC, WAPDA, PIA یہ سفید ہاتھی ہیں' میں کہتا ہوں کہ NHA بھی اسی list میں شامل ہونی چاہیئے' یہ بھی سفید ہاتھی ہے۔ جناب چیئرمین! اسلام آباد کے اندر Islamabad Capital Territory کے اندر ترنول سے سنگجانی کا فاصلہ 10 kilometre نہیں ہے اور یہ حکومت جب سے بنی اس پر کام شروع ہے' اس پر کام جاری ہے اور یہ 10 kilometre سے کم کا فاصلہ آج تک مکمل نہیں ہو سکا۔ میں challenge کرتا ہوں' ذرا اس کو دیکھ لیجیئے کہ اس کی کیا صورت حال ہے۔ جناب چیئرمین! میں اپنے صوبوں کے دو منصوبوں کا تذکرہ کروں گا' ایک تو نوشہرہ' چکدرہ چترال روڈ جو کہ ہمارے صوبے کے لئے انتہائی اہم ہے اور اس کا فاصلہ 309 kilometre بتایا گیا ہے اور N-45 کے نام سے مشہور ہے ۔ اس کے لئے اس سال جو رقم رکھی گئی ہے' وہ 50 کروڑ روپے ہیں' 50 کروڑ روپے سے شاید مشکل سے 10, 12 kilometre بنے گی جو اس کا rate ہے۔ جب سے یہ حکومت برسر اقتدار آئی ہے' اس شاہراہ پر کام جاری ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ تکمیل تک کبھی نہیں پہنچی گی۔ جناب چیئرمین! اس کے بعد CRBC crossing سرائے گمبیلہ N-55 یہ section 70.27 kilometre ہے اور اس کے لئے اس سال میں کل 8 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کیسے تعمیر ہو گی اور کس طریقے سے یہ مکمل ہو گی۔

جناب چیئرمین! یہ بجٹ کی صورت حال ایسی ہے کہ

تن ہمہ داغ داغ شد

پنبہ کجا کجا نہم

اور اس وقت پورا ملک رو رہا ہے' صورت حال ابتر ہے لیکن وزیر خزانہ کو سب کچھ ہرا ہی ہرا نظر آ رہا ہے اور برسات کے اندھے کی یہی صورتحال ہوتی ہے کہ اس کو آنکھوں سے تو کوئی دکھائی نہیں دیتا اور اس کے ذہن کے اندر ہریالی ہی ہریالی ہوتی ہے۔ ملک تباہ ہو رہا ہے' ہم مشکلات سے دوچار ہیں' امن و امان کی صورتحال یہ ہے کراچی میں بارہ مئی کو جو کچھ ہوا اور اس کے بعد

عوام مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس کی تحقیقات ہونی چاہیئے، قاتل کون تھے کس نے یہ کیا اور ہمیں صدر مملکت صاحب کہتے ہیں کہ نہیں تحقیق کی بات کو بھول جاؤ اور آگے کی طرف دیکھو، ترقی کی بات کرو۔

جناب چیئرمین! اس کے صاف اور واضح معنی تو یہ بنتے ہیں کہ صدر مملکت کی ایماء پر ہی یہ سب کچھ ہوا ہے، قاتلوں کے ساتھ وہ اس میں شریک ہیں اور اسی لئے اس نے شام کو اسلام آباد میں اعلان کردیا کہ کراچی کے اندر بھی طاقت کا ایک مظاہرہ ہوا ہے اور عوامی طاقت کے آگے جو آئے گا وہ کچلا جائے گا۔ وہ پوری قوم کو کچلنا چاہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ ٹی وی چینلز، سب ہی ٹی وی چینلز کی بارہ مئی کی اس میں رپورٹیں ہیں میں اس کو ایوان کا حصہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ خود بھی دیکھ لیجئیے اور جو صورتحال ہوئی ہے اس میں قاتلوں اور بھتہ خوروں کا ساتھ دینے کی بجائے قاتلوں کا سراغ لگایا جائے۔ اس میں لوگ صاف دکھائی دیتے ہیں پولیس کے ساتھ اسلحہ لئے پھر رہے ہیں اور ان کو کیفرکردار تک پہنچایا جائے۔ اگر یہ کام نہیں ہوتا تو حکمرانوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس ملک پر حکمران رہیں۔ جو حکمران اپنے عوام کو امن نہیں دے سکتے، قاتلوں سے نہیں بچا سکتے، بھتہ خوروں سے نہیں بچا سکتے ان کو پھر حکمرانی کا حق نہیں ہوسکتا۔ ان کی حکومتیں پھر ڈوب جاتی ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، سعدیہ عباسی صاحبہ۔ آخری speaker ہیں۔ سعدیہ صاحبہ کو سنیں۔

Senator Saadia Abbassi: Thank you Mr. Chairman! today in the morning when after the speech of Mr Ishaq Dar, the Leader of the House got up and he said that he should make a comparison with what is happening today and what was there when Nawaz Sharif was in power. Mr. Chairman, I regret that he made a statement like that he was very much a part of the Government of Mr. Nawaz Sharif. He was very much a

part of all the inadequacies and all the good that that Government may have done and they should take responsibility for it but not to condemn somebody who is not here today, that was eight or nine years ago. Why did they not resigned when they were seeing such glaring inadequacies of the Government of Mr. Nawaz Sharif. He said that today Pakistan is better of, I am asking whether in terms of unemployment, whether in terms of poverty, whether in terms of inflation, whether in terms of lawlessness, wherher in terms of inequities, whether in terms of the gap between the rich and the poor, whether in terms of the lack of access to Justice, whether in terms of Pakistan existance as a sovereign state, whether in terms of political stability, whether in terms of the sitution in the Tribal Areas and in Balochistan, whether in terms of the institutions of the State, whether it is the Judiciary, whether it is the Media or whether it is the controversial role of the Armed Forces, is Pakistan better of today, is Pakistan in more secure state today and the answer is, no it is not and this Government will be judged by its own performance not on it comparison. This is an argument of cowards, this is not an argument of people who can stand up for what they have done and this Government will be judged on the performance of its five years tenure and the people of Pakistan spoke when the Chief Justice of Pakistan travelled from one city of Punjab to another city of a distance of 300 Kilometers in twenty five hours that is a referendum of people of Pakistan against this Government. What they have done to the Chief Justice is shameful and to defend and to say that the Chief Justice is becoming controversial it is a disgrace and it is a

violation of the confidence that the law makers of this country should have in a superior court of this country.

I will just come to the point because I do not want to take much time of this House and to repeat. I will just touch a few points. As regards the Privatization policy, this policy needs to be reviewed. In its present form, it is against the State of Pakistan; It is against the security and the sovereignty of our country. It is the policy which is against the national interest of Pakistan. It is a policy which is driven by the donor agencies, it is World Bank and IMF agenda and it is the policy of reverse colonization. It is a policy that has to be brought under Parliament and which has to be completely reviewed and revisited. Infact after the judgement of the Steel Mills this should have been the case. As regards the law and order, clearly, especially after the incident of October 12, which is condemnable and those people who are responsible will be brought to justice. They will not escape the net and the time is going to come very soon so neither property is secure nor any kind of business environment is secure in our country. In terms of the infrastructure problems of Pakistan, there is no policy no policy to address these whether it is the road network, whether it is mass transit and public transport network whether it is electricity generation. Sir it is the time to look into this. Pakistan is generating electricity through the use of gas also the use of oil we have to review alternative sources of energy and coal is one of them. Infact this should have been done much earlier. Today Pakistan and Pakistani Industry is suffering from loadshedding. The situation in Karachi and KESC is not

the institutions to be ignored. Government has no policy and no plan to address this issue and to say that you know that so many Mega Watts of electricity can be generated today and can be generated for five years. It is not an answer. We need hydel projects in this country and policy should have come into existence much earlier than that. Sir, As regards the restructuring plan of PIA and others like Utility Corporations or Banking, the point is that the Government wants to run Utility Stores in this country but the Government says that it cannot run PIA or it cannot run Railways or it cannot run the banks. Let us give them away to the foreigners and to take away everything from this country. There is no such thing that the Government cannot run it. These are industries or Corporations which are vital source for Pakistan and should it have a policy for redressing this. The problems of PIA, are there for everyone to see. The problem of mismanagement and the man they have brought in, he is completely destroying the national Airline and he goes away & gets away with it and this House was questioning his performance throughout and nothing was done about it and he has been allowed to go home and another man has been brought in who has absolutely no expertise of running an airline. I mean, there has to be, you know, some criteria for engaging such people or hiring such people. After all there is not a shortage of people in this country to run. It is a question of having political will to do things properly. Sir, as regards the industrialization policy, there has to be a policy which increases competitiveness in this country. There has to be a policy which brings them new technology in

this country so that we can compete in the global market. We have to have skills and training, we have to have upgradation of machinery. What is the industrial policy of this country I do not know? Today Pakistan's exports are driven by the business community of this country who have to fight for their own survival but there is no policy pro-active to promote that. There are other countries and smaller countries in this world who are doing much better than us. Exports are declining and imports are increasing and this imbalance has to be addressed. Where is policy for all this? In these five years what is the industrial policy of this country? Somebody has to explain it to us that how is it that industry can develop better and compete globally. After all, you know, industry is the backbone of any country and it creates jobs, it creates opportunities and that is how country develops and economy develops. Sir, as far as State Bank of Pakistan is concerned it should have complete autonomy and this should be the cornor stone of any government or the policy of any government because it concerns with the fundamental transparency in economic policy.

As regards inequity and the gap between the rich and the poor I would say that there has to be a policy, there has to be a vision to reduce the inequalities in the country. There has to be a vision for equality of opportunity. Everyone should have a fair opportunity to be a part of the system in this country. Sir, the real estate and the stock market these are the two barometers of this country's Financial Managers who are saying that because the stock market is rising or the real estate prices

are rising so the economy is doing well. These are only artificial factors. There is no sustainability behind this and this is a bubble which is going to burst anytime. This is not something which is based on any sustainable policy. There has to be a policy where industries and businesswork on market fundamentals rather than driven by exogenous factors. There has to be a separation of government control from the business sector and it should have its own dynamics regardless of which government comes in but the policies have to continue which are for the future of the country, not policies which are adhoc or which are of short cut nature. Sir, there is an urgent need to focus on the agriculture sector and Pakistan is a country which can be self-reliant in agriculture but there has to be a policy and specially in terms of agriculture inputs. So whether it is tractors or fertilizer there has to be a policy which addresses these issues. Sir, we have raised the issue of ERRA fund, time and agian there is no accountability of ERRA fund and Parliament must be taken into confidence as to what has been done. Again I reiterate that the defence budget has to be brought on the parliamentary scrutiny.

As regards Balochistan this is a problem which needs to be addressed, it needs to be addressed on an urgent basis and the development of Balochistan has to be such as the Province is self-sustaining. It is not enough that you say that we have built one dam or we have established one university. There has to be a consistent policy for the development of Balochistan.

As regards the allotment, the allocation, the acquisition of land in

Balochistan , it has to be done under the Provincial Assembly of Balochistan and the people of Balochistan who are the stakeholders in it, they have to be taken in confidence. There has been land acquired which is the controversial issue and the manner in which the land has been acquired and the price has been paid, it is a matter that has been raised time and again.

Sir, as regards public - private parternship even last year and the year before I emphasized this that there has to be close cooperation between the public and private sector to address the issue of social problems in this country and unless and until there is source collaboration between these two sectors , you will not be able to address the issues whether it is housing, whether it is health needs of the people or whether it is education.

Sir, on the issue of affordable housing this should be a policy for the government and it should be a comprehensive policy which aims at providing housing , affordable housing to people who do not have their own homes and who are in need of that. There has to be a financing structure. There has to be the allocation of land for that and there has to be a policy for that to address this issue because it is becoming more and more expensive every day. Population of Pakistan is increasing and this problem is not being addressed and as such it is creating more and more problems for the people.

Sir , as regards the public transport I would suggest that for schools , for factories and for offices there should be complete duty

exemption on the buses and this will address not only the transportation but it will create jobs and it will create opportunities to develop the bus manufacturing industry in Pakistan because it will relieve congestion on the roads. So, this thing must be evaluated , must be sorted out and if it is possible there has to be a policy which encourages either schools or factories or offices so that they can provide buses for the children of the office workers.

Sir, I touched on the issue of using coal as an alternative source of energy, Pakistan has adequate resources and I think it is time that we start to look into this as an alternative. Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you, so we will adjourn now to reconvene tomorrow morning at 10.00 a.m and as is agreed that tomorrow the sequence will be that we will continue till 1.30, break for an hour for prayer and lunch till 2.30 and then finish it before *Maghrib* at seven and I request the members to please strictly adhere the time frame.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلم علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ والعاقبة اللّمتقین

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 13th June, 2007 at 10.a.m.]